www.babulilm.info

باب العلم دار التحقیق

نکتۂ جہانبانی

جلد دوم

شرحِ زندگانی شہیدِ ولایت حضرت محمد ابن ابی بکر رضوان اللہ علیہ

الملقّب به ثالث حسنین علیہ السلام

مؤلف:

پروفیسر آصف پاشا صدیقی

ناشر: باب العلم دار التحقیق فروغ ایمان ٹرسٹ، شمالی ناظم آباد، کراچی

نکتۂ جہاں بانی

(جلد دوم)

شرحِ زندگانی شہیدِ ولایت

حضرت محمد بن ابی بکرؓ

حمیل سکینہؑ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۱

مؤلف:

پروفیسر آصف پاشا صدّیقی

تدوین ونشر:

باب العلم دار التحقیق

فروغ ایمان ٹرسٹ، شمالی ناظم آباد، کراچی

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:..........................شرح زندگانی حضرت محمد بن ابی ابکرؓ

مؤلف:..........................پروفیسر آصف پاشا صدیقی

نظر ثانی:..........................مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی

تدوین ونشر:..........................باب العلم دار التحقیق شمالی ناظم آباد، کراچی

کمپوزنگ:..........................ہیئتِ تحریریہ باب العلم دار التحقیق

تعداد:..........................۱۰۰۰

تاریخ اشاعت:..........................اکتوبر ۲۰۰۹ء

پرنٹنگ:..........................الباسط پرنٹرز

ہدیہ:..........................۲۰۰ روپے

ملنے کا پتا

الحسن، بک ڈپو، مسجد باب العلم، شمالی ناظم آباد، کراچی

(ملاحظہ: کتاب ہذا کا ہدیہ مؤلف کی جانب سے مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی قبلہ کے زیر نگرانی چلنے والے تعلیمی اداروں کی ترقی وتعمیر کے لیے مختص کیا جاتا ہے۔)

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

اللہ جلّ جلالہٗ

و

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور

چہاردہ معصومین علیہم السلام

پر

ایمان لانے والوں کے نام

میں ہوں صدیقی، محمدؐ ہے میرے مورث کا نام
عاشق حیدرؑ تھے وہ، دلدادۂ سبطینؑ تھے
افضل واعلیٰ ہوں میں سب سے بجز سادات کے
میں ہوں جن کی نسل میں، وہ ثالثِ حسنینؑ تھے

(ناطق بدایونی)

فہرست مطالب:

عرض ناشر ۹

تقریظ: مولانا سیّد محمد عون نقوی ۱۱

تقریظ: مولانا سیّد باقر حسین زیدی ۱۳

تقریظ: مولانا نذر الحسنین محمدی ۱۴

تقریظ: خطیب حسینیت جناب سیّد محمد نقی نقوی ۱۶

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب مختار اجمیری ۱۸

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب کوثر نقوی ۲۰

منقبت وقطعات (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب سیّد نسیم الحسن حسن زیدی ۲۲

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب فیروز ناطق خسرو ۲۵

قطعہ (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب ڈاکٹر اختر ہاشمی ۲۷

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب سیّد عابد حسین ہاتف الوری ۲۸

قطعہ (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب سیّد ذوالفقار حسین نقوی ۳۰

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی عاصی ۳۱

قطعہ (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب مولانا یعقوب شاہد آخوندی ۳۳

منقبت (محمد ابن ابی بکرؓ) از جناب الحاج سیّد انوار علی جعفری ۳۴

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ) از جناب مولانا غلام علی عارفی ۳۶

کچھ مؤلف کے بارے میں، از جناب مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی ۳۸

حرف اوّل (تمہید) ۴۲

فصل اوّل ۴۵

- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا اجمالی تعارف ۴۶
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا نام ونسب ۴۹

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ گرامی ۵۰
حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی ولادت ۵۶
حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی تعلیم و تربیت ۵۸
حضرت محمد بن ابی بکرؓ صحابی رسولؐ ۶۰
حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی خصوصیات ۶۲
حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں اصحاب رجال و تراجم کا بیان ۶۴
حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق مؤرخین کی رائے ۶۸
حضرت محمد بن ابی بکرؓ ایک بہترین مبلّغ ۷۱
فصل دوم ۷۷
قتل حضرت عثمان بن عفان اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ ۷۸
جنگ جمل اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ ۸۵
ام المومنین حضرت عائشہ سے ملاقات ۸۷
صفین اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ ۸۸
امیر شام کے نام خط ۸۹
امیر شام کا جواب ۹۲
فصل سوم ۹۵
مصر کے حالات ۹۶
روانگی مصر سے قبل امیر المومنینؑ کی نصیحت ۹۹
حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی مصر روانگی ۱۰۰
مصر میں حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا پہلا خطبہ ۱۰۱
حکومت مصر کے پیچیدہ حالات ۱۰۳
امیر المومنینؑ کا مکتوب مالک اشتر کے نام ۱۰۴
مالک اشتر کی شہادت کے بعد محمد بن ابی بکرؓ کے نام امیر المومنینؑ کا خط ۱۰۶

- امیر المومنینؑ کے نام حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا خط ۱۰۷
- اس وقت مصر کے حالات کا جائزہ ۱۰۸
- عمرو بن عاص کا خط حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام ۱۱۰
- امیر شام کا خط حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام ۱۱۱
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا امیر المومنینؑ کے نام خط ۱۱۲
- امیر المومنینؑ کا جواب ۱۱۳

فصل چہارم ۱۱۷

- حضرت محمد بن ابی بکرؓ مصر میں ۱۱۸
- امیر المومنین کے نام حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا خط ۱۲۰
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے خط کا جواب ۱۲۱
- محمدؓ واہالیان مصر کے نام امیر المومنینؑ کا خط ۱۲۳
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت ۱۴۰
- امیر المومنین اور عبداللہ بن عباسؓ کے تعزیت نامے ۱۴۶
- اسماء بنت عمیس کا مغموم ہونا ۱۴۸
- حضرت عائشہ کا اپنے بھائی کے غم میں گریہ و ماتم ۱۴۹
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں مولائے کائناتؑ کے فرامین ۱۵۱
- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ و دیگر خاندان ۱۵۴
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا مزار ۱۶۰

فصل پنجم ۱۶۱

- امیر المومنین کے خطوط کی اہمیت اور امیر شام ۱۶۲
- متن عہد نامہ ۱۶۴
- شرح عہد نامہ ۱۷۳

فصل ششم:

("نکتۂ جہاں بانی" جلد اوّل' عہد نامۂ امیر المومنین بنام مالک اشترؓ پر تاثرات) ۲۳۳

- تلاوت کلام مجید: مولانا سجاد عرفانی
- نظامت: خطیب حسینیت سیّد محمد تقی نقوی
- سپاسنامہ: پروفیسر آصف پاشا صدیقی ۲۳۵
- جسٹس آف ہائی کورٹ جناب سیّد علی اسلم جعفری (صدر تقریب) ۲۳۸
- جسٹس آف سپریم کورٹ جناب سیّد زوار حسین جعفری (مہمان خصوصی) ۲۳۹
- جناب مولانا سیّد محمد عون نقوی ۲۴۰
- جناب مولانا سیّد باقر حسین زیدی ۲۴۲
- جناب پروفیسر اقرار حسین جعفری ۲۴۴
- جناب فیروز ناطق خسرو (نثری تاثرات) ۲۴۵
- جناب فیروز ناطق خسرو (منظوم تاثرات) ۲۴۷
- جناب سیّد قمر حسنین (منظوم تاثرات) ۲۵۰
- جناب سیّد عابد حسین ہاتف الوری (منظوم تاثرات) ۲۵۲
- جناب شجاع عباس رضوی (منقبت) کتابیات ۲۵۴

کتابیات ۲۵۶

دعائیہ کلمات ۲۵۹

یادداشت ۲۶۰

سبیل سکینہؑ
حیدرآباد لطیف آباد یونٹ نمبر ۸ C1

عرض ناشر

ادیانِ عالم میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل دین صرف اسلام ہے۔ کائنات کا کوئی ذرّہ اس کے دائرۂ قانون اور شریعت سے باہر نہیں ہے۔ ہر چیز کی صحیح معرفت اور پہچان نیز اس سے تعلق پیدا کرنے کا طریقۂ کار اسلامی تعلیمات کی رُوح پرور روشنی میں ہی قابلِ امکان ہے۔ انسان اِس کائنات کا اشرف المخلوقات عنصر ہے، جس کی زندگی کے مختلف جوانب اور جہات ہیں۔ اسلام میں ان تمام جہات جو منکشف ہو چکے ہیں، نیز جو مستقبل میں ظاہر ہوں گے، کے بارے میں مخصوص احکامات موجود ہیں۔ انسان سماجی، سیاسی، معاشی، ثقافتی، علمی، اَخلاقی، روحانی، دینی اور دیگر شعبہ ہائے حیات سے وابستہ و مربوط ہستی ہے۔ ان تمام پہلوؤں کے بارے میں اسلام کی رہنمائی جامع اور منفرد ہے۔ ان آفاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا مشکل و دشوار ہے، لیکن تربیت یافتہ اور توفیقات کے حامل افراد نے ان پر عمل کر کے خود کو تاریخ کا حصہ بنالیا تا کہ رہتی دنیا تک لوگ ان کو اپنا رہنما قرار دیتے ہوئے ترقی و سرخروئی کی راہوں پر گامزن رہیں۔ ایسی ہی شخصیات میں ایک عظیم نام شہید ولایت حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا ہے، جنہوں نے جس عشق و شوق اور جاں نثاری کے ساتھ اپنے مولا و آقا حضرت امیر المومنین، امام المتقین علی بن ابی طالب علیہما السلام کی یاوری و نصرت کی اور اسی راہ میں شہید کر دیے گئے۔ آپ کی زندگی پر قدرے مفصل کتاب کی ضرورت تھی، جس کا بیڑا برصغیر کے ادبی و علمی گھرانے میں پیدا ہونے والی ادبی و علمی شخصیت جناب پروفیسر آصف پاشا صدیقی صاحب دامت برکاتہ نے اٹھایا اور انتہائی عرق ریزی اور توجہ سے اسے مرتب کیا اور آپ کی معاونت کرتے ہوئے ادارۂ ہٰذا نے اس کارِ خیر اور عظیم خدمت میں حصہ لیا اور اس طرح یہ تاریخی و تحقیقی کام سامنے آیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ پروفیسر صاحب اور ادارے کے تمام اراکین مولانا یعقوب شاہد آخوندی، مولانا غلام علی عارفی، برادر مرتضیٰ رضوی، برادر حسن مرتضیٰ، برادر سیّد ذوالفقار حسین

نقوی اور جناب جاوید پاشا صدیقی (جنہوں نے تقریظات کی جمع آوری اور اس کتاب سے متعلق بیرونی بہت ساری کوششیں انجام دیں،) اور دیگر رفقائے کار کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

کتاب ہٰذا لکھنے کی غرض وغایت

- مومنین کرام خصوصاً نوجوانوں کو ''نہج البلاغہ'' کی جانب متوجہ کرنا۔
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی شجاعت، معاملہ فہمی اور خاندان بنی ہاشم سے رشتے داری، میدان کربلا میں آپؓ کے خاندان کی قربانیاں۔
- حضرت علی علیہ السلام کا حضرت محمد بن ابی بکرؓ پر اعتماد اور ان کی تربیت کا بیان۔
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے حالات زندگی سے آگاہی۔
- حضرت علی علیہ السلام کے وہ مکتوب جو آپؑ نے حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو تحریر کیے، ان کو اسناد کے ساتھ پیش کرنا۔
- حضرت علی علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا معرفت الٰہی، دین اسلام، اعلیٰ اخلاق اور اتحادِ اُمت کے لیے کوششیں کرنا۔
- موجودہ دور میں ''نہج البلاغہ'' کی اہمیت اور افادیت کو اُجاگر کرنا۔
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا مصر میں دوران حکومت، حضرت علی علیہ السلام کی ہدایت کو رائج کرنا، جس کی وجہ سے یتیم، فقیر و محتاج لوگوں کا خیال رکھنا، نیز سیاسی، اخلاقی، اقتصادی، انتظامی، سماجی اہمیت کے معاملات پر نظر رکھنا۔
- حضرت علی علیہ السلام کے احکامات کے مطابق دشمنانِ اسلام سے معاملات نبٹانا۔
- ام المومنین حضرت عائشہ کا اپنے بھائی محمد ابن ابی بکرؓ سے محبت اور لگاؤ کا تذکرہ۔

والسلام

سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی

تقریظ

از مولانا سیّد محمد عون نقوی دامت برکاتہٗ

(سربراہ ادارہ تبلیغِ تعلیماتِ اسلامی پاکستان)

الحمدلا ھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا

یوں تو اہلِ قلم بہت سے علمی میدانوں میں قلم فرسائی فرما رہے ہیں، مگر تشنہ کامان علم کے لیے منفرد موضوعات پر قلم اٹھانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ کیوں کہ آج ہم جس عصر میں زندگی گزار رہے ہیں، اُسے پُر آشوب دَور کہا جا رہا ہے۔ انسانی معاشروں کا ہر طبقہ مسائل و مشکلات میں مبتلا نظر آ رہا ہے۔ مفکرین اور دانشور گتھیاں سلجھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، لیکن اہلِ بیتِ عصمت و طہارت کے دروازے پر زانوئے ادب طے کیے بغیر اور ان ذوّاتِ مقدّسہ کی رہنمائی سے نورِ ہدایت لیے بغیر ان بحرانوں سے نجات ناممکن ہے۔

عصر حاضر میں تاریخ اسلام کی نامور شخصیات کے حالات زندگی کو قلمبند کر کے ملت کے نوجوانوں تک پہنچانا ایک عظیم اور قابل ستائش کاوش ہے۔ حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی زندگانی پر کتاب ہٰذا ہماری یعنی سماج کی رہنمائی کے لیے بہترین ذریعہ ہے۔

مؤلفِ کتاب جناب محترم آصف پاشا صدیقی صاحب نے حالیہ دَور کی ایک اہم ترین ضرورت کو پورا کرنے کی سعیِ جمیل فرمائی ہے، جس کے نتیجے میں وہ تحسین وستائش کے لائق ٹھہرے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کا وہ عہد نامہ مصر جو آپؑ نے حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو مصر روانہ کرتے ہوئے عنایت فرمایا تھا، کی شرح نہایت تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں موجود ہے، جو تشنگان علم و معرفت کے لیے آبِ معرفت کا کام دے گی۔

نیز برادرِعزیزم جناب مولانا حجۃ الاسلام سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی سلّمہٗ کی زیرِ سرپرستی علومِ محمدؐ وآلِ محمد ÷ کی نشر واشاعت میں سرگرم ادارہ باب العلم دار التحقیق، کراچی کی کتاب کی تدوین اور اشاعت میں اِن تھک کوششیں بھی عنداللہ مقبول ومأجور ہوں گی۔اُمید ہے قوم کے تشنہ طلب موضوعات پر نوجوان علماء قلمی جدّ وجہد جاری وساری رکھیں گے۔

والسّلام

سیّد محمد عون نقوی

تقریظ

از عالی جناب مولانا سیّد باقر حسین زیدی صاحب قبلہ

جناب حضرت محمد بن ابی بکرؓ پر پروفیسر آصف پاشا صدیقی نے اوراق تاریخ کو عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کر کے پہلی مستند کتاب مرتب کی ہے جس کے روح رواں بانی اور سربراہ ادارۂ دارالتحقیق حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی ہیں۔

مؤلف نے انتہائی باریک بینی کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کی مختصر تاریخ حضرت جعفر طیارؑ سے حضرت ابوبکر اور حضرت علیؑ کی رفاقت کا انتہائی محتاط انداز میں احاطہ کیا ہے۔تقریباً پانچ برس کا سن تھا جب حضرت محمد ابن ابی بکرؓ اپنی والدۂ گرامی کے ساتھ حضرت علیؑ کی زیرِ تربیت آئے۔حضرت علیؑ نے انہیں اپنا بیٹا کہا اور کمالاتِ علمی، کمالاتِ شجاعت، کمالاتِ اخلاق سے مزین فرمایا۔فنِ سپہ گری کا عکسِ جمیل میدان صفین میں نظر آیا اور انتظامی امور میں ملکہ پایا تو گورنر بنائے گئے۔آپؓ کا عقد شہزادی ایران مہر بانو سے ہوا تو یوں شہر بانو حضرت امام حسینؑ کے عقد میں آئیں اور آپ ہم زلفِ شہزادۂ جناں قرار پائے۔آپ کے فرزند ارجمند جناب قاسمؒ نے معرکۂ کرب و بلا میں شجاعت کے جوہر دکھائے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔یوں آپ کا لہو نصرتِ معصوم میں نذر ہوا اور جاودانی پائی۔آپ نقیب ولایت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں، جس کے سبب تصوّف میں سلسلۂ نقشبندیہ آپ سے منسوب و متمسک ہے۔

آپ شہیدِ راہِ ولایتِ علیؑ ہیں۔آپ کی شہادت نعرۂ مستانۂ ولایت علیؑ ہے۔
دُرود و سلام آپؓ کی ذاتِ اقدس پر۔

دُعا گو

باقر زیدی

تقریظ

از.... اعتمادالعلماء عالیجناب مولانا نذرالحسنین محمدی (ایم اے، فاضل عربی)

مبسملاً و حامداً و مصلیاً

حق پرست وحق نگر حضرت محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی زندگی اور مسلمانوں کی تاریخ میں ان کے یادگار کردار سے متعلق.... اُردو زبان میں کوئی تفصیلی کتاب موجود ہی نہیں تھی..... سوائے دو رسالوں کے جن میں سے ایک رسالہ ''تذکرۂ محمدیہؒ '' کے نام سے تھا، جو مولانا الحاج محمد اعجاز حسن بدایونی اعلیٰ اللہ مقامہ کا تالیف کردہ ۱۹۳۱ء میں بدایوں ہندوستان سے شائع ہوا تھا جس کی اشاعتِ ثانی کا شرف حال ہی میں، مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان) کو حاصل ہوا۔ جب کہ دوسرا رسالہ محمد ابن ابی بکرؒ کے نام سے مولانا میرزا محمد عالم لکھنوی مرحوم کا تالیف کردہ، ''امامیہ مشن (ٹرسٹ) لاہور (پاکستان) نے شائع کیا تھا..تو میری اپنی شدید خواہش تھی کہ.... جنابِ محمد بن ابی بکرؒ کی زندگی اور کردار کے موضوع پر میں خود ایک تفصیلی کتاب تحریر کروں اور اس حوالے سے میں نے مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا اور کافی تعداد میں حوالے (ریفرنسز) جمع کیے۔ مگر، جب میرے علم میں آیا کہ......... ادارۂ باب العلم دار التحقیق میں جناب محمد بن ابی بکرؒ کے حوالے سے کام ہو رہا ہے... تو میں نے اپنی سعی و کوشش اور تمام حوالے..... اصل کتابوں سمیت جناب مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی کے حوالے کر دیے تا کہ وہ تمام مواد، اس کتاب میں شامل ہو جائے جو ... برادرِ محترم جناب پروفیسر آصف پاشا صاحب صدیقی نے تالیف کی ہے...... اور اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

''نکتۂ جہاں بانی (جلد دوم) شرح زندگانی شہید ولایت، حضرت محمد بن ابی بکرؒ کے خاصے طویل اور بھاری بھرکم نام کی طرح خود کتاب کے مضامین بھی آں جنابؒ کی زندگی اور

کردار کے مختلف زاویوں اور جہتوں کو اپنے وسیع دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں، امکانی طور پر کوئی کونا، گوشہ... نظر انداز نہیں کیا گیا ہے...!

بھرپور مبارکباد کے مستحق ہیں جناب پروفیسر صاحب..... جنہوں نے اپنی مصروف ترین زندگی میں سے وقت نکال کر یہ کتاب تالیف کی اور محمدی ہونے کا حق ادا کر دیا....!

زیرِ نظر کتاب کی ترتیب و تدوین، تزئین و آرائش اور طباعت کے مختلف صبر آزما مراحل کے سلسلے میں جو حقیقی اور بھرپور کوشش وسعی مشکور... حضرت مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی طال اللہ حیاتہ و دام عزہٗ اور ان کے باوقار ادارے... باب العلم دار التحقیق کے اراکین و محققین نے فرمائی، وہ کتاب کے حوالوں اور اس کے عربی متن سے ظاہر و آشکار ہے....! (اور ان مراحل کا کسی حد تک میں خود بھی شاہد ہوں!)

میری دعا ہے کہ برادر عزیز و محترم جناب آصف پاشا صاحب صدیقی کو اللہ تعالیٰ... محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے صدقے اور وسیلے سے.... صحت و عافیت سے نوازے اور انہیں اسی جوش و جذبے کو برقرار رکھتے ہوئے... نیک کاموں کی توفیق و کرامت فرماتا رہے۔ (آمین)

این دعا از من و از جملہ جہاں..... آمین باد...!!

اور چلتے چلتے.... پروفیسر منظر ایوبی بدایونی کا ایک شعر تاریخ کے ہر دور کے کج کلاہوں اور فراعین بے سامان کے لئے.....

کج کلاہوں کی بھنویں، پھر نہ کہیں تن جائیں
ان کو آئینۂ تاریخ..... دکھاتے رہنا!!

والسلام
محمد نذر الحسنین محمدی

تاثّرات

مولائے متّقیان حضرت علی علیہ السلام کا طرزِ جہاں بانی

خطیبِ حسینیت .... مولانا سیّد محمد نقی نقوی

تحقیق کے سمندر سے جواہر تلاش کرنا ایک ماہر پیراک ہی کا کام ہوتا ہے اور جب بحرِ تحقیق کے شناور کے ہاتھ کوئی قیمتی موتی آجاتا ہے تو اُس سرشاری کی کیفیت سے وہی شناور حظ اُٹھا سکتا ہے۔ محترم جناب پروفیسر آصف پاشا صدیقی بھی ایسے ہی ایک کامیاب شناور کی حیثیت رکھتے ہیں، جو تحقیق کی دنیا میں نئے نئے موضوعات کو متعارف کرا رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''حضرت محمد بن ابی بکرؓ '' بھی ایسی مثالی تحقیقی کاوش ہے، جو سراہے جانے کے قابل ہے۔ اِس سے پیش تر بھی آصف پاشا صدیقی صاحب کی کتاب حضرت علی علیہ السلام کے ''طرزِ جہاں بانی'' کے مستقل عنوان سے حضرت مالکِ اشترؓ کے متعلق شائع ہو کر ایک مکمل تحقیقی دستاویز کی صورت اختیار کر چکی ہے اور عوام وخواص کے استفادے کے لیے بُک اسٹالز پر موجود ہے۔

گزشتہ برس جب اس کتاب کی تقریبِ رونمائی ہُوئی، تو ناچیز کو نظامت کے فرائض سونپے گئے اور باعثِ صد تشکّر ہے یہ بات کہ کتاب ''محمد ابنِ ابی بکرؓ'' جیسی معرکتہ الآرا کتاب کی تقریبِ رونمائی میں بھی یہ خاکسار شریک ہے۔ ساتھ ہی میں لائقِ صد مبارک باد سمجھتا ہوں کہ بابِ العلم دارالتّحقیق، مسجدِ بابِ العلم، شمالی ناظم آباد، (فروغِ ایمان ٹرسٹ) کراچی کو، جو بحمد اللہ اِس طرح کے معیاری تحقیقی مقالہ جات کو نشر و اشاعت اور عروج و ترویج کی منزلوں کی طرف بڑھاتے ہوئے مزید محققین کو اِس کارِ خیر کی جانب متوجّہ کر رہا ہے۔ ایمان داری کی بات ہے کہ اس ضمن میں حجتہ الاسلام عالی جناب مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی (جو اس ادارے کے مسئول ہیں) کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت میں یہ اُنہی کا خُلوص ہے، اُنہی کی محبت

اور اُنہی کی مَودّت ہے۔ بہ قول شاعر:

جب بھی کسی عروج کی جانب بڑھے قدم
دیکھا سُوئے حسینؑ چلا جا رہا ہُوں میں

آج ہماری قوم وملّت کو اِسی راہِ علم وعمل پر لے جانے کی ضرورت ہے، تاکہ دورِ گزشتہ کا علمی و ادبی ماحول پھر از سرِ نو پیدا کیا جاسکے، ہمارے یہاں کا بچّہ بچّہ علم کی زبان بولنے لگے اور بابِ مدینۃ العلم کی رحمت و برکت سے علم اور عمل ہماری انفرادی اور اجتمائی زندگی میں رچ بس جائے۔ (آمین)

خدائے لم یزل کے حضور دِلی دُعا گوہُوں کہ اے میرے رب، اپنے حبیبِ کریم، رحمۃ للعالمین، سیّدالمرسلین، راحت العاشقین آنحضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور اُن کی آلِ اطہر علیہم السّلام کے صدقے میں آصف پاشا صدیقی صاحب کی یہ تحقیقی کتاب بارگاہِ مولائے کائنات حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہم السّلام میں شرفِ قبولیت کے درجے پر پہنچے اور مولانا شہنشاہ حسین نقوی قمی عبادتوں کی مزید توفیقات کے ساتھ دنیا میں قدم قدم پر کامیاب رہیں اور آخرت میں سرخ رُو ہوں۔ (آمین ثم آمین)

محتاجِ دُعا۔۔۔خاکِ پائے اہلِ بیت علیہم السّلام
سیّد محمد نقی نقوی عفی عنہ (کراچی)

قطعۂ تاریخِ طباعت..........سیّد مختار علی (حضرتِ مختارؔ اجمیری)

''محمد بن ابی بکرؓ چار دانگِ عالم تالیفِ آصف پاشا صدّیقی''

۲۰۰۹ء

جو حقیقت پہ ہے مبنی وہ حقیقت پڑھیے
مومنو، ابنِ ابی بکرؓ کی سیرت پڑھیے

جو کہ پروردۂ بیتِ اسدُ اللّٰہی تھے
یُوں سمجھیے کہ وہ حسنینؓ کے اک بھائی تھے

نام اُن کا بھی محمدؐ، ابی قاسمؐ بھی وہ
دِل سے دِلدادۂ اوجِ بنی ہاشم بھی وہ

سرپرستی میں لیا ابنِ ابی بکرؓ کو جب
شاملِ حال ہُوئی حق تو یہ ہے رحمتِ رب

تربیت ابنِ ابی بکرؓ کی کیا خُوب ہُوئی
سُرخروئی مِلی، ہستی بڑی محبوب ہُوئی

اِن کی سیرت کے ہیں تاریخ میں روشن پہلو
حق پرستی سے عبارت رہی ان کی خُو بُو

الغرض زیرِ نظر ہے یہ کتابِ آصف
اصل میں ابنِ ابی بکرؓ کی جو ہے واصف

متن تصنیفی نہیں اس کا وہ تالیفی ہے
یہ ہیں صدّیقی، صداقت سے ہی تحقیقی ہے

دل سے مولاؑ کی یہ عظمت کو بیاں کرتے ہیں
اُس گھرانے سے مودّت کو عیاں کرتے ہیں

لفظ و معنی کی صداقت میں اے مختارؔ ثُرت
میں نے تاریخِ طباعت میں لکھا اس کو ''لُغت''
۱۴۳۰ھ

❁❁❁❁❁

حضرتِ نقوی قمی ان کے معاون ہیں جناب
لحظہ لحظہ پڑھی جائے گی یہ پاشا کی کتاب

❁❁❁❁❁

اِن کی نگارشات ہُوئیں
تالیفی و تحقیقی
اہلِ قلم ہیں، دانش ور
آصف پاشا صدّیقی
(مختارؔ اجمیری)

منقبتِ (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب کوثر نقوی

محمدؓ بن ابی بکر آپ نے عظمت گراں پائی
علیؑ کے عشق میں جاں دی، حیاتِ جاوداں پائی

پدر حسنینؑ کا کہتا ہے بیٹا آپ کو اپنا
زمیں پر یہ بلندی کس نے زیرِ آسماں پائی

علیؑ کے عشق کے خواہاں، علیؑ کے عشق کے حامل
متاعِ بے کراں چاہی، متاعِ بے کراں پائی

ملا پروانہ عترتؑ سے، تو بخشش لازمی ٹھہری
جناں کے جو ہیں مالک اُن کے صدقے میں جناں پائی

مودّت کی علیؑ سے، اور اُنہی کا تذکرہ رکھا
بہت پاکیزہ دِل پایا، بڑی طاہر زباں پائی

سرِ صفین باطل سے نہیں حق سے رکھا رشتہ
بڑی یہ کامیابی تھی، جو وقتِ امتحاں پائی

امیرِ شام کی جانب اندھیرے تھے، بچے اُن سے
علیؑ کی سَمت رہ کر، روشنیِ بے کراں پائی

علیؑ سی ذات نے، والی بناکر مصر کا بھیجا
مثالی اِستقامت، صورتِ کوہِ گراں پائی

بہن تک کے مقابل کی جمل میں نصرتِ مولاؑ
جہاں ایماں نظر آیا، کشش دِل نے وہاں پائی

خُدا نے اُلفتِ زہراؑ پہ اسماءؓ کو کِیا پیدا
محمدؓ بن ابی بکر آپ نے بے مِثل ماں پائی

زمانے بھر میں یُوں، دَورِ یتیمی کس کو راس آیا
علیؑ سی ذات، قسمت سے مثالِ سائباں پائی

محمدؓ بن ابی بکر ایسی اِک ہستی ہیں اے کوثرؔ
کہ جن کے ذکر سے توقیر مَیں نے بیکراں پائی

❀❀❀❀❀

وہ دینِ حق کی خاطر ہر محاذِ جنگ پر لڑ کر
بتاتے تھے یہ حیدر ؑ کی عطا کردہ شجاعت ہے

دِیا حیدر ؑ نے بھی رُتبہ اِنہیں حسنین ؑ جیسا تھا
علی ؑ کی تربیت سے آپ نے پائی یہ عظمت ہے

ہے اِن کی والدہ اسماء ؓ کا بھی رُتبہ بہت اعلیٰ
کہ پالا اس طرح بیٹا، بنا فخرِ ولایت ہے

علی ؑ کے دوستوں کو دوست رکھتے تھے ہمیشہ یہ
انہوں نے کی سدا ہر دشمنِ حیدرؑ سے نفرت ہے

بڑا ہی لائقِ تحسین ہے وہ بندۂ مومن
علی ؑ کے جاں نثاروں کی بیاں کرتا جو عظمت ہے

حسنؔ ہے لائقِ تحسین یہ تیرا قلم کتنا
کہ توصیفِ محمدؓ میں سدا مصروفِ مدحت ہے

❁❁❁❁❁

منقبت و قطعاتِ (محمد بن ابی بکرؓ)

ازجناب نسیم الحسن حسن زیدی

محمدؓ بن ابی بکر آپ کو حاصل سعادت ہے
علی ؑ کے ساتھ مِل کر آپ نے کی دِیں کی نصرت ہے

علی ؑ کی گود کے پالے ہُوئے کی یہ بھی عظمت ہے
رہِ اسلام میں ایک ایک کاوش رشکِ ملّت ہے

محمدؓ بن ابی بکر اس لیے ہیں لائقِ عزّت
کوئی چشمِ علی ؑ سے دیکھے اُن کی کیا فضیلت ہے

بنایا اس لیے حاکم کہ مولا ؑ بھی سمجھتے تھے
رموزِ دینِ حق سے آشنا اِن کی طبیعت ہے

جیے تو حیدرِ کرّار ؑ کے نُورِ نظر بن کر
صِلہ پایا وفا کا یہ، پیا جامِ شہادت ہے

کوئی اِنکار کرسکتا نہیں ہے اُن کے تقویٰ کا
کہ ہر تارِ نفس میں اِس طرح پنہاں عبادت ہے

محمدؓ نام تھا ان کا، محمد ؐ کے تھے شیدائی
انہوں نے کی سدا ہر موڑ پر دِیں کی حفاظت ہے

معروف عالمِ دِین اور شاعرِ اہلِ بیتؑ مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی صاحب قبلہ المعروف عاصیؔ قمی کی دِینی، مذہبی، علمی، ادبی اور سماجی خدمات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے چند پُر خلوص اشعار نذر کرنے کی کوشش کی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

قطعات

اہلِ بیتِ نبیؐ کے عاشق ہیں، خدمتِ دینِ حق ہے اِن کا شِعار
آگہی ہو کہ علم و دانش ہو، کتنا معمور اِن کا دامن ہے
ہر جگہ اِن کا نام آتا ہے، کارِ تدوین یا اِشاعت ہو
عاصیؔ قمی کو ہو سلام مرا، دارالتحقیق جن سے روشن ہے

☆☆☆

چشمِ دل سے اگر پڑھی جائے، ختم ہوجائے گی پریشانی
خار زارِ رہِ سیاست میں پیدا کردی ہے گویا آسانی
لکھ دی ایسی کتاب آصف نے، جس کو پڑھ کر ہو ذہن تابندہ
دورِ حاضر کے حکمراں کے لیے، خُوب ہے ''نکتۂ جہاں بانی''

☆☆☆

ہر وقت حسنؔ کے ہیں لبوں پر یہ دُعائیں
دن رات ہو آگاہیِ آصف میں اِضافہ
لکھتے رہیں اِسلام کی خاطر یہ کتابیں
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

❁❁❁❁❁

دِلی دُعا گو اور محتاجِ دُعا سیّد نسیم الحسن حسنؔ زیدی، کراچی۔

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب فیروز ناطق خسرو

بغضِ علیؑ کا جو بھی خریدار بن گیا
اُس کے لیے یہ زحمتِ سفر بار بن گیا

رخصت ہُوئے حضورؐ تو اصحاب بٹ گئے
کرّار بن گیا، کوئی فرّار بن گیا

پیدا ہُوا خلیفۂ اوّل کے صلب سے
ہو کر جواں علیؑ کا طرفدار بن گیا

داعی تھا وہ بقائے دُرود و سلام کا
جب خود مرا، دُرود کا حقدار بن گیا

حق کے ولی کے جو تھے مخالف، تھی اُن سے جنگ
راہِ خدا میں برہنہ تلوار بن گیا

غاصب سے اُس کی جنگ تھی، حقدار کے لیے
ہوکر شہید حق کا علمدار بن گیا

خائف ہُوا نہ کثرتِ اعداء سے وہ جری
کھینچی جو تیغ، حیدرِ کرّارؑ بن گیا

جم کر کھڑا رہا حق و باطل کے درمیاں
جب اُٹھ گیا تو آہنی دیوار بن گیا

تاریخ کے حروف کو بخشی ہے زندگی
یعنی وہ جیتا جاگتا کردار بن گیا

دی ہے ترے لہو نے گواہی کہ جد ہیں آپ
باعث نجات کا یہی اقرار بن گیا

ہے سچ ولائے ثالثِ حسنینؑ کے طفیل
خسروؔ، غلام آپ کا، سرکار بن گیا

❁❁❁❁❁

قطعہ (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب ڈاکٹر اخترؔ ہاشمی

محبوب جہاں بھر کے محمدؓ بنِ بُو بکر
پالے ہُوئے حیدرؑ کے محمدؓ بنِ بُوبکر

تھی جنگِ جمل جس میں بنائے گئے سالار
اللہ کے لشکر کے محمدؓ بنِ بُوبکر

❁❁❁❁❁

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب سیّد عابد حسین ہاتفؔ الوری

شریکِ کارِ پیغمبرؐ، محمد ابنِ ابی بکرؓ
مطیعِ حیدرِ صفدرؑ، محمد ابنِ ابی بکرؓ

تھے عبداللہ کے بیٹے، قحافہ کے یہ پوتے تھے
علی مولاؑ کے تھے نوکر، محمد ابنِ ابی بکرؓ

لقب تھا ثالثِ حسنینؑ، حیدرؑ کی عنایت سے
تھے رشکِ بوذرؓ و قنبرؓ، محمد ابنِ ابی بکرؓ

علیؑ کے حکم سے جنگِ جمل میں بہن کو اپنی
گئے خود چھوڑنے گھر پر، محمد ابنِ ابی بکرؓ

علیؑ کے چاہنے والوں میں عظمت ہے بڑی ان کی
تھے اپنی ذات میں لشکر، محمد ابنِ ابی بکرؓ

درِ زہراؑ پہ اکثر چومتے تھے، جھوم کر چوکھٹ
وِلا کے پیتے تھے ساغر، محمد ابنِ ابی بکرؓ

تھے زاہد بھی، بہادر بھی، محبِ آلِ اطہر بھی
وفاداروں میں تھے جھومر، محمد ابنِ ابی بکرؓ

دکھایا خوب آصف بھائی! نکتے پہ اک اور نکتہ
جنابِ مالکِ اشترؓ، محمد ابنِ ابی بکرؓ

حضوری میں تمہاری کی ہے ہاتفؔ نے بھی تک بندی
طفیلِ ساقیِ کوثرؑ، محمد ابنِ ابی بکرؓ

❁❁❁❁❁

قطعہ (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب سیّد ذوالفقار حسین نقوی

مولا حیدرؑ کی محبّت میں رہے
اِسم بھی آپ کا محمدؓ ہے

آپؓ پر دم بدم ہے رب کا کرم
آپؓ کی حامی آلِ احمدؐ ہے

❀❀❀❀❀

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب مولانا سیّد شہنشا حسین نقوی عاصی

محمد بن ابی بکرؓ آپ کا ہمسر نہیں دیکھا
علیؑ و فاطمہؑ کے گھر سے بہتر گھر نہیں دیکھا

کیا قربان خود کو جس طرح راہِ ولایت پر
کسی نے آپ کی طرح یہاں مر کر نہیں دیکھا

علی مولاؑ کی الفت کا دِیا دل میں فروزاں تھا
محمدؓ سا فدائے حیدرِ صفدرؑ نہیں دیکھا

زمانے میں ضرورت آج بھی ہے ایسے انساں کی
رہا جو راہِ حق پر مطمئن یکسر، نہیں دیکھا

جو ہمّت دیکھ لے اِن کی وہ بر جستہ یہ کہتا ہے
کسی اِک فرد میں اِتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا!!

یقیناً اِس کو تو نفسِ پیمبرؐ نے تراشا ہے
اے دِل! ایسا تراشیدہ کہیں گوہر نہیں دیکھا!!

انہوں نے بابِ حیدرؑ پر جمادی تھی نظر اپنی
اے دنیا! تیری جانب یُوں کبھی مُڑ کر نہیں دیکھا

عمل پیرا تھے کس حد تک وہ فرمانِ رسالتؐ پر!!
نظر بھر کر کبھی کچھ ، بجز رُخِ حیدرؑ نہیں دیکھا

علیؑ کے در پہ آکر وہ سکوں حاصل ہُوا ان کو
کسی بھی آنکھ نے ان کو کبھی مضطر نہیں دیکھا

قبول اُفتد زہے عزّ وشرف عاصیؔ کا نذرانہ
کہ جس نے خود سے بڑھ کر بھی کوئی احقر نہیں دیکھا

❁❁❁❁❁

قطعه (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب مولانا یعقوب شاہد آخوندی

یہ لقب شہرۂ آفاق ہے ''ثالث حسنینؑ''
علمِ معصومؑ سے الحاق ہے ''ثالث حسنینؑ''

یہ شَرَف ماں سے ملا ، باپ سے نہیں، ورنہ!!
یُخْرِجُ الْحَیَّ کا مصداق ہے ''ثالث حسنینؑ''

❀❀❀❀❀

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ)

ازجناب الحاج سیّد انوار علی جعفری

یہ بچپنے سے بنے ہیں علیؑ کے در کے غلام
محمد ابنِ ابو بکرؓ پر ہمارا سلام

علیؑ کے نام سے منسوب ہوگئے آخر
منافقت کی امید کو یوں لگائی لگام

جو نام ہی تھا محمدؐ تو کیسے ہوجاتا
منافقین میں اور غاصبوں میں ان کا قیام!

رگِ حیات سے سودا کیا تھا جنت کا
علیؑ کا عشق خریدا انہوں نے دام کے دام

تمہیں بھی آج کے صدیقیو! مبارک ہو
انہی کے واسطے اونچا ہوا تمہارا نام

جنم کہیں ہو مگر پرورش تو حق پر ہو
محمد ابن ابی بکرؓ کا یہ ہے پیغام

حسینؑ نے بھی کہا تھا عمر کے بیٹے سے
علی کا لال ہوں میں، تُو غلام ابن غلام

علی ؑ کے نام سے منسوب ہو کے نام ہوا
دگرنہ لاکھوں بڑے لوگ ہوگئے گمنام

محمد ابن ابی بکرؓ کاش دیں یہ سند!!
بہت ہی خوب ہے انوار جعفری کا کلام

❁❁❁❁❁

منقبت (محمد بن ابی بکرؓ)

از جناب مولانا غلام علی عارفی

سبیلِ سکینہؑ
حیدرآباد لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۰

شہیدِ راہِ ولایت سلام ہو تم پر
چراغِ راہِ ہدایت سلام ہو تم پر

مثالی ماں کے اخلاص کے نتیجے میں
تمہیں ملی یہ شرافت سلام ہو تم پر

دیارِ مصر میں ظاہر ہوئے علومِ علیؑ
اے آسمانِ فقاہت سلام ہو تم پر

نظامِ عدلِ علیؑ کی تجلی، مصر میں ہے
نسیمِ صبحِ عدالت سلام ہو تم پر

بدن پہ جامۂ عشقِ علیؑ سجائے ہوئے
چلا ہے سوئے شہادت سلام ہو تم پر

چلا ہے ظلم کا خنجر تمہاری گردن پر
ہے انتہائے عداوت سلام ہو تم پر

سرورِ قلبِ حسنؑ اور سکونِ قلبِ حسینؑ
امینِ باغِ امامت سلام ہو تم پر

علی ؑ امامِ من است و منم غلامِ علیؑ
یہی ہماری علامت سلام ہو تم پر

ہے عارفؔ کی تمنا بسوئے کرب و بلا
نصیب ہو یہ سعادت سلام ہو تم پر

❀❀❀❀❀

کچھ مؤلّف کے بارے میں

جناب پروفیسر آصف پاشا صدّیقی ایک مثالی اور اعلیٰ خاندان کے چشم وچراغ ہیں، یہ خاندان سبزوار (ایران) سے سبکتگین کے دَور میں ہندوستان کے معروف علاقے بدایوں (جوکہ اُس وقت صوبہ تھا) میں مقیم ہُوا۔ اُس وقت ان کے بزرگ حضرت صدرالدّین اور حضرت حمیدالدّین تھے جو یہاں سکونت پذیر ہُوئے، کچھ عرصہ پہلے جب یہاں کے قاضیِ شہر کا انتقال ہوا تو اسی خاندان کے بزرگ قاضی شہر قرار پائے اور یہ خاندان جس علاقے میں مقیم تھا وہ محلّہ قاضی ٹولہ کے نام سے مشہور ہُوا۔ شجرۂ نسب کے حوالے سے آپ کے اجداد کا تعلّق حضرت ابو بکر بن ابوقحافہ اور حضرت اسماء بنتِ عمیس کے فرزند حضرت محمد ابنِ ابی بکر سے ہے، چناں چہ ہندوستان میں مقیم ہونے کے بعد اس شجرے کی مختلف شاخوں نے صدّیقی، حمیدی، جعفری، سبزواری، حیدری اور کچھ نے محمدی کہلوانا شروع کیا۔ برِّصغیر کے معروف عالمِ دِین مولانا محمد اعجاز حسن محمدی اور ان کے فرزند، مولانا شبیہ الحسنین محمدی اعلیٰ اللہ مقامھما کا تعلّق بھی اسی خاندان سے ہے۔

تقسیمِ ہندوپاک کے موقع پر شہرِ اولیاء ضلع بدایوں (صوبہ یوپی) سے خیر پور ہجرت فرمائی۔ آپ کے والد حضرت ابوالحسنین (ناطق بدایونی) عظیم شاعر اور بلند مرتبہ ادیب تھے۔ آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب ''جواہر ریزے'' تقریباً تیس برس سے بورڈ سے منظور شدہ نصاب کے تحت پڑھائی جاتی رہی۔ آپ کی والدہ مسلمہ خاتون زبیری، مشہور ذاکرہ اور شاعرۂ اہلِ بیتؑ تھیں۔ محترمہ مسلمہ خاتون کا تعلّق امروہہ کے معروف زبیری خاندان سے تھا۔ محترمہ مسلمہ خاتون کے والد کا نام حکیم راحت علی خان زبیری تھا، جو رؤسائے امروہہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ حکیم راحت علی خان زبیری کی قائم کردہ امام بارگاہ چھچھی آج بھی امروہہ میں موجود ہے۔ حکیم راحت علی خان کی وصیّت کے مطابق اُنہیں امام بارگاہ کے دروازے کے قریب دفن کیا گیا۔

اس خاندان کا شجرۂ نسب صحابیِ رسولِ کریم ﷺ حضرت زبیرؓ ابن عوام سے ملتا ہے، چناں چہ یہ لوگ زبیری کہلائے، گویا پروفیسر آصف پاشا صدّیقی ددھیال کی طرف سے صدّیقی اور ننھیال کی طرف سے زبیری ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم خیر پور سے حاصل کی، اپنی قابلیت کی وجہ سے اسکول، کالج کے علاوہ محرّم الحرام کے جلوسوں اور مختلف عشرہ مجالس میں بہترین خطابت کے جوہر دِکھاتے رہے۔البتہ سامعین کی جانب سے خاطر خواہ پزیرائی کے باوجود اس فن کو اپنا پیشہ قرار نہیں دیا، مختلف کالجز میں لیکچرار سے پروفیسر تک اور پروفیسر سے پرنسپل تک کا سفر طے کیا، گورنمنٹ کالج دادو میں لیکچرار رہے، وہاں سے سٹی کالج کراچی میں لیکچرار ہو کر کراچی ہی میں سکونت اختیار کی، کچھ مدّت کے بعد سینئر ہونے کی وجہ سے پرنسپل کے عہدے پر فائز ہُوئے، بعد ازاں مختلف کالجز میں پرنسپل کے فرائض انجام دیتے رہے۔ریٹائرمنٹ کے وقت نبی باغ گورنمنٹ سائنس کالج کے پرنسپل تھے وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد سندھ کے بورڈ کی کنٹرولنگ اتھارٹی نے بحیثیت ڈائریکٹر ایجوکیشنل ریسرچ کراچی آپ کا تقرر کیا، پھر ڈائریکٹر ایجوکیشن میٹرک بورڈ کی حیثیت سے فرائض انجام دِیے اور اب حال ہی میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے سیکریٹری کی حیثیت سیریٹائرڈ ہو کر علمی تحقیقی اور قلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ کی مذہبی کتابوں میں پہلی کتاب ''نکتۂ جہاں بانی، عہد نامۂ مالک اشترؓ'' کی شرح جو باب العلم دار التحقیق سے شائع ہوئی۔اور اب دوسری کتاب آپ محترم پڑھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔

آپ بہترین خطیب ہونے کی وجہ سے کامیاب لیکچرار اور شاگردوں کی تربیت کے سلسلے میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔آپ کی تصنیف کردہ کتب جماعت یازدھم سے ڈگری کلاسز کے طلباء کے زیرِ مطالعہ ہیں۔

پروفیسر آصف پاشا صدیقی کے چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، جناب محمد حسنین پاشا

(بڑے بھائی) فیروز خسرو ناطق ریٹائرڈ اسکواڈرن لیڈر پاکستان ایئر فورس اور ایک بلند پایہ شاعر وادیب ہیں، ان کے بعد محمد جاوید پاشا صدیقی، بانی ورُوحِ رواں حُسینی ویلفیئر آرگنائزیشن اور قومی وسماجی شخصیّت ہیں اور سب سے چھوٹے بھائی محمد نوید پاشا صدیقی ہیں، جب کہ بڑی بہن آصفہ پروین اور چھوٹی بہن نسرین فاطمہ ہیں۔ علم وادب آپ کے خاندان کی سرشت میں رچا بسا ہوا ہے اور مذکورہ بہن بھائی سب کسی نہ کسی علمی ودینی خدمت میں مصروف ہیں۔

پروفیسر صاحب کی شادی شمالی علاقہ جات کی ریاست ''نگر'' کے ایک مشہور ومعروف وزیر خاندان کے چشم وچراغ کرنل احسان علی خان آفریدی کی صاحب زادی محترمہ نرگس خاتون سے ہُوئی۔ تقسیمِ ہند سے پہلے کرنل صاحب نے سری نگر کشمیر کے ''سری پرتاب کالج'' سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، بعدازاں برٹش آرمی میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کی حیثیت سے شمولیت اختیار کی، قائدِ اعظمؒ نے جب تقسیمِ ہند اور پاکستان کا نعرہ لگایا تو کرنل احسان علی خان نے اس نعرے کو ذہنی طور پر قبول کیا اور چند مجاہدین کے ساتھ گلگت و بلتستان کی آزادی کی جنگ شروع کی، کشمیر کے راجہ ہری سنگھ نے کرنل احسان علی خان کے سر کی قیمت دس ہزار روپے مقرر کی، جب کہ راجہ ہری سنگھ اور کرنل احسان علی خان کی آپس میں گہری دوستی تھی، یہ مردِ مجاہد کسی بات کی پروا کیے بغیر چند سرفروشوں کو لے کر ڈوگرہ افواج سے جا ٹکرایا، فتح حق کی ہُوئی، لداخ کا ایک بڑا حصّہ بشمول پورا بلتستان اور گلگت آزادی سے ہمکنار ہُوا، اُس زمانے میں لوگ کرنل احسان علی خان کو ''امیر مختار'' کے نام سے جانتے تھے، بعدازاں آپ نے اپنی کمانڈ کا چارج اُس وقت کے کرنل جیلانی کو دیا اور افواجِ پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی، کرنل احسان علی خان آفریدی کے اس بے مثال کارنامے کے صلے میں حکومتِ پاکستان نے بہادری کا اعزاز ''ستارہ جرأت'' اور آزاد کشمیر کی حکومت نے فخرِ کشمیر اور مجاہدِ ملّت کا اعزاز عطا کیا۔ چھ محرّم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء میں اُسی سرزمین اسکردو میں اللہ کو پیارے ہُوئے اور آپ کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ قبرستان

''قتل گاہ'' اسکردو بلتستان میں سپردِ خاک کیا گیا اور آپ کی یادگار آزادی کے دیگر مجاہدین کے ساتھ حکومتِ پاکستان کی طرف سے گلگت کے چنار باغ میں قائم کی گئی، جس پر آپ کی بہادری کے کارنامے مختصراً درج ہیں۔

آپ کی شادی وزیر آباد کے راجپوت خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون رقیہ بیگم سے ہوئی، جو حنفی فرقے سے تعلّق رکھتی تھیں، شادی کے بعد بغیر کسی جبر کے ازخود کتابیں پڑھ کر مذہبِ جعفریہ علانیہ اختیار کیا، جو مرحومہ کے پورے راجپوت خاندان نے بخوشی قبول کیا۔

پروفیسر آصف پاشا صدّیقی کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں، الحمدللہ تینوں اعلیٰ تعلیم یافتہ شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں، بیٹے اور داماد مختلف بینکوں اور اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، بیٹی نے انگریزی ادب میں کراچی یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن سب کی توفیقات میں اور اضافہ فرمائے۔(آمین) والسلام

سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی
مسئول باب العلم دار التحقیق
شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ ق

حرفِ اوّل

وَقُل رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً

اور کہواے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ (آمین)

حضرت محمدؓ بن ابی بکرؓ کے بارے میں تحریر کرنے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہب اسلام کے بارے میں کچھ حقائق بیان کروں تاکہ نوجوان نسل کے سامنے اس شخصیت کی صحیح تصویر پیش کی جا سکے۔

تاریخ گواہ ہے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام لوگوں میں دین حق کی تبلیغ کرتے رہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا درجہ دیا کہ ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو کائنات میں بسنے والی مخلوق کی رہنمائی کرتے ہوئے ان کو راہ حق کی طرف گامزن کریں۔

اس حقیقت سے کون مسلمان انکار نہیں کرسکتا ہے کہ خانۂ کعبہ کی بنیاد حضرت آدمؑ نے رکھی تھی۔ بعد ازاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھوں خانۂ کعبہ کی عمارت پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹوں سے نوازا جو اپنے والد بزرگوار کی ہدایت کی روشنی میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت اسماعیلؑ کی نسل اتنی پھیلی کہ جو مکہ مکرمہ دنیا کے نقشے پر راہ گزر ہوا کرتا تھا وہ پررونق شہر میں تبدیل ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ برکت تھی کہ شہر مکہ دنیا والوں کے لیے ہدایت اور امن و آشتی کا گہوارہ بن گیا۔ رہتی دنیا تک بنی نوع انسان اس سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

حضرت اسماعیلؑ کی پہلی اور دوسری شادی عرب کے مشہور قبیلوں کے سرداروں کی صاحبزادیوں سے ہوئی۔ یہ دونوں قبیلے قحطانی عرب سے تعلق رکھتے تھے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مکۃ المکرّمہ اس وقت آباد ہو گیا تھا کہ جب اس بے آب و گیاہ زمین پر شیر خوار بچے

نے اپنے پاؤں کی ایڑی کی رگڑ سے ایسا چشمہ جاری کیا جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لیے آب حیات کا کام دیتا رہے گا اور یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی نسل عرصۂ دراز تک خانۂ کعبہ کی دیکھ بھال کرتی رہی۔

تیسری صدی فہر کے زمانے میں قبیلۂ قریش کی بنیاد رکھی گئی۔قبیلۂ بنی ہاشم،قریش کے تمام قبیلوں میں افضل و اعلیٰ تھا اور ہے۔حضرت عبد المطلب کا نام شیبہ اور کنیت عبد المطلب تھی، لہٰذا آپ عبد المطلبؑ کے نام سے مشہور ہوئے۔حضرت ابو طالبؑ،حضرت حمزہؓ،اور حضرت عبد اللہؓ،حضرت عبد المطلبؑ کے یہ تینوں بیٹے سگے بھائی تھے۔ (یعنی ان تینوں کی ماں ایک تھیں)

حضرت عبد المطلبؑ نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت عبد اللہ کی شادی خاندان کی ایک نیک خاتون سے کی،جن کا نام آمنہؓ بنتِ وہبؑ بن عبد المناف تھا،جن سے رسول کریم ﷺ پیدا ہوئے۔حضرت عبد اللہؓ کا انتقال اپنے بیٹے حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے قبل ہو گیا تھا۔جب آنحضرت ؐ کی عمر مبارک چھ سال تھی تو آپؐ کی والدہ حضرت آمنہؓ وفات پا گئیں۔اس کے بعد حضرت عبد المطلبؑ نے رسول اللہ ﷺ کی پرورش کی ذمے داری اپنے بیٹے حضرت ابو طالبؑ کو دی۔جب رسول کریم ﷺ کی عمر نو برس کی ہوئی تو آپؐ کے دادا بھی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔اس طرح حضورؐ کی پرورش ایک پاک اور دین دار گھرانے میں ہوئی۔اللہ کے رسولؐ دس سال کی عمر سے حضرت ابو طالبؑ کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام اور یمن جایا کرتے تھے۔جب آنحضرتؐ پچیس سال کے ہوئے تو آپؐ کی شادی حضرت ابو طالبؑ کی نگرانی میں حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کو دولت مند ہونے کی وجہ سے اہل عرب عام طور پر ''ملیکۃ العرب'' کے نام سے جانتے تھے۔آپ سے تین بچے پیدا ہوئے۔دو لڑکے اور ایک لڑکی۔لڑکوں کے نام قاسمؓ اور عبد اللہؓ تھے۔اور لڑکی کا نام حضرت فاطمۃ الزہراؓ تھا۔بعد ازاں دونوں بیٹے وفات پا گئے۔اور بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت

علیؑ ابن ابی طالبؑ سے ہوئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ یوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسل کا سلسلہ شہزادگان کائنات حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے شروع ہوا جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

فصلِ اوّل

- حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کا اجمالی تعارف
- حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کا نام ونسب
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ گرامی
- حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی ولادت
- حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی تعلیم وتربیت
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ صحابی پیغمبرؐ
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی خصوصیات
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں اصحاب رجال وتراجم کا بیان
- مورخین کی رائے حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق
- حضرت محمد بن ابی بکر ایک بہترین مبلغ

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا اجمالی تعارف

محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں، جن سے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کے انتقال کے بعد عقد کرلیا تھا۔ چنانچہ محمدؓ نے آپ ہی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی اور آپؑ ہی کے طور طریقوں کو اپنایا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام بھی انہیں بہت چاہتے تھے اور بمنزلہ اپنے فرزند کے سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے مُحَمَّدٌ اِبْنِیْ مِنْ صُلْبِ اَبِیْ بَکْرٍ، محمد میرا بیٹا ہے اگرچہ ابوبکر کی صلب سے ہے۔

آپؓ سفر حجۃ الوداع میں پیدا ہوئے اور ۳۸ ھ میں اٹھائیس برس کی عمر میں شہادت پائی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مسندِ خلافت پر آنے کے بعد قیس ابن سعد ابن عبادہ کو مصر کا حکمران منتخب کیا تھا، مگر کچھ حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ انہیں معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو وہاں کا والی مقرر کرنا پڑا۔ قیس ابن سعد کی روش یہاں پر یہ تھی کہ وہ عثمانی گروہ کے خلاف متشددانہ قدم اٹھانا مصالح کے خلاف سمجھتے تھے، مگر محمدؓ کا رویّہ اس سے مختلف تھا، انہوں نے ایک مہینہ گزارنے کے بعد انہیں کہلوا بھیجا کہ اگر تم ہماری اطاعت نہ کرو گے تو تمہارا رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اس پر ان لوگوں کے خلاف ایک محاذ بنالیا اور چپکے چپکے ریشہ دوانیاں کرتے رہے، مگر تحکیم (حاکم بنانا) کی قرارداد کے بعد پُرزے نکالے اور انتقام کا نعرہ لگا کر شرّ و فساد پھیلانے لگے اور مصر کی فضا کو مکدّر کر کے رکھ دیا۔

امیر المومنین علیہ السلام کو جب ان بگڑے ہوئے حالات کا علم ہوا تو آپ نے مالک بن حارث اشترؓ کو مصر کی امارت دے کر اُدھر روانہ کیا تاکہ وہ مخالف عناصر کو دبا کر نظم و نسق کو بگڑنے نہ دیں، مگر اموی کارندوں کی ریشہ دوانیوں سے نہ بچ سکے اور راستے ہی میں شہید کر دیے گئے اور مصر کی حکومت محمدؓ ہی کے ہاتھوں میں رہی۔ اُدھر تحکیم کے سلسلے میں عمرو ابن عاص کی کارکردگی نے معاویہ کو اپنا وعدہ یاد دلایا۔ چنانچہ اس نے چھ ہزار جنگ آزما اس کے سپرد کر کے

مصر پر دھاوا بولنے کیلئے روانہ کیا۔محمد بن ابی بکرؓ نے جب دشمن کی بڑھتی ہوئی یلغار کو دیکھا تو امیر المومنین علیہ السلام کو کمک (مدد) کے لیے لکھا۔حضرتؑ نے جواب دیا کہ تم اپنے آدمیوں کو جمع کرو میں مزید کمک روانہ کرتا ہوں۔چنانچہ محمدؓ نے چار ہزار آدمیوں کو اپنے پرچم تلے جمع کیا اور انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک حصہ اپنے ساتھ رکھا اور ایک حصہ کا سپہ سالار بشر بن کنانہ کو بنا کر دشمن کی روک تھام کے لیے آگے بھیج دیا۔جب یہ فوج دشمن کے سامنے پڑاؤ ڈال کر اُتر پڑی تو ان کی مختلف ٹولیوں نے ان پر چھاپے مارنے شروع کر دیے۔جنہیں یہ اپنی جرأت و ہمت سے روکتے رہے۔آخر معاویہ ابنِ حدیج کندی نے پوری فوج کے ساتھ حملہ کر دیا۔مگر ان سرفروشوں نے تلواروں سے منہ نہ موڑا اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔اس شکست کا اثر یہ ہوا کہ محمد ابن ابی بکرؓ کے ساتھی ہراساں ہو گئے اور ان کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔محمدؓ نے جب اپنے کو اکیلا پایا تو بھاگ کر ایک خرابے میں پناہ لی،مگر دشمنوں کو ایک شخص کے ذریعے ان کا پتا چل گیا اور انہوں نے اس حالت میں انہیں پالیا کہ یہ پیاس سے قریب المرگ تھے۔محمدؓ نے پانی کی خواہش کی تو ان سنگدلوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور اسی تشنگی کے عالم میں انہیں شہید کر دیا اور ان کی لاش کو ایک مردہ گدھے کے پیٹ میں رکھ کر جلا دیا۔کوفہ سے مالک بن کعب ارحبی دو ہزار آدمیوں کو لے کر نکل چکے تھے،مگر ان کے پہنچنے سے قبل ہی دشمن مصر پر قبضہ کر چکا تھا۔(ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب)

علامہ ذیشان حیدر جوادی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں:محمد بن ابی بکرؓ جناب اسماء بنت عمیس کے فرزند تھے،جنہوں نے پہلے جعفر طیارؓ سے عقد کیا اور اُن سے جناب عبداللہ بن جعفر طیارؓ پیدا ہوئے۔اس کے بعد ابوبکر سے عقد کیا جس سے محمدؓ کی ولادت ہوئی اور آخر میں مولائے کائنات سے عقد کیا جن سے یحیٰی پیدا ہوئے،اس طرح محمدؓ،حضرت ابوبکر کے فرزند اور حضرتؑ

کے پروردہ تھے۔

فیض الاسلام سیّد علی نقی (مترجم نہج البلاغہ) فرماتے ہیں: اسماءؓ بنت عمیس خثعمیہ حضرت میمونہؓ زوجۂ رسولِ خدا کی خواہر تھی اور لبابہ فضلؓ اور عبداللہؓ کی ماں کی خواہر تھی۔ جناب لبابہؓ عباسؓ ابن عبدالمطلبؑ کی زوجہ تھیں۔ حضرت اسماءؓ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس وقت آپ حضرت جعفرؑ ابن ابی طالبؑ کی زوجہ تھیں، سرزمین حبشہ میں محمدؓ، عبداللہؓ اور عونؓ کی ولادت ہوئی۔ پھر جعفر طیارؑ کے ہمراہ مدینے کی طرف روانہ ہوئیں۔ جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیارؑ کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر سے شادی ہوئی، جس سے محمدؓ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر کے انتقال کے بعد حضرت امیر المومنینؑ نے آپ سے شادی کی جن سے حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے (۱)۔

۱۔ ترجمہ نہج البلاغہ، فیض الاسلام، سید علی نقی

نام ونسب

ان کا نام نامی محمدؒ اور لقب ''ثالثِ حسنین تھا(۱)۔ آپ کے والد عبداللہ بن عثمان، معروف بہ ابو بکر بن قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن کعب بن تمیمی تھے

اُمّ المومنین حضرت عائشہ نے نام رکھا

صاحب استیعاب راقدی سے ناقل ہیں کہ ان کا نام حضرت عائشہ نے محمدؒ رکھا تھا اور کنیت ابوالقاسم قرار دی۔ بعض موّرخین کہتے ہیں کہ ان کی کنیت عبدالرحمٰن رکھی گئی۔ آگے آنے والی روایت سے معلوم ہوگا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل ولادت ان کے نام کا تذکرہ فرمایا تھا(۲)

۱۔ تاریخ بنی حمید، ص ۷، ۱۸، مولوی محمد انشاء اللہ، طبع بدایوں ۱۹۱۷ء تذکرۂ محمدیہ، ص ۸، مولف: الحاج مولانا محمد اعجاز حسن محمدی بدایونی، طبع مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن کراچی

۲۔ استیعاب، ج ۳ ص ۳۴۸ بر حاشیہ الاصابہ۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی والدۂ گرامی

حضرت محمدؓ کے والد نام حضرت ابوبکر اور والدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہے۔ عمیس اور ان کی زوجہ ہند کی چار بیٹیاں، اسماء بنت عمیس، امّ المومنین حضرت میمونہؓ زوجۂ رسول خداؐ ہے۔ دوسری بہن کا نام سلمیٰؓ زوجہ حمزہؓ بن عبدالمطلبؑ اور تیسری بہن کا نام لُبابہؓ زوجۂ عباسؓ بن عبدالمطلبؑ ہے۔ شیخ صدوقؒ نے کتابِ خصال میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اس حدیث کو نقل کیا ہے: رسول خداؐ نے فرمایا: رَحِمَ اللّٰهُ الْاَخَوَاتِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَسْمَاءُ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَ كَانَتْ تَحْتَ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَسَلْمَىٰ كَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اُمّ الْفَضْلِ لُبَابَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاُمّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ (۱) خداوند متعال جنتی بہنوں پر رحم کرے۔ اور وہ اسماء بنت عمیس زوجۂ جعفرؑ ابنِ ابی طالبؑ، سلمیٰؓ زوجۂ حمزہؓ بن عبد المطلبؑ، ام الفضل لبابہؓ زوجۂ عباسؓ بن عبدالمطلبؑ اور اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ ہیں۔ شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب رجال میں فرمایا ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کے اصحاب میں شمار ہوتی ہیں۔ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ السَّابِقَاتِ اِلَى الْاِسْلَامِ يَعْنِيْ اَسْمَاءُ قَدِيْمُ الْاِسْلَامِ۔ اسماء بنت عمیسؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت کو قبول کیا۔ ابن سعد نے "طبقات" میں لکھا ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ نے اسلام لانے کے بعد رسولِ خداؐ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ کی بیعت کی۔ آپ کے پہلے شوہر حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب جنہوں نے بعثت نبیؐ کے ساتویں سال حبشہ ہجرت فرمائی اور فتح خیبر کے بعد مدینے واپس آئے۔ ان ایام ہجرت میں جتنی روایات حضرت اسماء بنت عمیس سے ہے مثلاً حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرت امیر المومنینؑ کے عقد کے موقع پر بی بی اسماء کا مدینے میں

راویان نور، ص ۱۶، موسنہ باقر بید ھندی، ناشر انتشارات دار الحدیث قم ایران۔

وجود اور ان سے روایات، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت کے احوال میں آپؓ کی روایات وغیرہ کے بارے میں آیت اللہ رسولی محلاتی فرماتے ہیں کہ "یہ کوئی اور اسماء نامی خاتون تھیں جنہیں بنت عمیس لکھ دیا گیا ہے اور یہ بی بی حضرت زہراؑ کے گھر رفت و آمد رکھتی تھیں اور اس گھر میں خدمت انجام دیتی تھیں۔" (۱)۔ کیوں کہ اُس وقت اس نام کی کئی اسماء ذکر ہوئی ہیں:

الف: اسماء بنت یزید بن سکن اشھلی

ب: اسماء بنت رفید جو ایک صحابیہ شمار کی گئی ہے۔

ج: اسماء بنت ابوبکر بن ابوقحافہ، مادر عبداللہ بن زبیر۔

د: اسماء بنت نعمان ابن ابی الجون، جن کا بروایتے نبی مکرمؐ سے عقد ہوا۔

ھ: اسماء بنت عمیس خثعمیہ (۲)

حیدرآباد، سندھ، پاکستان

البتہ حضرت جعفر طیارؓ کی جنگ موتہ، ۸ ہجری قمری میں شہادت کے بعد آپ کا مدینے میں ہونا یقینی ہے۔

حضرت جعفر طیارؓ سے آپ کے تین بیٹے متولد ہوئے جن کے نام: عبداللہ، عون اور محمد بن جعفر ہیں (۳)۔ پھر آپ کا دوسرا عقد حضرت عبداللہ ابوبکر ابن ابی قحافہ سے ہوا، جن سے آپ کے دو فرزند عبدالرحمٰن اور حضرت محمد ابن ابی بکرؓ دنیا میں آئے۔ حضرت ابوبکر کی رحلت کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے آپ کا تیسرا عقد تھا، کیوں کہ آپ اسی گھرانے کی بہو تھیں، اور اسی گھرانے میں لوٹنے کی تمنا رکھتی تھیں۔ یہ بات بھی ذکر ہو چکی کہ آپ کی ساری بہنیں اسی گھرانے کے کسی نہ کسی عظیم فرد سے منسوب رہیں۔ حضرت علیؑ سے آپ کے دو فرزند حضرت عون اور

۱۔ زندگانی امام حسین"، ص ۱۶ اور "زندگانی حضرت فاطمہ زہرا و دختران آنحضرت"، ص ۳۷)

۲۔ زنانِ فاضلہ در صحنہ دانش و اندیشہ، مؤلف سید نعمت اللہ حسینی، انتشارات عصر انقلاب قم ج ۲، ص ۳۰

۳۔ زنانِ مرد آفرینِ تاریخ، محمدی اشتہاردی، ص ۹۲، طبع افق فردا تہران۔

حضرت یحییٰ دنیا میں آئے، اور دونوں واقعۂ کربلا میں شہید ہوئے۔(۱)

حضرت اسماء بنت عمیس کی زندگی کئی زاویوں سے قابل تقلید ہے:

ایک یہ کہ آپ عظیم الشان، صاحبُ الجناح شہید حضرت جعفر طیارؑ کی زوجہ ہیں۔

دوسرے یہ کہ بہترین مربیہ ماں کہ جنہوں نے حضرت جعفر طیارؑ کے تینوں فرزند، حضرت ابوبکر کے حضرت محمد بن ابی بکر اور حضرت علیؑ کے عون و یحییٰ کی بے مثال تربیت انجام دیں۔

تیسرے یہ کہ آپ محمد وآل محمد علیہم السلام سے سخت ترین حالات کے باوجود گہری محبت رکھتی تھیں۔ چناں چہ اگر علی بن ابی طالب کے خالص ترین شیعوں کی فہرست مرتب کی جائے کہ جس میں حضرت محمد بن جعفر، حضرت محمد بن ابی بکر، حضرت محمد بن حذیفہ، حضرت محمد حنفیہ، حضرت مالک اشتر نخعی، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمار یاسر، حضرت مقداد بن زیاد، حضرت فضہ کنیز زہرا وغیرہ کے ناموں میں ایک نام اسماء بنت عمیس کا بھی ہے۔ اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ باغ فدک کے مسئلے پر اپنے شوہر حضرت ابوبکر کی طبیعت کے برخلاف آپ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے حق میں گواہی دی۔

اسی طرح جب حضرت ابوبکر کے گھر قتل حضرت علیؑ کا منصوبہ خالد بن ولید نے تیار کیا تو انہی بی بی نے اپنی ایک کنیز کے ذریعے امیر المومنینؑ کو حالات سے آگاہ کیا۔ چناں چہ حضرت ابوبکر کو جب معلوم ہوا کہ علیؑ کو سب معلوم ہو چکا ہے تو نماز میں سلام کہنے سے پہلے ہی پکار کر کہا "یَا خَالِدُ! لاَ تَفْعَلْ مَا اَمَرْتُکَ، اے خالد! جو کہا تھا اس پر عمل نہ کرنا(۲)۔ اسی عمل کی بنا پر علمائے اہل سنت خُرُوْجٌ عَنِ الصَّلاۃِ قَبْلَ السَّلام یعنی سلام سے پہلے نماز سے خارج ہو جانے کو

۱۔۴۔ تاریخ بنی حمید ص ۱۸، مولوی محمد انشاء اللہ، طبع بدایوں۔ ۲۔ ریاحین الشریعہ ج ۲، ص ۳۰۸

جائز کہتے ہیں۔(۱)۔حضرت اسماء بنت عمیس کی خدمات میں یہ بات بھی اہم ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کے گھر کا دروازہ جلانے اور انہیں زخمی کرنے والے افراد سے آپ کا گہرا تعلق تھا،اس کے باوجود آپ نے غسل فاطمہ زہرا میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا، جسے حضرت علی علیہ السلام نے قبول کرتے ہوئے انہیں شریکِ غسل قرار دیا(کیوں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ آپ کو اکثر یہ دعا دیا کرتی تھیں سَتَرَکِ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ) (۲)۔پھران ایام مصیبت میں اولاد زہراؑ کو سنبھالنا وغیرہ حضرت اسماء بنت عمیس کی عظیم خدمات شمار ہوں گی۔آپ کی رحلت ۴۰ھ میں ہوئی (۳)

۱۔زنانِ فاضلہ درصحنہ دانش واندیشہ،مؤلف سید نعمت اللہ حسینی،انتشارات عصر انقلاب قم ج ۲،ص ۳۰

۲۔صحیفۃ الزہراص ۱۶۶،مؤلف جواد قیومی اصفہانی

۳۔تاریخ طبری ج ۱ص ۵۴۰

اسماء کا خواب اور رسول اللہ کی جانب سے محمدؒ کی ولادت کی بشارت

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر کہیں لشکر کے ساتھ گئے ہوئے تھے اسماء بنت عمیس نے جو اس زمانہ میں ان کی اہلیہ تھیں، خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر کا سر اور داڑھی مہندی سے رنگین ہے اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اسماء نے جا کر یہ خواب حضرت عائشہ کو سُنا دیا۔ اُنہوں نے کہا: اگر یہ خواب آپ کا سچا ہے تو حضرت ابوبکر قتل کر دیے گئے۔ یہ خضاب سرخ رنگ خون ہے اور سفید کپڑے کفن۔ یہ کہہ کر عائشہ نے رونا شروع کر دیا۔ اتفاق سے عین اسی وقت جبکہ آپ رو رہی تھیں، رسالت مآبؐ تشریف لائے آپ نے فرمایا انہیں کس نے رُلایا؟ بیان کیا گیا کہ انہیں کسی نے نہیں رُلایا، اسماء نے ایک خواب دیکھا تھا وہ آ کر ان سے بیان کیا اسی کو سن کر رو رہی ہیں۔ خواب رسول اللہؐ سے بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر وہ نہیں ہے جو عائشہ نے دی ہے بلکہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اس سفر سے صحیح و سالم واپس آئیں گے، اسماء ان سے حاملہ ہوں گی، ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام محمدؒ ہوگا اور خدا اس کو منافقین اور کافرین کے لیے باعث غیظ و غضب قرار دے گا (ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۴۴ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے اور بقول جناب مامغانی اسے جناب مجلسی نے بحار الانوار میں بھی نقل کیا ہے)(۱)

چناں چہ جناب رسالت مآبؐ نے جو تعبیر دی تھی وہی ہوا محمدؒ پیدا ہوئے اور اُن کو خدا نے وہی حیثیت عطا فرمائی جس کی رسولؐ اسلام نے خبر دی تھی یَجْعَلُهُ اللّٰهُ غَيْظًا عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ یہ وہ کلمات ہیں جو زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد کیے گئے ہیں اور جناب محمدؒ کے لیے ایک قابلِ افتخار سند کی حیثیت رکھتے ہیں جو ان کے اعلیٰ درجہ ایمان اور بلند مرتبہ پر فائز

۱۔ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، جلد ۲، ص ۴۴

ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان الفاظ میں ان کے مستقبل اور ان کی زندگی کے کارناموں پر بھی معنی خیز تبصرہ شامل ہے۔

ولادت

بظاہر قدرت کو ان کی ولادت کے موقع پر خاص اہتمام مدنظر تھا، جب ہی تو ایک طرف اسماء کو خواب دکھایا گیا، دوسری طرف صاحبِ وحی کی زبانی خواب کی تعبیر دلوائی گئی، پھر ولادت کے لیے ایک ایسے غیر معمولی وقت کا انتخاب کیا گیا، جسے تاریخ اسلام میں بہت عظیم الشان اہمیت حاصل ہے۔ سن ۱۰ھ میں رسول اکرمؐ کا حج آخر ''حجۃ الوداع'' کے نام سے معروف ہے۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمان ہمراہ رکاب نبویؐ ہیں، جن میں بچے، بوڑھے، جوان، نوجوان، عورتیں، مرد سب ہی تھے۔ نماز ظہر اور عصر کے درمیان رسولِ اسلامؐ مدینے سے سفر فرماتے ہیں۔ خانۂ خدا اور وطنِ قدیم کی کشش ہے، منزلیں طے ہو رہی ہیں، چند گھنٹے میں قافلہ مشہور میقات ذوالحلیفہ پہنچ گیا، جہاں حضرتؐ نے منزل فرمائی۔ اتنے میں آپ کو خبر دی گئی کہ اسماء کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اسماء کی تکلیف شرعی کیا ہے، رسولِ اسلامؐ نے حکم شریعت بتلایا۔ یہی وہ مبارک بچہ ہے، جس کے پیدا ہونے کی پیشنگوئی کی گئی تھی اور یہی وہ ہیں جسے خدا منافقین وکافرین کے لیے (موجب) غیظ وغضب قرار دے گا اسی بچے کا نام اُمّ المومنین عائشہ نے رسولؐ اسلام کے نام نامی پر محمدؒ رکھا۔ (۱) دیگر کتب میں ولادت کا سال دس ہجری بہ موقع حجۃ الوداع درج ہے، ان میں سے اکثر کتابوں میں مقام ولادت کی بھی تصریح ہے۔ ولادت کی تاریخ ۲۵ ذیقعدۃ الحرام لکھی گئی ہے، کتابوں کی عبارت کو بہ نظرِ اختصار ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ بھی عجیب انداز ہے کہ ''حجۃ الوداع'' کے لیے جاتے وقت محمدؒ کی ولادت ہوتی ہے اور اسی حج سے واپسی کے وقت ۱۸ ذی الحجہ کو میدان غدیر میں مسلمانوں کا ایک تاریخی اجتماع ہوا جس میں رسولِ اسلامؐ نے غیر معمولی

۱۔ مصابیح السنۃ ص ۱۲۴ الریض النضرہ ص ۱۸۶، الاصابۃ ص ۲/۷ ج ۳ الاستعیاب ص ۳۴۸ ج ش ر حاشیہ الاصابۃ، اسد الغابہ ص ۳۲۴ ج ۱

اہتمام کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کے سامنے جناب امیرؑ کے لیے وہ مشہور و معروف حدیث ارشاد فرمائی جو متواتر بین المسلمین ہے الا فمن کنت مولاہ فھذا علی مولا ہوشیار! تو پھر جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے، جہاں اس نبویؐ پیغام کو اس مجمع کے بوڑھوں، جوانوں نے سنا وہاں ماں کی گود میں ایک کمسن نومولود نے بھی سنا جس کی عمر ابھی صرف تین ہفتے کی تھی، وہاں اس کے کانوں میں یہ روح پرور آواز پہنچ گئی ہوگی اور عجب نہیں کہ محمدؓ کی مشتاق نگاہیں علیؑ کے چہرے پر پڑ گئی ہوں۔ اور اسی دن سے ان کے دل پر علی کی محبت کا نہ مٹنے والا نقش ابھر آیا۔ بیشک محمد نے نہ بھلانے والے حافظے سے یہ کلمات یاد رکھے جبکہ اکثر سن دراز افراد نے اس جاں بخش پیغام کو بھلا دینا چاہا۔ ہر بچہ عموماً صحیح اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور اسی پر باقی بھی رہے، اگر ماں باپ اسے راہِ حق سے بھٹکا نہ دیں، کیسا مبارک تھا وہ مولود کہ جسے اسلامی فطرت پر پیدا ہونے کے بعد میدانِ غدیر کے مبارک اجتماع میں شرکت کا موقع ملا اور اس طرح پہلی تعلیم خود رسالت مآبؐ کی زبانی حاصل کی۔ اور اس پر آخری نفس حیات تک باقی رہا۔

محمد بن ابی بکرؓ ۲۵ ذی القعدہ دہم ہجری کو حجۃ الوداع کے سفر میں ذوالحلیفہ کے مقام پر پیدا ہوئے جو مکے اور مدینے کے درمیان اہل مدینہ کی احرام باندھنے کی جگہ ہے، ولادت کے بعد آپ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تجویز ہوئی (۱)۔

❁❁❁❁❁

۱۔ سوانح عمری حضرت ابوبکر حصۂ دوم، ص ۴۶۸، مولف۔ سیدعلی حیدر نقوی، مطبع اصلاح کھجواں، بہار، ہند۔

تعلیم و تربیت

کیوں کہ حضرت ابو بکر بچے کی ولادت کے ڈھائی برس بعد سن ۱۳ ھ ق، میں وفات پا گئے تھے اور ان کی رحلت کے بعد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے حضرت اسماءؓ کا عقد ہوا تو اس طرح تربیت دینے والی وہ ماں، بی بی اسماءؓ جو حضرت جعفر طیارؓ کی زوجیت میں رہ چکی تھیں، صحابیہ تھیں، ایک مدت تک امیر المومنینؑ کے عقد میں رہیں اور خوش نصیب اور ہونہار بچے کو اچھی ماں کے بعد حضرت علیؑ جیسے مربّی کی روحانیت سے استفادہ کا پورا موقع مل گیا۔ جب کہ ان کی ماں کو حضرت کی زوجہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور محمد ماں کے ساتھ ہی ساتھ علیؑ کے گھر آ گئے اور اب وہ خانوادۂ عصمت وطہارت میں تربیت پانے لگے، ہر وقت حسنینؑ کے ساتھ رہنے کا شرف ملتا رہتا۔ فیاضِ ازل نے ان صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع دیا اور ایسے شفیق مربی کے زیر سایہ محمد بن ابی بکرؓ اپنی ذات میں صفات فاضلہ جذب کر سکے، جن کے متعلق مسلمانوں کے بچے متمنی ہوتے تھے کہ کاش یتیم ہو کر حضرت علیؑ کے زیر سایہ پرورش پائیں۔ چناں چہ خدا پرستی، حق پرستی، عزّتِ نفس، حرّیتِ ضمیر، خود داری، زہد و تقویٰ، ہمت اور ثباتِ قدم ان کے خاص اوصاف ہیں۔ مورّخین جنابِ محمدؓ کے خلاف ایسے جذبات کے غلبے سے محفوظ نہ تھے، جو انسان کو حق پوشی پر آمادہ کر دیتے ہیں، لیکن پھر بھی انتہائی اختصار کے بعد بھی متفقہ طور سے یہ کلمات اوراق سیر و تواریخ میں ثبت ہیں کہ ''محمد قریش کے عبادت گزار اور مجتہد کامل تھے۔'' ابن ابی الحدید نے تھوڑی سی تفصیل سے کام لے کر یہ عبارت لکھی ہے(۱):

وَكَانَ مُحَمَّدٌ رَبِيٌّ وَ جَارِياً عِنْدَهُ مَجْرىٰ وَلَدِهِ رَضَعَ الْوَلَاءَ وَالتَّشَيُّعَ مُنْذُ زَمَنِ الصِّبَا فَنَشَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ لَهُ اَبَاً غَيْرَ عَلِيٍ وَلَا يَعْتَقِدُ لِاَحَدٍ فَضِيْلَةً غَيْرَهُ حَتّىٰ قَالَ عَلِيٌّ

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ۱، ص ۲۱، محمد بن ابی بکرؓ مولف مرزا محمد عالم۔

مُحَمَّدٌ اِبْنِیْ مِنْ صُلْبِ اَبِیْ بَکْرٍ ... ... وَکَانَ مُحَمَّدٌ مِنْ نُسَّاکِ قُرَیْشٍ۔

یعنی محمدؒ بن ابی بکر، علیؑ کے پروردہ اور آپؑ ہی کے پڑھائے ہوئے شاگرد تھے اور آپ کی نظر میں بمنزلہ اولاد تھے۔ بچپن ہی سے انہوں نے ولائے اہلبیتؑ اور تشیع کا دودھ پیا اور اسی پر ان کی نشو ونما ہوئی۔ علیؑ کے سوا کسی کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے۔ اور آپ کے سوا کسی اور کے فضل کے معترف اور معتقد نہ تھے۔ یہاں تک کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ''محمدؒ ابو بکر کے صلب سے میرا فرزند ہے۔'' اور قریش کے عبادت گزار افراد میں سے تھے، اگر محمدؒ کے لیے اس کے سوا اور کوئی فضیلت نہ ہوتی کہ امیر المومنینؑ نے ان کو اپنا فرزند کہا اور اس لحاظ سے یہ حسنینؑ کے بھائی ہوئے تو صرف یہی فضل ان کے شرف وافتخار کے لیے کافی تھا۔

محمدؒ، اہلبیتؑ کے بیت الشرف میں پل رہے تھے۔ اہلِ عصمت وطہارت کے اعمال وافعال کو دیکھ رہے تھے۔ اور انہیں معصومینؑ کی سیرت سے ہر طرح کے سبق حاصل کرنے کے مواقع مل رہے تھے۔

اُنہوں نے امیر المومنینؑ کی مظلومی، حقوق سے محرومی کی داستان اور نصرتِ اسلام میں اُن کے کارنامے ماں کی زبانی بھی سنے ہوں گے اور محبت اہلبیتؑ کی عظمت اور اہمیت کے نقوش اسی وقت سے اُن کے دل میں بیٹھتے چلے گئے ہوں گے۔ پھر کیوں نہ یہ ایک راسخ العقیدہ شیعہ ہوتے۔

حضرت محمد ابن ابی بکرؓ صحابی رسولؐ

صاحب ''الاصابۃ''(ا) تحریر فرماتے ہیں:

صحابہ کی قسم ثانی میں صحابی مردوں یا عورتوں کے ایسے بچوں کا تذکرہ ہے جو عہد مسعود نبوی میں متولد ہوئے اور بوقت رحلت سرور کائناتؐ وہ بچے تھے اور سن تمیز کو نہیں پہنچے تھے۔ ان لوگوں کا صحابہ کے ذیل میں ذکر کیا جانا بر سبیل الحاق ہے، کیوں کہ اس امر کا گمان، غالب ہے کہ رسالت مآبؐ نے ان بچوں کو دیکھا ہوگا (اور ان بچوں نے آپؐ کی زیارت کی ہوگی) اس امر کے دواعی بہت زیادہ تھے کہ صحابہ اپنے پیدا ہونے والے بچوں کو ولادت کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں برکت اور نام رکھوانے کے لیے لائیں۔ اس طریقے کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں، جو بہت مشہور ہیں۔ چناں چہ صحیح مسلم میں حضرتِ عائشہ سے مروی ہے کہ حضرتؐ کی خدمت میں بچے اکتساب کے لیے لائے جاتے تھے اور حاکم نے اپنی مستدرک کی کتاب الفتن میں اس امر کو عبدالرحمٰن بن عوف سے یوں نقل کیا ہے کہ کسی کے یہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوتا تھا مگر یہ کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا۔ اور آپؐ اس کے لیے دُعا فرماتے تھے۔

اس کے بعد مؤلف نے ایک اور روایت اسی قسم کی لکھی ہے۔ ان کے ذکر کیے ہوئے معیار پر محمد بن ابی بکرؓ کو صحابہ کی قسم ثانی میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ان کے لیے، یہ خیال کہ انہوں نے رسولؐ خدا کی زیارت کی ہوگی اور آپؐ نے ان کو دیکھا ہوگا۔ عام بچوں کی بہ نسبت قوی ہوسکتا ہے اس لیے کہ یہ زوجۂ رسولؐ حضرت عائشہ کے بھائی تھے۔ عموماً اصحاب کے بچے حضرتؐ کی خدمت میں لائے جاتے تھے تو یہ بھی ضرور لائے گئے ہوں گے۔ یہ خیال اُس وقت یقین کی صورت اختیار کر لیتا ہے جب اس بات کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے کہ رسولِ خداؐ ان کے پیدا ہونے

....

ا۔ الاصابۃ، ج ا، ص ۵۔

کی بشارت دے چکے تھے اور ان کا نام اور کام بھی بتلا دیا تھا۔ اگر ایمان اصلی اور تبعی دونوں سے عام قرار دے دیا جائے تو صحابہ کی تعریف میں مسلمانوں کی ایسی اولادیں شامل ہو جائیں گی، جنہوں نے قبل بلوغ رسالت مآبؐ کی زیارت کی ہو، چاہے یہ بات سنِ تمیز کے قبل ہی ہو، جیسے محمد بن ابی بکرؓ کہ یہ وفاتِ رسولؐ سے تین ماہ قبل پیدا ہوئے۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی خصوصیات

عبادت:

آپ فرائض دینی، مستحبات اور دیگر عبادتوں کی بجا آوری میں بے نظیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے بارے میں کہا گیا ہے "كَانَ مِنْ نُسُكِ قُرَيْشٍ وَلَهُ عِبَادَةٌ كَثِيرَةٌ وَاجْتِهَادٌ وَافِرٌ" یعنی آپ قریش کے پرہیز گار لوگوں میں سے تھے، بہت زیادہ عبادت بجالاتے تھے اور اس حوالے سے بھرپور کوشش کرتے تھے۔

شجاعت:

آپ بہت ہی مبارز اور جنگجو بھی تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام ہمیشہ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے، آپ کی فضیلتوں کے بارے میں گفتگو فرماتے تھے، چونکہ آپ محمدؓ کو اہل عبادت و جہاد سمجھتے تھے۔

راہِ خدا میں دوستی و دشمنی:

حضرت ابوبکر کے فرزند رضائے الٰہی کی خاطر اولیائے الٰہی سے دوستی اور آمد و رفت رکھتے تھے۔ نیز خدا کی خاطر اپنے قریبی لوگوں سے قطع تعلق رکھتے تھے اور بعض اوقات ان سے جنگ بھی کرتے تھے۔ اپنی عمیق آگاہی کی بنا پر خلافت کو امیر المومنین علیہ السلام کا مسلمہ حق سمجھتے تھے۔ امیر کائناتؑ سے نمایاں طور پر عشق و مودت کا اظہار کرتے تھے، ان کا عشق امیر المومنینؑ کے ساتھ اس لیے نہیں تھا کہ انہوں نے آپؑ کے دیگر بچوں کی طرح آپ کے زیر سایہ پرورش پائی، بلکہ وہ علیؑ کو حق کے ساتھ اور حق کو علیؑ کے ساتھ دیکھتے تھے، ان کی مکمل پیروی کرتے تھے اور ان کے دشمنوں کی مخالفت کرتے تھے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر :

دستورِ الٰہی کو جاری کرنے اور منکرات سے لوگوں کو روکنے کے لیے حضرت محمد بن ابی بکرؓ پیش پیش رہا کرتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: كَانَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ اَبِیْ بَكْرٍ لاَ يَرْضِيَانِ اَنْ يُعْصَیٰ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ. اوامر ونواہی خداوند عالم کی مخالفت کے لیے عمار بن یاسرؓ اور محمد بن ابی بکرؓ کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے تھے (۱)

۱۔ راویانِ نور، مؤلف باقر بید ہندی، دارالحدیث قم

محمد ابن ابی بکرؓ کے بارے میں اصحابِ رجال وتراجم کا بیان

ہمارے بزرگ علمائے کرام محمد بن ابی بکرؓ کی عظمت وجلالت، پرہیز گاری اور فضیلت پر اتفاق نظر رکھتے ہیں۔علامہ حلیؒ نے اپنی کتاب رجال میں اور ابوعلی نے اپنی رجال میں محمد بن ابی بکرؓ کی عظمت ومنزلت کی تعریف کی ہے۔

مسعودی نے ''مروّج الذھب'' میں اور واقدی نے ''مرآت العجائب'' میں محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں یوں تحریر کیا ہے: ''ان کی پرہیز گاری اور زہد کی وجہ سے لوگ انہیں عابد قریش کے نام سے پکارتے تھے''۔ملا محمد ہاشم خراسانی نے اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں فرزند ابو بکر کے بارے میں یوں لکھا ہے: ''امیر المومنین علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک جناب محمد بن ابی بکرؓ ابن ابی قحافہ بھی تھے، امیر المومنینؑ کے خاص شیعوں میں سے تھے۔امیر کائناتؑ کے گھر میں اپنی والدہ کے ہمراہ تھے۔امیر المومنینؑ کے زیر سایہ آپ کی پرورش ہوئی۔''

علامہ امینیؒ نے اپنی گراں بہا کتاب ''الغدیر'' میں محمد بن ابی بکرؓ کو حرم امن الٰہی میں پیدا ہونے والے اور خاندان عصمت وطہارت میں پرورش پانے والے قرار دیا ہے۔استاد محمد تقی جعفری تبریزی نے محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں یوں تحریر کیا ہے:

محمد بن ابی بکرؓ ان انسانوں میں سے ایک تھے جو آگاہ اور متقی تھے، کسی حد تک امیر المومنینؑ کی شخصیت کو پہچان لیا تھا، راہ ولایت میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے آمادہ تھے۔امیر کائناتؑ انہیں بہت چاہتے تھے(۱)۔

نامور مورّخ مرحوم شیخ ذبیح اللہ محلاتی اس حوالے سے فرماتے ہیں: محمد بن ابی بکرؓ اصحاب رسولؐ کی نظروں میں بھی محترم تھے۔

۱۔علامہ امینی، کتاب الغدیر، ج ۱۱ ص ۶۴۔ راویان نور، مؤلف: باقر بید ہندی

عبداللہؓ بن جعفرؓ نے محمدؓ اور عمار یاسرؓ کے بارے میں کہا: ''میں نے عمار یاسرؓ اور محمد بن ابی بکرؓ جیسی ہستیوں کو نہیں دیکھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو چاہتے تھے کہ چشم زدن کی فرصت کی حد تک خدا کی مخالفت نہ ہو، اور ایک بال کے برابر بھی حق کی مخالفت نہ ہو(۱)۔'' حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ محمد بن ابی بکرؓ کا ذکر کرتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: كَانَ نَجَابَتُهُ مِنْ قِبَلِ اُمِّهِ اَسْمَاءُ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهَا لاَ مِنْ قِبَلِ اَبِيْهِ یعنی محمد بن ابوبکر کی خوبیاں اس کی ماں اسماء بنت عمیس کی جانب سے تھیں نہ ان کے والد حضرت ابوبکر کی جانب سے۔ حضرت محمد بن ابوبکرؓ کی سعادت ماں کی طرف سے تھی کیونکہ ماں کی پاکیزگی بچے کی تربیت میں انتہائی اہم عنصر ہے۔ اسی لیے رسول خداؐ سے مروی ہے اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَ خَضْرَاءُ الدِّمَنِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ قَالَ اَلْمَرْاَةُ الْحَسْنَاءُ فِيْ مَنْبَتِ السُّوْءِ یعنی اے لوگو! اس سبزے سے پرہیز کرو جو بری جگہ پر اگتا ہے، کسی نے سوال کیا، اس سے آپؐ کی مراد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی بیوی خوبصورت تو ہے مگر وہ پست خاندان سے ہے۔ اسماء بنت عمیس کی قدر و منزلت کو جاننے کے لیے یہی کافی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شادی کی رات حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی جگہ پر آپؓ اس معظمہ خاتون کی خدمت کر رہی تھی، نیز حجرۂ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے دور نہیں ہوتی تھیں۔ رسول خداؐ نے خدمت کے حوالے سے سوال کیا تو عرض کیا جب حضرت خدیجہ مرض الموت میں مبتلا تھیں، تو میں ان کے سرہانے پر گئی، ان کو روتے ہوئے دیکھا تو میں نے رونے کی وجہ پوچھی، فرمایا: میں اپنی بیٹی کے لیے رو رہی ہوں جس کی شادی کی رات وہ ماں کے سائے سے محروم رہے گی، اس کی خدمت کرنے والا نہیں ہے، میں نے عرض کیا اگر خداوند متعال نے

۱۔ (راویان نور، محمد بن ابی بکرؓ شہید ولایت، ص ۳۴، مؤلف: باقر بید ھندی، ناشر: انتشارات دار الحدیث، قم ایران)

مجھے زندہ رکھا تو آپ کی نیابت میں اس رات جناب سیّدہؑ کی خدمت کروں گی، پس رسول خداؐ نے فرمایا: قَضَی اللّٰہُ بِکَ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ، اللہ تعالیٰ تمہاری دنیاوی واخروی حاجتوں کو بر لائے۔

جناب سیدہؑ کی زندگی کے آخری لمحات میں بھی اسماء بنت عمیس نے آپ کی تیمارداری کی، یہاں تک کہ ایک دن حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اسماء بنت عمیس سے مخاطب ہو کر فرمایا، مجھے اہل مدینہ کے جنازہ اٹھانے کا طریقہ پسند نہیں، کیوں کہ مرنے والے کا جسم کپڑے کے اندر سے نمایاں ہوتا ہے، جبکہ بابا کی جدائی سے میرا جسم کمزور پڑ گیا ہے اور چند ہڈیوں کے علاوہ کچھ نہیں رہا، میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ کوئی میرے جسم کا مشاہدہ کرے۔ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ میں نے حبش کی سرزمین میں دیکھا ہے کہ وہ لوگ اپنے مردوں کے لیے تابوت بناتے ہیں، جس سے مردے کا جسم دکھائی نہیں دیتا۔ اسماء بنت عمیس نے تابوت کا طریقہ شہزادی کو عملی طور پر بنا کر دکھا دیا۔ جناب سیدہؑ اس تابوت کا مشاہدہ کرنے کے بعد بہت خوش حال ہوئیں، یہاں تک آپ کے چہرے پر تبسم کے آثار دکھائی دیے۔ رسول خداؐ کی رحلت کے بعد سیدہؑ نے تبسم نہیں فرمایا تھا، اسماء بنت عمیس سے فرمایا: تم نے میرے دل سے پریشانی کو دور کیا، نجار سے کہنا کہ وہ ایسا ہی تابوت میرے لیے تیار کرے۔ اسماء بنت عمیس نے جناب سیدہ کو غسل دینے میں مولائے کائناتؑ کے ساتھ مدد کی۔

حضرت محمد بن ابوبکرؓ کی پرورش مولائے کائناتؑ کے دولت سرا میں ہوئی، ایک دن حضرت محمد بن ابوبکرؓ نے امیر المومنینؑ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اپنے دست مبارک کو میری طرف بڑھائیں تاکہ میں آپ کے ہاتھوں پر بیعت کروں، امیر المومنینؑ نے ہاتھوں کو بڑھایا تو محمد ابن ابی بکرؓ نے بیعت کرتے ہوئے کہا: اَشْهَدُ اَنَّكَ اِمَامٌ مُفْتَرِضٌ طَاعَتُكَ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ کی حجت ہیں، آپؑ کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ . . .

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں: حضرت محمد بن ابوبکرؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے باوفا سپاہی اور امیر کائناتؑ کے دورِ حکومت میں مصر کے گورنر تھے(۱)

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں: حضرت محمد بن ابوبکرؓ، حضرت علی علیہ السلام کے شرطۃ الخمیس کے اعضاء میں سے ایک تھے (۲)

عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: قریش میں سے درحقیقت پانچ افراد امیر المومنینؑ کے حقیقی چاہنے والے تھے جبکہ قریش کے تیرہ قبائل امیر شام معاویہ کی حمایت میں تھے۔ قریش کی ان پانچ شخصیات میں سے ایک محمد بن ابی بکرؓ تھے، جن کی نجابت و پاکیزگی ان کی مادر گرامی حضرت اسماء بنت عمیس سے منسوب ہے۔ باقی قریش کی چار شخصیات میں ہاشم بن عتبہ (مرقال) جعدہ بن ہبیرہ مخزومی، محمد بن ابی حذیفہ اور ابن ابی العاص بن ربیعہ کے نام شامل ہیں۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن محمد بن ابی بکرؓ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ امام ہیں اور آپ کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: محمدؓ کو امیر المومنینؑ کے حواریوں میں سے کہا گیا ہے، محمدؓ قریش کے متقی افراد میں سے ایک تھے، ایک انقلابی نوجوان تھے۔

....

۱۔ رجال طوسی، ص ۳۰۔ ۲۔ الاختصاص ص ۳۰۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق مورخین کی رائے

محمدؓ صاحبِ فضل و عبادت تھے۔ حضرت علیؑ ان کی تعریف کیا کرتے تھے(۱)

حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ، محمدؓ کی تعریف کیا کرتے تھے، ان کو فضیلت دیتے تھے ، کیوں کہ محمدؓ عبادت گزار اور مجتہد تھے۔ یہی عبارت صاحب العقد الثمین نے بھی لکھی ہے(۲)

شارح معتزلی لکھتے ہیں: ''اور محمدؓ قریش کے عبادت گزاروں میں سے تھے''۔ واقدی ''مرأۃ العجائب'' میں کہتے ہیں کہ ''محمد بن ابی بکرؓ کو ان کی عبادت گزاری کی وجہ سے عابد قریش کہا جاتا تھا''۔

احمد بن عبداللہ قرقشندی نے اولاد حضرت ابوبکر کے ذکر میں لکھا ہے: ''محمد بن ابی بکرؓ نساک قریش میں سے تھے''۔ صاحب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں کہ ''محمد بن ابی بکرؓ نساک قریش میں سے تھے اور آپ کو عبادت کثیرہ اور اجتہاد کا مرتبہ حاصل تھا''۔

جناب مجلسیؒ اور جناب کشیؒ نے ان کی مدح میں کئی روایتیں لکھی ہیں اور جناب مامقانی (۳) تحریر فرماتے ہیں کہ ''جناب شیخ نے اپنے رجال میں انہیں اصحاب رسالت مآبؐ اور خواص اصحاب، امیر المومنینؑ میں ذکر کیا ہے''۔ تحریر طوسی میں ہے کہ وہ بہت جلیل القدر اور عظیم المرتبہ تھے، جناب کشیؒ نے انہیں حواریں علیؑ ابن ابی طالبؑ میں شمار کیا ہے اور ان کی مدح میں بھی چند روایت درج کی ہیں۔ امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ فرماتے تھے کہ محامدہ اس پر راضی نہیں ہیں کہ خداوند عالم کی معصیت کی جائے، راوی نے دریافت کیا محامدہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا:

۱۔ اسد الغابہ، ص ۲۳۴، ج ۲۔

۲۔ الاستعیاب ابن عبدالبر، ص ۳۴۸، ج ۳ برحاشیہ الاصابہ۔ ۳۔ منتہی المقال، ص ۵۷، ج ۲

(۱) محمد بن جعفرؒ

(۲) محمد بن ابی بکرؒ

(۳) محمد بن حذیفہؒ

(۴) محمد بن امیر المومنینؑ معروف ابن حنفیہؒ۔"

اس روایت کے بعد آپ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنینؑ نے ان کلمات میں محمد بن ابی بکرؒ کی عدالت پر نص فرمائی ہے۔ کیونکہ اس بات پر راضی نہ ہونا کہ روئے زمین پر خدا کی معصیت کی جائے، مرتبہ عدالت سے بھی بالاتر ہے۔

رجال کشی ہی میں حمزہ بن طیارؒ سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں محمد بن ابی بکرؒ کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا رحمۃاللّٰہ و صلّی علیہ خدا ان پر رحم کرے ان پر دُرود بھیجے۔

امام جعفر صادقؑ فرمایا کرتے تھے کہ عمار بن یاسرؓ اور محمد بن ابی بکرؒ دونوں اس بات پر راضی نہ تھے کہ پروردگار عالم کی معصیت کی جائے۔ (کشی)

محمدؒ نے ایک دن امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا: یا حضرتؑ ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کروں، حضرتؑ نے جواب دیا، کیا تم بیعت کر نہیں چکے ہو؟ کہنے لگے بیشک، آپؑ نے دست مبارک بڑھایا اور محمد بن ابی بکرؒ نے بیعت کرتے ہوئے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے امام ہیں جن کی اطاعت خدا کی طرف سے واجب کی گئی ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ میرے .... آگ میں ہیں۔"

امام جعفر صادقؑ فرماتے تھے اسماء بنت عمیس کی نجابت کا اثر محمد بن ابی بکرؒ میں تھا۔ شہید ثالثؒ قاضی نور اللہ شوستری نے جناب محمدؒ کے چند اشعار بھی نقل فرمائے ہیں جن میں انہوں نے اپنے والد کو مخاطب کر کے بہت کچھ فرمایا، جو صاحب وہ اشعار دیکھنا چاہیں،

''مجالس المومنین'' کا مطالعہ کریں۔

شہید ثالثؒ یہ بھی تذکرہ فرمایا ہے کہ مسلمان معاویہ کو اُمّ حبیبہؓ زوجۂ رسولؐ کے رشتہ سے خال المومنین (مومنوں کے ماموں) کہتے ہیں۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ کے رشتے سے محمد بن ابی بکرؓ کو ''خال المومنین'' نہیں کہتے، پھر انھوں نے اس سلسلہ میں حکیم سنائیؒ کے چند فارسی اشعار نقل فرمائے ہیں۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ ایک بہترین مبلغ

حضرت علیؑ کی گود میں پرورش پانے والے محمد بن ابی بکرؓ نے جب ہوش سنبھالا تو دنیائے اسلام میں منافقت کا بازار گرم تھا۔ مسلمانوں کی اکثریت شریعت محمدیؐ سے کوسوں دور نظر آتی تھی۔ آپ نے حضراتِ حسنینؑ کے زیر سایہ رہ کر یہ تعلیم پائی تھی کہ ہمیشہ اللہ اور رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے دین حق کا کلمہ ادا کرو، چاہے اس نیک کام میں تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ لہٰذا محمد بن ابی بکر نے دنیا والوں کو شریعتِ محمدیؐ پر چلنے کی تلقین اور ہدایت اس انداز سے کی کہ آپ اپنے علم و دانش کی وجہ سے جو آپ کو حضرت علیؑ سے ملی، مقبولیت کی بلندیوں تک جا پہنچے۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ نے مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اسلام مفہوم ابدیت اور بندگی کے ساتھ اتحاد و اخوّت میں مضمر ہے۔ تب جا کر تمہارے اندر تسلیم و رضا، امن و سلامتی، محبت و ہمدردی، اَخلاق و شرافت، ایثار و انکساری، دیانت اور صداقت پیدا ہوگی۔ اور یہی اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرمؐ کے قانون کے معنی ہیں جب تم قانون الٰہی پر عمل کرو گے تو پھر صحیح معنوں میں مسلمان بن سکو گے۔

آج جب ہم اس دنیائے فانی میں مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آج کا مسلمان اللہ اور رسولؐ کی تعلیمات سے کوسوں دور ہو گیا ہے۔ آج کے مسلمانوں کی اکثریت جہالت اور گمراہی، نفرت و عداوت، بغض و حسد کی گہری دلدل میں پھنسی ہوئی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین کو کمال انسانیت بنا کر پیش کیا، لہٰذا حضور کریمؐ کے ساتھ اگر کوئی ظلم کرتا تو آپؐ اس کے ساتھ رحم و انصاف کا سلوک کرتے۔ اللہ کے رسولؐ نے غریبوں کی دلجوئی ضرورت مندوں کی حاجت روائی اور یتیموں کی سرپرستی کر کے عملی طور پر یہ بتایا کہ مسلمانوں کا یہی فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کریں جو دوسروں کے

لیے نمونہ ہو۔ ہادیِ برحق نے مسلمانوں سے کہا کہ قانون شریعت یہ ہے کہ تم اپنے پس انداز کیے ہوئے سرمائے میں سے زکوٰۃ نکال کر اپنے غریب مسلمان بھائیوں میں تقسیم کرو، تا کہ وہ چین و آرام کی زندگی بسر کرسکیں۔ اس طرح تم دین حق کی پیروی کرتے ہوئے ایک انسانی فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہو۔ دراصل اسلام کے قانون نے دولت مند طبقے پر زکوٰۃ اسی لیے فرض کی ہے کہ غریب اور امیر میں اخوت کا مستحکم رابطہ قائم ہو سکے اور دشمن اسلام مسلمانوں کو کسی لحاظ سے کمزور نہ پاسکیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جب کوئی غیر مسلم یا منافق آتا تھا تو رحمۃ للعالمین ان سے یکساں برتاؤ کرتے تھے۔ یہ اللہ کے رسولؐ کا ادنیٰ کرشمہ تھا کہ غیر مسلم آپؐ کے سامنے ایسے مرعوب ہوتے تھے کہ اُن کے دل میں راہ حق کی وہ روشنی پیدا ہوتی کہ وہ کلمۂ حق پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے۔ جب کافر رسول اکرمؐ پر کوڑا ڈالتے، پتھر مارتے اور ہر طرح کا ناروا سلوک کرتے تو بھی آپؐ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتے، کیونکہ رسول اکرمؐ صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہ تھے بلکہ کل دنیا کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجے گئے تھے، دنیا والوں کے لیے انسانیت کا نمونہ بن کر آئے تھے۔ حضورِ اکرمؐ کی تعلیمات کی روشنی میں اخلاق وہ جوہرِ انسانیت ہے، جس کے ذریعے مسلمان اپنے عمل سے دنیا والوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتے ہیں کیونکہ جس شخص میں اخلاقی قدریں نہیں وہ انسان کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ مسلمان اپنے عمل سے دنیا والوں کو امن و آشتی کا درس دیں۔ کیونکہ حضرتِ سرورِ خداؐ اور آلِ رسولؑ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے گھرانے سے یہ تعلیم حاصل کی تھی، جس کی تبلیغ وہ دنیا والوں میں زندگی بھر کرتے رہے کہ اگر مسلمان ارتقائی منزلوں پر گامزن رہنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ ظلم و جور، کبر و نخوت، جبر و تشدد، قبیلہ

پرستی، جغرافیائی ذہنیت کے مہلک مرض میں مبتلا نہ ہوں اور خود بھی اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ حق وصداقت، اخوت واتحاد زندگی کا وہ پیمانہ ہے جس کے ذریعے ہم دنیا پر یہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ ہم اس اللہ کے بندے ہیں کہ جو وحدہ لاشریک ہے۔تب جا کر ہم اپنی زندگی میں صداقت و اخوت، عدالت، شفقت ومحبت اور اطاعت امامؑ کے ذریعے کلمۂ حق بلند کرتے ہوئے مقصد تخلیق کو پورا کر سکتے ہیں۔

اللہ کے محبوب رسولؐ کی رحلت کے بعد مسلمان جو خود کو رسول کریمؐ کی امتی کہتے ہیں، مگر رسول اللہؐ کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر فتنہ وفساد، خوں ریزی، بغض وحسد، ایک دوسرے کو کافر کہنا، قبیلہ پرستی جیسی قبیح عادات کے حامل ہو گئے تھے۔

چنانچہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ نے یہ ضروری سمجھا کہ ان افراد کے خلاف عملی جہاد کر کے انہیں راہ راست پر لایا جائے۔

تاریخ گواہ ہے کہ چودہ سو برس بعد بھی آج کے مسلمان رسول اللہؐ کی تعلیمات سے بھٹکے ہوئے نظر آتے ہیں، لیکن ان مسلمانوں کے جمِ غفیر میں اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے ضرور ہیں، جو اس فانی دنیا سے رسول کریمؐ اور خانوادہ ابوطالبؑ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے نسل وقوم کے امتیاز کو ختم کرنے میں مصروف ہیں، جس کی واضح مثال ہم کو مملکت ایران میں نظر آتی ہے۔جب ایران میں باطل قوتوں کی حمایت یافتہ طاقتوں کے خلاف حضرت امام خمینیؒ کی قیادت میں انقلاب آیا تو امام خمینیؒ نے یہ کہا کہ ''یہ حسینی انقلاب ہے''۔اور آج تک ایران میں حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فلسفے پر جو قانونِ شریعت پر مبنی ہے، عمل ہو رہا ہے۔وہ دن دور نہیں کہ جب حضرت امام خمینیؒ کی تحریک کی روشن قندیل کی کرنوں سے پوری دنیا منور ہو جائے گی اور یہ آج کے مسلمان اپنے عمل سے دنیا والوں کو اخوت ومحبت کا درس دے کر مساوات اور امداد باہمی کے ذریعے اللہ کے محبوب رسولؐ کی تعلیمات کو تاحیات جاری رکھیں گے۔اگر دنیا والے اپنے

یہاں امن وآشتی کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو مولائے کائنات حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے بنائے ہوئے وہ قوانین جو ایک حکومت کو چلانے کیلیے ضروری ہوتے ہیں، اپنے لیے رائج کریں تو پھر ایک ایسا آئین مملکت وجود میں آئے گا کہ جس کی وجہ سے لوگ خوشحالی واطمینان کی زندگی بسر کرسکیں گے۔

خدا گواہ ہے اے مسلمانو! اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کر کے خود اور اپنے ملک کو مستحکم اور عوام کو چین سے جینے کا موقع فراہم کرو۔

مت سہل اسے جانو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا، جن کا پہلا عقد حضرت جعفر طیارؓ ابن ابو طالبؑ سے ہوا۔ ان سے دو پسر حضرت عبداللہؑ اور حضرت عبدالرحمٰنؑ پیدا ہوئے۔ دونوں کی شادیاں حضرت علیؑ کے گھرانے میں ہوئیں۔ حضرت عبداللہؑ کی شادی حضرت زینب ثانی زہرا سلام اللہ علیہا سفیرِ کربلا سے ہوئی۔ آپ کے دونوں شہزادے حضرت عونؑ اور حضرت محمدؑ کربلا میں شہید ہوئے۔ یوں اگر دیکھا جائے تو یہ دونوں شہزادے محمد بن ابی بکرؓ کے رشتے میں بھتیجے ہوئے، حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ محترمہ حضرت ابوبکر کے عقد میں آئیں اور ان سے حضرت محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ ماجدہ کا عقد حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام سے ہوا۔ اس طرح حضرت محمد بن ابی بکرؓ حضرت علی علیہ السلام کی تربیت میں آ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام سے عقد کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس سے دو شہزادے پیدا ہوئے جو نصرت امام حسین علیہ السلام میں کربلا میں شہید ہوئے۔ یہ دونوں شہزادے بھی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے بھائی ہوئے۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ حضرت علی علیہ السلام کے زیر سایہ علم کے زیور سے آراستہ ہوئے

اور شہزادگان کونین امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی غلامی میں پرورش پائی۔ جوان ہوکر دنیا سے اپنے علم و دانش کا لوہا منوایا، اگر حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی نصرت امامؑ میں قربانیوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ میدان کربلا میں ان کے دو بیٹے، دو بھائی، دو بھتیجے شہید ہوئے اور خود بھی مصر میں بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ثالثِ حسنینؑ حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا عقد شہزادی مہر بانو سے اور امام حسینؑ کا عقد شہزادی شہر بانو سے کیا۔ یہ دونوں شہزادیاں ایران کے بادشاہ کی بیٹیاں تھیں۔ اس رشتے سے محمد بن ابی بکرؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام آپس میں ہم زلف ہوئے۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی نسل جن صاحب زادے سے چلی، اُن کا نام قاسمؒ تھا۔ یہ اپنے وقت کے متقی و پرہیزگار عالم دین تھے۔ قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ کی شادی اپنے تایا عبدالرحمٰن کی بیٹی سے ہوئی، جن سے حضرتِ امّ فروہؒ پیدا ہوئیں۔ حضرتِ قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؓ اور حضرتِ امام زین العابدین علیہ السلام سگے خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرتِ قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؓ کی صاحبزادی امّ فروہؒ کی شادی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام سے ہوئی۔ خاندان حضرتِ محمد بن ابی بکرؓ اور مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کا رشتہ ہمارے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ہاں طے ہو چکا تھا۔ قابل احترام حضرتِ امّ فروہؒ امام جعفر صادق علیہ السلام سے لے کر بارہویں امامؑ تک سات اماموں کی ماں ہیں۔ محمد بن ابی بکرؓ کی نسل کا اہل بیت رسولؐ سے یہ رشتہ تا قیامت رہے گا (ان شاءاللہ)۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی پرورش مولائے کائنات کی زیرِ نگرانی ہوئی اور یہ اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ ہر مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل کرتے ہوئے باطل قوتوں کا مقابلہ فاتح خیبر کی طرح کیا۔ ہوش سنبھالتے ہی عملی طور پر اس کا مظاہرہ کیا۔ خلافت حضرت عثمان سے لے کر اپنی شہادت تک ہم تاریخ اسلام میں محمد بن ابی بکرؓ

کو ایک بہادر سپاہی، ایک عالم دین، مردِ مومن، مردِ قلندر، انسانِ کامل کی حیثیت میں رسول کریمؐ اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے ہر محاذ پر برسر پیکار نظر آتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عثمان کے دور خلافت میں بنی امیہ کے افراد خاندان بنی ہاشم کے خلاف اسلام دشمن سازشوں میں مصروف رہے، جس کی انتہاء میدان کربلا میں نظر آئی۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ امیر شام کو مذہب اسلام کے خلاف جو سازشیں ہو رہی تھیں خطوط تحریر کر کے راہِ حق کی طرف آنے کی تلقین کرتے رہے۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی زندگی کو اگر تاریخ کے آئینے میں دیکھیں تو آپ علمی میدان میں بلند پایہ عالم ہونے کے ناتے علمی گتھیوں کو سلجھاتے نظر آئیں گے تو دوسری طرف دشمنان اسلام کے خلاف حضرت علی علیہ السلام کی قیادت میں برسر پیکار مرد میداں کی طرح اپنے جوہر دکھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت محمد بن ابی بکرؓ، حضرت علی ابن ابو طالب علیہما السلام کے سچے شاگرد، پیروکار اور جاں نثار تھے۔ شہزادگان، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت و اطاعت اپنا فرض اولین سمجھتے ہوئے زندگی بھر اس پر عمل پیرا رہے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ آپ کی بہن تھیں، جب حضرت عائشہ کو اپنے بھائی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کی اطلاع ملی کہ آپ کے بھائی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو مصر میں دشمنان اسلام نے بے دردی سے شہید کر دیا تو آپ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ ساری زندگی اپنے بھائی کا غم مناتی رہیں۔ اور ان کی مغفرت کی دعا کرتی رہیں۔ جب تک زندہ رہیں تو آپ اور خاندان حضرت ابو بکر کے تمام افراد ان لوگوں سے ناراض رہے کہ جو کسی نہ کسی شکل میں حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت اور اس کی منصوبہ میں شریک تھے۔

فصلِ دوم

سہیل حکیم
حیدرآباد، سندھ، پاکستان

- قتل حضرت عثمان بن عفان اور حضرتِ محمد بن ابی بکرؓ
- جنگِ جمل اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ
- ام المومنین حضرتِ عائشہ سے ملاقات
- صفین اور حضرتِ محمد بن ابی بکرؓ
- امیر شام کے نام خط
- امیر شام کا جواب

قتل حضرت عثمان اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ

ہم نے پہلے کہا تھا کہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی تاریخی زندگی خلیفۂ ثالث کے عہدِ خلافت کے آخری زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ "اس میں اختلاف ہے کہ محمدؓ نے حضرت عثمان کو قتل کیا یا نہیں۔" (۱) ابن عبدالبر الاستعیاب میں کہتے ہیں کہ "یہ کہا گیا ہے کہ محمدؓ نے حضرت عثمان کے خون میں شرکت کی لیکن ایک جماعت اس کی نفی کرتی ہے۔"

واقعۂ قتل حضرت عثمان سن ۳۵ھ میں ہوا۔ اس وقت محمد بن ابی بکرؓ کی عمر ۲۵ برس کی تھی۔ صواعق محرقہ (۲) میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے:

ابن عساکر زہری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مسیّب سے قتل حضرت عثمان کا واقعہ دریافت کیا، تو انہوں نے یوں بیان کرنا شروع کیا" جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو ان کی حکومت کو صحابہ کی ایک جماعت نے ناپسند کیا، کیونکہ وہ اپنی قوم (بنی امیہ) کو دوست رکھتے تھے اور بنی امیہ کے بہت سے ایسے اشخاص کو شہروں کا حاکم بنایا کرتے تھے، جنہیں صحبت رسول کا شرف حاصل نہ تھا۔ حضرت عثمان کے بنائے ہوئے امراء حکام سے ایسے ایسے امور سرزد ہوا کرتے جن کو صحابہ پسند نہ کرتے تھے ان کی شکایت کی جاتی تھی، لیکن عثمان انہیں برطرف نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے آخری زمانہ میں بالکل اپنے بنی عم ہی کو مقدم کردیا اور ان کے سوا کسی کو حاکم نہیں بنایا۔ مصر کا حاکم عبداللہ بن ابی سرح کو بنایا، چند سال بعد اہلِ مصر عبداللہ بن ابی سرح کی شکایت لے کر حضرت عثمان کے پاس فریاد کرنے کے لیے آئے۔ اس سے قبل حضرت عثمان سے عبداللہ بن مسعودؓ، ابوذرؓ، عمار یاسرؓ کے متعلق ناروا امور سرزد ہو چکے تھے، بنی ہذیل اور بنی زہرہ کے دلوں میں ان کی طرف سے یہ تھا کہ، بنی مخزوم عمار یاسرؓ کے قصے کی وجہ سے حضرت عثمان سے

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۲۔ ۲۔ صواعق محرقہ۔ ص ۶۷۔

خفا تھے۔

اہل مصر ابن ابی سرح کی شکایت لے کر آئے، تو حضرت عثمان نے اسے ایک تنبیہی خط لکھا، ابن ابی سرح نے ان باتوں سے باز آنے سے انکار کیا، جن سے حضرت عثمان نے اسے منع کیا۔ حضرت عثمان کے بھیجے ہوئے جو لوگ اس کے پاس گئے تھے، ان میں بعض کو مارا اور قتل تک کر دیا۔ مصر کے سات سو (۷۰۰) اشخاص نکل کر مدینے آئے اور مسجد میں قیام کیا۔ اوقات نماز میں صحابہ سے ابن ابی سرح کے برتاؤ کی شکایت کی۔ طلحہ بن عبداللہ نے اٹھ کر حضرت عثمان سے سخت گفتگو کی، حضرت عائشہ نے حضرت عثمان کو پیغام بھیجا کہ اصحاب رسالت مآبؐ نے تم سے ایسے شخص کو معزول کیے جانے کی خواہش کی مگر تم نے قبول نہیں کی۔ اب اس نے ایک شخص کو بھی قتل کر ڈالا، ان کے معاملے میں انصاف کرو۔ حضرت علی ابن ابی طالبؑ تشریف لائے اور فرمایا: یہ ایک شخص کے بدلے ایک کو چاہتے ہیں اور اس پر خون کا دعویٰ کرتے ہیں اسے معزول کر کے فیصلہ کرو۔ اگر اس پر خون ثابت ہو جائے تو انصاف کرو حضرت عثمان نے یہ سن کر اہل مصر سے کہا، تم کسی شخص کو تجویز کرو جسے میں تمہارا حاکم بنا دوں۔ تمام لوگوں نے محمد بن ابی بکرؓ کا نام لیا۔ حضرت عثمان نے عہد نامہ لکھا اور انہیں مصر کا والی بنا دیا۔ ان لوگوں (اہل مصر) کے ساتھ مہاجرین اور انصار کی بھی ایک جماعت چلی تا کہ ان امور کا مشاہدہ کریں جو اہل مصر اور ابن ابی سرح کے مابین واقع ہوں گے۔ یہ سب لوگ مدینہ سے تین دن کی راہ پر پہنچے تھے کہ انہوں نے ایک حبشی غلام کو دیکھا جو اونٹ کو اس طرح سرپٹ دوڑائے چلا جا رہا ہے۔ جیسے یہ کسی کی تلاش میں نکلا ہے یا کوئی اس کی تلاش میں آ رہا ہے اصحاب محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ واقعہ کیا ہے؟ شاید تو کسی سے فرار کی راہ اختیار کر رہا ہے یا کسی کا تعاقب کیے جا رہا ہے۔ اس نے جواب دیا: میں حضرت عثمان کا غلام ہوں، انہوں نے مجھے عاملِ مصر کے پاس روانہ کیا ہے۔ ایک شخص نے محمدؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا: عامل مصر تو یہ ہیں۔ اس نے کہا: میری مراد یہ نہیں ہیں

یہ واقعہ محمدؓ تک پہنچایا گیا۔انہوں نے ایک شخص کو اس کی طلب میں بھیجا،لوگ اس غلام کو ان کے پاس لائے ،ایک شخص نے اس سے سوال کیا تو کس کا غلام ہے؟اس نے کہا میں حضرت عثمان کا غلام ہوں۔اس جماعت میں سے ایک شخص نے پہچان لیا کہ یہ حضرت عثمان کا غلام ہے۔محمدؓ نے پوچھا:تمہیں کس کے پاس بھیجا گیا ہے؟بولا:عامل مصر کے پاس،دریافت کیا گیا کیوں؟ کہنے لگا :ایک پیغام ہے۔کہا گیا:تیرے پاس کوئی خط ہے؟اس نے کہا:نہیں۔تفتیش کی گئی کوئی خط نہ ملا۔ بالآخر ایک بدھنی میں سے خط نکلا جو حضرت عثمان کی جانب سے ابن ابی سرح کے نام تھا۔محمدؓ نے اپنے ساتھ کے تمام مہاجرین وانصار و جملہ اشخاص کو جمع کیا اور ان کے سامنے خط کھولا اس میں لکھا تھا:

''جب تمہارے پاس محمدؓ اور فلاں فلاں اشخاص آئیں تو ان کو حیلے سے قتل کر دو اور ان کے پاس جو عہد نامہ ہے اسے باطل کرو ۔اپنے منصب پر باقی رہو یہاں تک کہ میرا دوسرا حکم تم تک پہنچے اور جو لوگ تمہاری شکایت لے کر آئے ہیں،ان کو قید کر دو۔یہاں تک کہ اس بارے میں میرا حکم پہنچے ان شاء اللہ۔

یہ لوگ خط پڑھ کر پریشان ہوئے اور مدینہ واپس چلے آئے۔محمدؓ نے اس خط پر اپنے ساتھ والوں کی مہریں لگوا کر ایک شخص کے پاس اسے محفوظ کر دیا تھا۔جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو انہوں نے طلحہ،زبیر،حضرت علیؓ،سعد بن ابی وقاص اور جملہ اصحاب رسولؐ کو جمع کیا ان کی موجودگی میں لفافے کی مہر توڑی۔سب سے غلام کا قصہ بیان کیا اور خط سب کو پڑھوایا۔اب اہل مدینہ میں کوئی ایک بھی ایسا باقی نہیں رہا،جو حضرت عثمان کے خلاف مشتعل نہ ہوا ہو،خصوصاً ان لوگوں کو غصہ زیادہ آیا،جو ابن مسعودؓ،ابوذرؓ اور عمارؓ کے معاملات کی وجہ سے غیظ وغضب میں تھے۔ محمدؓ کے ہمراہی اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے،کوئی ایسا نہ تھا،جو خط پڑھ کر رنجیدہ نہ ہوا ہو۔تمام لوگوں نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔محمد بن ابی بکرؓ نے قبیلہ تمیم اور دیگر اشخاص کو بھی

وہاں جمع کرلیا، جب حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا تو طلحہ، زبیر، سعد، عمار اور صحابہ کی ایک جماعت کو بھیجا جن میں سب بدری تھے اور سب کو ساتھ لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے۔ آپ کے ساتھ خط اور غلام بھی تھا اور یوں گفتگو کی:

حضرت علیؑ: یہ تمہارا غلام ہے؟

حضرت عثمان: جی ہاں

حضرت علیؑ: اور اونٹ بھی تمہارا ہی ہے؟

حضرت عثمان: جی ہاں

حضرت علیؑ: تو کیا تم نے یہ خط لکھا ہے؟

حضرت عثمان: خدا کی قسم میں نے نہیں لکھا اور نہ لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کا علم ہے

حضرت علیؑ: اچھا یہ مہر تمھاری ہے؟

حضرت عثمان: جی ہاں

حضرت علیؑ: تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تمہارا غلام تمہارے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے اور اس کے پاس ایسا خط ہو جس پر تمھاری مہر لگی ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو؟

عثمان: خدا کی قسم میں نے یہ خط نہیں لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا، نہ میں نے اس غلام کو مصر بھیجا۔

لوگ یہ سمجھے کہ یہ مروان کی کارروائی ہے (کیوں کہ مروان بن حاکم جسے نبی مکرمؐ نے ملک بدر کردیا تھا، حضرت عثمان کا داماد اور وزیر تھا) انہوں نے حضرت عثمان کے معاملے کو شبہے کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ تم مروان کو ہمارے حوالے کردو۔ حضرت عثمان نے انکار کیا اور انہیں اس کا خوف ہوا کہ مار ڈالا جائے گا لوگوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ان پر پانی بند کردیا۔ انہوں نے لوگوں سے کوٹھے پر سے گردن نکال کر کہا، کیا تم میں حضرت علیؑ ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں، کہا کیا تم میں سعد ہیں؟ کہا گیا: وہ بھی نہیں، یہ سن کر کہا کہ کیا کوئی حضرت علیؑ تک میرا پیغام پہنچا سکتا

ہے کہ ہمیں پانی سے سیراب کریں؟ حضرت علیؑ نے ان کے لیے تین بھری ہوئی مشکیں روانہ کیں ابھی یہ مشکیں حضرت عثمان تک پہنچنے نہ پائی تھیں کہ اس سلسلے میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کے چند غلام زخمی ہو گئے۔ بالآخر حضرت عثمان تک پانی پہنچ گیا۔ حضرت علیؑ کو خبر ملی کہ حضرت عثمان کے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہم نے تو ان سے مروان کو مانگا تھا، قتل عثمان نہیں اور آپؑ نے حسنؑ اور حسینؑ سے کہا: تم اپنی اپنی تلواریں لے کر جاؤ اور حضرت عثمان کے دروازے پر کھڑے ہو کر کسی کو ان کے قریب نہ پہنچنے دو۔ طلحہ اور زبیر اور چند دیگر اصحاب رسولؐ نے بھی اپنے اپنے لڑکوں کو روانہ کیا کہ وہ لوگوں کو حضرت عثمان تک پہنچنے سے روکیں اور ان سے کہیں کہ مروان کو ہمارے حوالے کر دیں۔

محمد بن ابی بکرؓ نے جب یہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ لوگوں نے تیراندازی شروع کر دی اور حضرت عثمان کے دروازے پر حسنؑ خون سے رنگین ہیں، مروان جو گھر کے اندر تھا، اس کے بھی ایک تیر لگا ہے، محمد بن طلحہ خون آلود ہیں، قنبرِ علیؑ کے غلام کا سر زخمی ہے تو وہ ڈرے کہ کہیں بنی ہاشم حسنینؑ کی حالت دیکھ کر مشتعل نہ ہو جائیں اور ایک نیا فتنہ برپا نہ ہو چناں چہ انہوں نے دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اگر بنی ہاشم آ گئے اور انہوں نے حسنینؑ کے چہروں پر خون دیکھ لیا تو لوگوں کو پراگندہ کر دیا جائے گا اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ نہ ہو سکے گا۔ تم ہمارے ساتھ چلو تا کہ دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہو جائیں اور بغیر اس کے کہ کسی اور کو خبر ہو، محمدؓ اور ان کے دونوں ساتھی ایک انصاری کے گھر کو پھاند کر حضرت عثمان کے گھر میں گھس گئے، جس کا حضرت عثمانؓ کے ہمراہیوں میں سے کسی کو علم نہ ہو سکا، کیونکہ ان کے یہاں جو بھی گھر میں تھا وہ کوٹھے پر تھا ان کے پاس ان کی اہلیہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ محمدؓ نے اپنے ساتھیوں کو روکا اور کہا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔ حضرت عثمان تنہا نہیں ہیں ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی ہیں پہلے میں جاتا ہوں جب میں انہیں اپنی گرفت میں لے لوں تو تم آ کر ان کا کام تمام کر دینا۔ محمدؓ اندر داخل ہوئے اور حضرت عثمان کی

داڑھی پکڑی۔ حضرت عثمان بولے کہ خدا کی قسم اگر تمہارے باپ اس حالت کو دیکھتے تو انہیں افسوس ہوتا۔ محمدؓ کا ہاتھ ڈھیلا ہوا، دونوں شخص داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا اور اسی راستے سے بھاگ نکلے جہاں سے آئے تھے۔ ان کی زوجہ چلّانے لگیں، مگر گھر میں شور وغل کی وجہ سے کسی نے ان کی آواز نہ سنی پھر وہ کوٹھے پر چڑھیں اور لوگوں سے کہا امیر المومنین حضرت عثمان قتل ہو گئے!!! لوگ داخل ہوئے تو ان کو مذبوح پایا۔ شہرستانی صاحب ملل ونحل نے کچھ تفصیل کے ساتھ ان شکایات کا تذکرہ کیا ہے، جو صحابہ کی مخالفت اور خلیفہ کے قتل کا سبب ہوئیں، ہم چونکہ واقعہ قتل کا صرف ضمنی حیثیت سے ذکر کرنا چاہتے ہیں اس لیے شہرستانی کی عبارت کو نظر انداز کر کے صرف ابن حجر کے اس بیان پر اکتفاء کرتے ہیں، اگرچہ اس میں ہمارے معتقدات کے خلاف جو کچھ ہے، اس کی ذمے داری ہم پر عائد نہیں ہوسکتی۔ ہمیں صرف محمد بن ابی بکرؓ کے حالات کی تکمیل کے لیے غیر شیعی راوی سے قتل حضرت عثمان اور محمد بن ابی بکرؓ کے موضوع پر کچھ لکھنا تھا۔

ابن حجر کے یہاں سے چند باتوں کا استنباط کیا جاسکتا ہے:

۱۔ محمد بن ابی بکرؓ کی ناراضی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ عاملِ مصر کے نام ان کے قتل کیے جانے کا فرمان برآمد ہوا، وہ بالکل بے قصور تھے۔ اس صورت میں ان کا مشتعل ہونا فطری تھا۔

۲۔ محمدؓ کی ذاتی وجاہت وصلاحیت باوجود کمسن ہونے کے اس درجہ تھی کہ مصریوں کی جماعت نے جو مدینے سے بہت دور رہنے والی تھی، اپنا حاکم بنانے کے لیے محمدؓ کا انتخاب کیا۔

۳۔ خلیفۂ وقت نے بھی ان کے انتخاب کو پسند کیا۔ اور ولایتِ مصر کا عہد نامہ ان کے نام لکھ دیا۔

۴۔ محمدؓ اتنے با اثر تھے کہ خلیفۃ المسلمین کے خلاف آپ نے اپنے قبیلے تمیم اور دیگر بہت سے اشخاص کو آمادہ کر لیا اور ان کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ اول کا پورا قبیلہ خلیفۂ ثالث کے خلاف تھا بلکہ ان کے قتل میں شریک ہوا۔

۵۔ پھر گھمسان کے موقع پر محمدؒ کو حسنینؑ کا خیال رہا اور بنی ہاشم کا لحاظ کرتے ہوئے انہوں نے دروازے پر جنگ گوارا نہ کی بلکہ پشتِ خانہ سے پھاند کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہا۔

شرح نہج البلاغہ (۱) کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ محاصرے کے وقت خود طلحہ بھی مقنع اوڑھے ہوئے خلیفہ ثالث کے گھر پر تیر برسا رہے تھے اور خود انہوں نے محمد بن ابی بکرؒ کو ایک انصاری کے گھر سے حضرت عثمان کے گھر میں پہنچوا دیا تھا۔

عبارت مع ترجمہ حسب ذیل درج کی جاتی ہے:

رَوَیٰ النَّاسُ الَّذِیْنَ صَنَّفُوْا وَاقِعَۃَ الدَّارِ، اِنَّ طَلْحَۃَ کَانَ یَوْمَ قِتْلِ عُثْمَانٍ مُقَنِّعاً بِثَوْبٍ قَدِ اسْتَتَرَہُ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ یَرْمَیٰ الدَّارَ بِالسِّھَامِ وَ وَرَدَ اَیْضاً اَنَّہُ لَمَّا اِمْتَنَعَ عَلٰی الَّذِیْنَ حَصِرُوْا الدُّخُوْلُ مِنْ بَابِ الدَّارِ حَمَلَھُمْ طَلْحَۃُ اِلیٰ دَارِ بَعْضِ الْاَنْصَارِ فَاَصْعَدَھُمْ اِلیٰ سَطْحِھَا وَ تَسَوَّرُوْا مِنْھَا عَلٰی دَارِ عُثْمَانٍ فَقَتَلُوْہُ.

ترجمہ: ''جن لوگوں نے واقعہ دار (قتل حضرت عثمان) میں کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے اس امر کی روایت کی ہے کہ بروز قتلِ حضرت عثمان، طلحہ ایک کپڑے سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے لوگوں کی نگاہوں سے اپنے آپ کو بچا کر حضرت عثمان کے گھر پر تیر برسا رہے تھے۔ اور یہ بھی روایت کی ہے کہ جب محاصرہ کرنے والوں کو گھر کے دروازے سے داخل ہونا مشکل ہو گیا تو طلحہ ان کو ایک انصاری کے گھر لے گئے اور اُن کو اس گھر کی چھت پر خود چڑھایا، وہاں سے وہ لوگ دیوار پھاند کر حضرت عثمان کے یہاں گئے اور انہیں قتل کر دیا۔'' کس سے پوچھیں، اس سیاست کا کیا نام ہے کہ ایک طرف چھپ کر قتل میں اعانت دوسری طرف اپنے صاحبزادے کو حمایت کے لیے بھیجا۔ تیسری طرف خون حضرت عثمان کا مطالبہ کرتے ہوئے حضرت علیؑ سے مقابلہ کیا گیا...... !!!

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۴۰۴۔

جنگِ جمل اور حضرتِ محمد بن ابی بکرؓ

جمل کا واقعہ بھی محمد بن ابی بکرؓ کے لیے امتحانی تھا، جن میں ان کی خواہر حضرت عائشہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے مقابلے کے لیے نکلی تھیں اور فریق مخالف کے افسرِ اعلیٰ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ایک طرف دینی کشش اور دوسری جانب نسبی رابطہ، ایسی صورتِ حال بڑے بڑوں کے قدم میں لغزش پیدا کر دیتی ہے اور کتنے ہی ایسے انسان دیکھے گئے ہیں جو دین کو بالائے طاق رکھ کر خاندانی تعلق کو مقدم کر دیتے ہیں۔ لیکن محمد بن ابی بکرؓ نے اس نازک موقع پر پورے ثباتِ قدم کے ساتھ اپنی بہن کے خلاف حضرت علیؑ کی حمایت میں جہاد کیا اور اس امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کر کے حریت ضمیر کی ایک روشن مثال قائم کر دی۔ کاش کہ اُن کی سیرت سے سبق لے کر خاندانی عصبیت پر دینی حمیت کو مقدم رکھا جایا کرے۔ صاحب ''روضۃ الصفا'' ناقل ہیں کہ جنگ جمل شروع ہونے سے پہلے جناب امیرؑ نے محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ کو کوفہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس روانہ فرمایا کہ وہ کوفے والوں کو اپنے ساتھ لے کر آپ کی مدد کے لیے آئیں اور جنگ میں شریک ہوں لیکن وہ راضی نہ ہوئے اور محمد بن ابی بکرؓ سے سخت گفتگو کی نوبت آئی، پھر حضرت نے امام حسنؑ اور عمار یاسرؓ کو بھیجا۔ بقول جناب مجلسیؒ اس لڑائی میں محمد بن ابی بکرؓ قلبِ لشکر کے سردار تھے اور بقول صاحب ''الاصابۃ''، صاحب ''الاستیعاب''، صاحب ''اسد الغابۃ'' اور صاحب ''الریاض النضرۃ'' لشکر کے پیادوں کے سردار تھے۔

حضرتِ امیرؑ نے محمد بن ابی بکرؓ، مالک اشترؒ، قیس بن سعدؓ اور دوسرے بہادروں کو حکم دیا کہ وہ اس لشکر کو پراگندہ اور اونٹ کو گرا دیں۔ متواتر حملے کیے گئے، خون کی ندیاں بہیں اور آخر میں مالک اشترؒ نے جمل کو پے کیا، (۱) اور محمد بن ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ جاؤ اپنی بہن کی عماری

ا۔ روضۃ الصفا، ج ۲ ص ۲۴۵۔

کو سنبھالو۔ اور ان کے پردے کا خیال کرو۔ انہوں نے حضرت عائشہ کو باحفاظت تمام عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان پہنچایا۔

''حیواۃ الحیوان'' (۱) میں ابنِ خلکان سے نقل کیا گیا ہے کہ محمدؓ گئے اور انہوں نے جاتے ہی ہودج میں ہاتھ ڈال دیا، وہ نہ سمجھیں کہ کون ہے اور غیظ میں آ کر کہنے لگیں کہ کون بدتمیز ہے جو حرم رسولؐ کے ساتھ جسارت کر رہا ہے خدایا اسے آگ سے جلا۔ یہ سن کر محمدؓ بولے کہ بہن یہ بھی کہہ دو کہ صرف دنیا کی آگ سے، حضرت عائشہ نے بھائی کی آواز پہچانی اور کہنے لگیں کہ ہاں دنیا کی آگ سے۔ (۲)

۱۔ حیواۃ الحیوان، ج ۱، ص ۳۶۴

۲۔ نقل از کتاب محمد بن ابی بکرؓ، مؤلف مرزا محمد عالم، ناشر: مکتبۂ امامیہ لاہور۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے ملاقات

''الامامۃ والسیاسۃ'' (۱) میں ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ جب جمل کے بعد بہن کے پاس آگئے تو ان کو یوں سرزنش کی: کیا آپ نے رسولِ اکرمؐ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ''علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔'' پھر بھی آپ خون حضرتِ عثمان کے مطالبے کے نام سے مقابلہ کے لیے نکلیں............ .....؟

....

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ، ص ۸۸

صفین اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ

باالتفاق مورّخین اس جنگ میں بھی محمدؓ موجود تھے جو سن ۳۷ھ میں واقع ہوئی تھی۔ یہ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات میں سے ہے۔ صفین سے قبل آپ نے معاویہ کو ایک خط تحریر کیا تھا جس کا ترجمہ لکھا جا رہا ہے اسے پڑھ کر آپ محمدؓ کی قدر و منزلت کا اندازہ لگائیں گے۔ یہ خط اور اس کا جواب شرح نہج البلاغہ کتاب الصفین نفر بن مزاحم اور بحار الانوار میں نقل کیا گیا ہے(۱)

۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱ ص ۲۰۲۔ کتاب الصفین نفر بن مزاحم ،ص۶۳، بحار الانوار، ج ۸،ص ۶۰۳ نقل از کتاب محمد بن ابی بکر، مؤلف مرزا محمد عالم۔

امیر شام کے نام خط

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی جانب سے گمراہ معاویہ کے نام:

خدا کے ان اطاعت گزار بندوں پر سلام جو خدا کی طرف سے حق ولایت رکھنے والوں کے ساتھ صلح سے رہتے ہیں۔ (بعد حمد وصلوٰۃ) واضح ہو کہ خدا نے اپنے جلال، عظمت اور اقتدار سے مخلوق کو پیدا کیا۔ یہ فعل عبث نہ تھا۔ اس کی قدرت میں کسی طرح کا ضعف نہ تھا نہ اسے ان کے پیدا کرنے کی حاجت تھی، اس نے بندے پیدا کیے ان میں سعید و متقی، گمراہ و ہدایت یافتہ سب ہی ہیں۔ پھر اُس نے اپنے علم کے مطابق اُن میں سے انتخاب کیا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کو برگزیدہ اور منتخب فرمایا آپ کو اپنی رسالت کے لیے مخصوص اور وحی کے لیے اختیار کیا۔ انہیں اپنے امر کا امین، اپنی تمام کتابوں کا مصدق، انہیں شرائع کا رہبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ حضرتؐ نے امر الٰہی کی راہ کی جانب بندگان خدا کو حکمت اور موعظۂ حسنہ کے ذریعے سے بلایا۔ سب سے پہلے جس نے آپؐ کی آواز پر لبیک کہی آپؐ کی طرف رجوع کیا اور آپؐ کی تصدیق کی، وہ آپؐ کے بھائی ابن عم علیؑ بن ابی طالبؑ تھے، جنہوں نے پوشیدہ غیب میں آپ کی تصدیق کی اور آپؐ کو ہر عزیز و قریب سے مقدم سمجھا۔ ہر ہولناک وقت میں حفاظت کرکے، ہر خوف میں شریک ہو کر اُن سے ہمدردی کی۔ اُن کی لڑائی میں لڑے، صلح میں صلح کی، آپؑ اس طرح برابر اپنی جان کو خوف اور خطرے میں پیش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؑ ایسے سابق دکھائی دیے، جن کی جہاد میں کوئی نظیر نہ تھی، نہ آپ کے کارناموں میں کوئی آپ کے قریب تھا۔

(معاویہ) میں دیکھ رہا ہوں کہ تو ان کی برابری کر رہا ہے، حالانکہ تو! تو ہی ہے اور وہ وہی ہیں، جو ہر امرِ خیر میں سابق اور پیش پیش ہیں، جو سب سے پہلے اسلام لائے، جن کی نیت سب سے زیادہ سچی، جن کی ذرّیت سب سے زیادہ طیّب وطاہر، جن کی زوجہ سب سے افضل، جن کے ابن عم سب سے بہتر ہیں۔ اور تو...... فلاں.... فلاں کا بیٹا.. "ہمیشہ نوے زور

تیرے باپ نے دین کو فنا کرنے کی کوشش کی۔ اور تم دونوں نور خدا کے بجھانے میں ساعی رہے۔ اور اس مقصد سے جماعتوں کو جمع کرتے رہے۔ اس راہ میں مال صرف کرتے رہے، دیگر قبائل سے معاہدہ کرتے رہے، اسی حالت میں تیرا باپ مرا۔ اور اسی پر اس نے تجھے چھوڑا۔ اس امر کے گواہ وہی ''احزاب'' کے بچے کھچے اشخاص، نفاق کے راس اور رئیس ہیں، جو تیرے یہاں پناہ لیتے ہیں اور حضرت علیؑ کی فضیلت اور سبقت قدیم کے گواہ وہ لوگ ہیں جو ان کے انصار ہیں جنہیں خدا نے قرآن میں یاد کیا۔ اور فضیلت دی ہے۔ اور اُنؑ کی مدح وثنا کی ہے۔ یہ لوگ مہاجرین وانصار میں سے ہیں حضرت علیؑ کے ساتھ انہی سب کے لشکر اور جماعتیں ہیں، جو اُنؑ کے ہمراہ اپنی تلواروں سے جہاد کرتے اور اُنؑ کے سامنے اپنے خون کو بہاتے ہیں۔ جو ان کے اتباع کو فضیلت اور ان کی مخالفت کو عصیاں اور نفاق سمجھتے ہیں۔ ان امور کے باوجود پھر کیوں کر تو حضرت علیؑ کی برابری کر سکتا ہے؟

وہ تو رسول اکرمؐ کے وارث اُنؑ کے وصی، اُن کی اولاد کے باپ ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے رسولؐ اللہ کا اتباع کیا اور سب سے آخر تک آپؐ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہؐ اُن سے اپنا راز کہتے ہیں، اُن کو اپنے امر میں شریک کرتے تھے اور تو رسول اللہؐ کا دشمن اور ان کے دشمن کا بیٹا، جب تک تجھے اپنے باطل کے ذریعہ سے اس عداوت کی استطاعت رہے، عاص کا بیٹا (عمرو) اگر تیری گمراہی میں مدد کرتا ہے تو کرے، گویا تیری اجل آ پہنچی ہے، تیرا مکر کمزور پڑ چکا اور عنقریب واضح ہو جائے گا، بلند ترین انجام کس کا ہے جان لے کہ تو اپنے پروردگار کو دھوکا دے رہا ہے۔ اس کی قید سے تو بے خوف اور رحمت سے مایوس ہے، حالانکہ وہ تیری گھات میں ہے، تو دھوکے میں پڑا ہے۔ خدا اور رسولؐ اور ان کے اہلبیتؑ کو تیری پروا نہیں، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

ظاہر ہے کہ اس خط کا امیر شام معاویہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ خط پڑھ کر جواب نہ

دینا اعترافِ شکست کے برابر سمجھ کر اس نے جواب لکھا، کہ جس میں محمدؓ بن ابی بکر کی دلیلوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ بلکہ ذاتیات کی بحث چھیڑ کر محمد بن ابی بکرؓ کو ان کے باپ کے معاملات یاد دلا کر شرمندہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس خط میں کچھ مفید اعترافات ہیں، اس لیے اس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔(۱)

نقل از کتاب محمد بن ابی بکر، مؤلف: مرزا محمد عالم۔

سبیل سکینہ حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-C1

امیر شام کا جواب

معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے اپنے باپ پر عیب لگانے والے محمد بن ابی بکرؓ کے نام:

خدا کی اطاعت کرنے والوں پر سلام۔ بعد ازاں معلوم ہو کہ تمہارا خط آیا۔ جس میں ایسی باتیں تھیں، جن میں تمھاری رائے کی کمزوری اور تمہارے باپ کی سرزنش نکلتی ہے تم نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کا حق ان کی قدیم سبقت اور نبی خدا سے ان کی قرابت ان کی نصرت اور خوف و خطر میں ان کی مواسات کا ذکر کیا ہے۔ میرے مقابلہ میں تمھارا یہ احتجاج اور فخر اپنے غیر کے فضل سے ہے خود اپنے فضل سے نہیں ہے، میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے فضیلت کو تمھاری طرف سے موڑ دیا اور تمھارے غیر کے لیے قرار دیا ہم اور ہمارے ساتھ تمھارے باپ رسول خدا کی حیات میں علیؑ ابن ابی طالب کا حق اپنے اوپر لازم جانتے تھے۔ جب خدا نے اپنے نبی کے لیے وہ ثواب پسند کیا جو اس کی بارگاہ میں ذخیرہ تھا اور جو کچھ ان سے وعدہ کیا تھا، اسے تمام کیا اور ان کی دعوت کو ظاہر اور محبت کو واضح کر دیا تو انہیں اپنے پاس بلا لیا، اس وقت تمھارے باپ اور ان کے بعد فاروق پہلے وہ شخص تھے، جنھوں نے حق علیؑ سے چھین لیا اور اس امر سے نزاع کی۔ ان لوگوں نے آپس میں اتفاق اور ایکا کیا۔ پھر حضرت علیؑ کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت دی، وہ پیچھے ہٹے اور اس سے باز رہے۔ ان دونوں نے ان کے متعلق عظیم امور کا ارادہ کیا، بالآخر حضرت علیؑ نے سکوت کیا۔ یہ دونوں نہ تو اپنے امور میں شریک کرتے تھے اور نہ اپنے راز سے ان کو آگاہ کرتے تھے، یہاں تک کہ دونوں نے وفات پائی اور ان کا قصہ ختم ہو گیا۔ اور اپنے بعد انہوں نے اپنے تیسرے حضرت عثمان بن عفان کو قائم مقام بنایا جو ان کے ڈھرے پر چلے اور انہی دونوں کی سیرت پر عمل درآمد کرتے تھے۔ تم اور تمھارے صاحب (حضرت علیؑ) ان پر خفا ہوئے، یہاں تک کہ دور دراز کے سرکش بھی ان کے قتل میں طمع کرنے لگے ہم نے ظاہراً و باطناً ان سے عداوت کی اور اپنے کینے کو واضح کر دیا اور بالآخر ان کے بارے میں تم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ ابوبکر کے بیٹے

ہوشیار ہو عنقریب تم اپنے اس اقدام کا مزہ چکھو گے! تم اس کی برابری نہیں کر سکتے جس کا حلم پہاڑوں سے زیادہ وزنی ہے اور جس کے نیزے کو زبردستی نرم نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔ یہ وہی شخص ہے جس کے امور کی تمہید خود تمھارے باپ نے کی اور جس کی سلطنت کی بنا اور مضبوطی انہی سے ہوئی ہے ہم جس بات پر ہیں، اگر وہ حق ہے تو تمھارے باپ اس میں اول ہیں اور اگر خلاف حق اور ظلم ہے تو تمھارے باپ اس کی اساس اور بنیاد ہیں ہم ان کے شریک کار ہیں۔ ہم نے تو ان کی اتباع اور انہی کے امر کی پیروی کی ہے۔ ہم نے تمھارے باپ کو دیکھا کہ جو کچھ انہوں نے کیا وہ کیا۔ پھر ہم نے بھی ان کی اقتدا کی اور انہی کے چلن کی اتباع کیا جس طرح چاہو اپنے باپ ہی میں عیب نکالو۔ یا اس سے درگزر کرو۔ اس پر سلام جو اپنی گمراہی سے باز آ کر توبہ کرے۔

فصل سوم

- مصر کے حالات
- مصر روانگی سے قبل امیر المومنینؑ کی نصیحت
- محمد بن ابی بکرؓ کی مصر روانگی
- مصر میں محمد بن ابی بکرؓ کا پہلا خطاب
- حکومت مصر کے پیچیدہ حالات
- امیر المومنینؑ کا مکتوب مالکِ اشترؓ کے نام
- مالک اشترؓ کی شہادت کے بعد محمدؓ کے نام امیر المومنینؑ کا خط
- امیر المومنینؑ کے نام حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا خط
- اس وقت مصر کے حالات کا جائزہ
- عمرو بن عاص کا حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام خط
- امیر شام کا حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام خط
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا امیر المومنینؑ کے نام خط
- امیر المومنینؑ کا جواب

مصر کے حالات

خلافت حضرت عثمان میں عبداللہ بن ابی سرح مصر کا سفاک حاکم تھا۔ محمد بن حذیفہ نے مصر والوں کو حضرت عثمان کے اقدامات کا حوالہ دے کر ان کے خلاف ابھارا۔ جب مصر والوں نے اپنی شکایات کی بنا پر ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو مصر میں محمد بن حذیفہ نے عبداللہ بن ابی سرح پر حملہ کر کے اسے مصر سے نکال باہر کیا اور خود لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی۔ عبداللہ مصر سے بھاگ کر فلسطین کے قریب قیام پذیر ہوا۔ اور معاملہ حضرت عثمان کے فیصلے کا منتظر رہا۔

ایک سوار مدینے کی طرف سے آیا۔ اس سے مدینے کا حال پوچھا، اس نے کہا کہ مسلمانوں نے اسلام کو مار ڈالا، یہ سن کر عبداللہ نے کہا؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور سوال کیا پھر اس کے بعد مسلمانوں نے کیا کیا؟ وہ بولا رسولؐ کے ابن عم علی ابن ابی طالبؑ کی بیعت کر لی۔ یہ سنتے ہی اس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یہ سن کر وہ نووارد بول اٹھا کیا تیری نظر میں علیؑ کی حکومت اتنی ہی مصیبت ہے، جتنی حضرت عثمان کا قتل؟ عبداللہ نے کہا بے شک۔ سوار نے اُسے بڑے غور سے دیکھا اور پہچان کر کہا: غالباً تو عبداللہ حاکم مصر ہے؟ اس نے کہا: ہاں! آنے والے نے کہا: اگر جان کی خیر چاہتا ہے تو جلدی کر، کیونکہ حضرت علیؑ کا خیال ہے کہ تجھے یا تیرے اصحاب کو پائیں تو قتل کر ڈالیں یا مسلمانوں کے شہروں سے نکال باہر کریں۔ میرے پیچھے مصر کا نیا حاکم آ رہا ہے عبداللہ نے کہا کون؟ کہا قیس بن سعد بن عبادہ، یہ سن کر عبداللہ معاویہ کے پاس دمشق روانہ ہو گیا۔

قتل حضرت عثمان کے بعد حضرت علیؑ نے حکومت مصر ان کے سپرد کی۔ قیس سات افراد ہمراہ لے کر مصر پہنچے، لوگوں کو امیر المومنینؑ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ خود نے بھی ایک مختصر تقریر کی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم نے اُس ذات گرامی کی بیعت کی ہے، جسے رسالت مآبؐ کے بعد سب سے بہتر اور افضل مانتے تھے۔ اٹھو اور کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ پر بیعت کرو۔ لوگ اٹھ اٹھ کر بیعت

کرنے لگے۔ حالاتِ مصر قیس کے قابو میں آ گئے۔ انہوں نے اطراف و جوانب میں اپنے عامل بھیجنا شروع کیے۔ صرف ایک قریہ جسے قتل حضرت عثمان شاق تھا، اس میں سے بنی کنانہ کے ایک شخص نے جس کا نام یزید بن حارث تھا، قیس کے پاس کہلا بھیجا، ہم تمھارے پاس نہیں آئیں گے لیکن تم اپنے عاملوں کو روانہ کرو، زمین تمھاری زمین ہے۔ ہمیں ہماری حالت پر چھوڑ دو ہم دیکھیں کہ حالات کا انجام کیا ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ محمد بن مسلم بن نحلد نے اٹھ کر شہر بھر میں قتل حضرت عثمان کی خبر کو مشہور کیا اور لوگوں کو خون حضرت عثمان کے نام پر جمع کرنا شروع کیا۔ قیس نے اپنے حسنِ تدبیر سے جوش کو ٹھنڈا کیا اور ملک کا خراج جمع کیا۔ جب حضرت علیؓ جمل کے لیے تشریف لے گئے تو قیس مصر میں ہی تھے۔ حضرتؓ بصرہ سے کوفہ تشریف لائے، اس وقت بھی یہ مصر ہی میں اپنے عہدے پر مامور تھے۔ قیس کی حکومت معاویہ پر بہت گراں گزر رہی تھی، کیونکہ مصر اور اس کے مضافات شام سے قریب تھے۔ اسے دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت علیؓ عراق والوں کو لے کر چلیں اور مصر سے قیس باشندگانِ ملک کو لے کر اُن سے جا ملے۔

حضرت علیؓ کی روانگی صفین سے پہلے معاویہ نے قیس کو ایک خط لکھا، جس کے آخر میں یہ لکھا تھا کہ ''تم ہماری بیعت کر لو۔ اس کے عوض میں کامیابی کے بعد تم کو عراقین کا حکم بنا دوں گا اور اپنے اعزّہ میں سے جس کے لیے کہو گے، اُسے حجاز کی حکومت دوں گا جب تک میری سلطنت رہے گی اس پر عمل رہے گا، اس کے ماسوا ابھی جو چاہو مجھ سے سوال کر سکتے ہو، وہ بھی پورا کیا جائے گا، مجھے اپنی رائے سے جلد مطلع کرو۔''

قیس کو خط ملا۔ انہوں اس وقت مصلحتاً یہ چاہا کہ ابھی اسے الجھائے رہیں، اس سے جنگ میں تعجیل نہ کریں۔ اس لیے انہوں نے معاویہ کو ایک گول مول جواب لکھ بھیجا، جسے پڑھ کر معاویہ نے پھر خط لکھا۔ اور کہا کہ میں تمھارا خط پڑھ کر فیصلہ نہ کر سکا کہ تم میرے دشمن ہو کہ

دوست؟ صاف صاف لکھو۔ میں تمھارے دھوکے میں نہیں آسکتا۔ اس خط میں دھمکیاں بھی تھیں اب کی مرتبہ قیس نے تصریح کو مناسب خیال کیا اور اسے ایک بہت سخت انکاری جواب لکھ بھیجا۔ جس میں امیر المومنینؑ کے فضائل بیان کر کے یہ لکھا گیا تھا کہ میں ہرگز آں جنابؑ کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا۔ اس خط میں معاویہ اور اس کے ساتھ والوں کی گمراہی پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی۔

معاویہ قیس کا جواب پڑھ کر بہت جھنجھلایا۔ وہ چونکہ قیس کی شجاعت اور دلیری سے واقف تھا اس لیے تمنا کرتا رہا کہ کاش مصر کی حکومت پر قیس کی بجائے کوئی اور ہوتا۔ اب اس نے حیلے سے کام لیا اور اہل شام کو قیس کا ایک جعلی خط پڑھ کر سنایا اور ظاہر کیا کہ قیس نے میری اطاعت قبول کر لی ہے۔ یہ خبر بہت جلد پورے ملک میں مشہور ہوگئی کہ حاکم مصر نے معاویہ کی بیعت کر لی۔

قیس کی معزولی: ادھر شام میں موجود حضرت علیؑ کے جاسوس یہ خبر لے کر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اصحاب نے مشورہ دیا کہ قیس کو معزول کر دیا جائے، حضرت یہی فرماتے رہے کہ مجھے قیس سے ایسی امید نہیں، میں اس خبر کی تصدیق نہیں کرتا۔ اسی اثناء میں قیس کا ایک خط حضرتؑ کے پاس آیا جس میں اس جماعت سے ابھی جنگ ملتوی رکھنے کی خواہش کی گئی تھی، جو ان سے بے تعلقی کا اظہار کر کے بیٹھ رہی تھی۔ اور حضرتؑ کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ تھی۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر وہ لوگ اطاعت اختیار کریں تو خیر ورنہ ان سے جنگ چھیڑ دو۔ قیس کا ایک خط اور آیا، جس میں پھر اسی خواہش کو دوہرایا گیا تھا۔ اب تو آپؑ کے اصحاب نے قیس کی پرزور مخالفت کی اور ایسے حالات رونما ہوئے کہ حضرتؑ کی نظر میں اُس وقت قیس کا حکومتِ مصر سے علیحدہ رکھنا ہی مناسب معلوم ہوا، چنانچہ قیس کو معزول کر دیا گیا۔

مصر روانگی سے قبل امیر المومنینؑ کی نصیحت

محمد بن ابی بکرؓ نے مصر پہنچ کر حضرت علیؑ کا جو عہد نامہ پڑھ کر سنایا وہ یہ تھا:

''یہ بندۂ خدا امیر المومنینؑ کا عہد نامہ ہے، محمد بن ابی بکرؓ سے، جب انہیں مصر کا والی بنایا، انہیں ظاہر و باطن، غیب و شہود، ہر طرح تقویٰ الٰہی کا حکم دیتا ہوں۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کریں، فاجر کے ساتھ سختی کریں، اہل ذمہ سے عدل کا معاملہ کریں، مظلوم کے ساتھ انصاف، ظالم کے ساتھ سختی کریں۔ خطاؤں سے درگزر کرتے رہا کریں اور حسب استطاعت احسان کرتے رہیں۔ خدا محسنین کو جزائے خیر دے گا۔ محمدؓ کو حکم ہوا ہے کہ مصر میں جو لوگ ہوں انہیں اتحاد و یکجہتی کی طرف دعوت دیں، کیونکہ اس صورت میں عاقبت بخیر ہوگی اور ایسا عظیم ثواب ملے گا جس کی حد بندی نہیں کی جاسکتی نہ جس کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ انہیں حکم ہوا ہے کہ اراضی کا خراج اتنا ہی وصول کریں جتنا ان سے پہلے وصول کیا جاتا تھا۔ اپنی طرف سے کوئی کمی یا زیادتی نہ کریں پھر اس مال کو اس کے اہل میں اس طرح تقسیم کریں جس طرح تقسیم ہونا چاہیے۔ لوگوں سے برتاؤ میں نرمی کریں۔ اپنی نشست اور ملاقات میں مساوات کریں۔ چاہیے کہ دور اور نزدیک ہر شخص حق کے معاملہ میں ان کے نزدیک مساوی ہو، انہیں حکم ہوا ہے کہ حق کے مطابق فیصلہ کریں، عدل کے ساتھ قائم ہوں، خواہش نفس کی پیروی نہ کریں (حق میں) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں، کیونکہ خدا اس کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتا ہو۔ طاعت خالق کو طاعت مخلوق پر مقدم رکھیں۔ یہ عہد نامہ عبداللہ بن ابی رافع رسول اللہؐ کے غلام نے یکم رمضان المبارک سن ۳۶ھ کو تحریر کیا۔''

ا۔ ناسخ التواریخ ج ۳، ص ۴۹۳۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی روانگیِ مصر

آپ کی مصر کی جانب روانگی کی تاریخ یک رمضان المبارک ۳۶ھ اور مصر میں داخلہ پندرہ رمضان المبارک ہے۔

اب حضرت نے محمد بن ابی بکرؓ کو قیس کی جگہ پر مصر کا حاکم بنایا۔ اہل مصر کے نام انہیں ایک خط دے کر روانہ کیا محمدؓ مصر پہنچے۔ قیس نے کہا معلوم نہیں کیا بات ہے کہ امیر المومنینؑ مجھ سے ناراض ہو گئے؟ محمدؓ نے کہا کوئی بات نہیں ہے۔ میری حکومت بھی تمہاری ہی ہے (قیس کی زوجہ حضرت ابوبکر کی بہن تھی۔ اس لیے قیس محمدؓ کے پھوپا ہوتے تھے) قیس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں تمھارے ساتھ یہاں گھڑی بھر نہیں رہ سکتا، انہیں اپنی معزولی کا بہت صدمہ ہوا۔ یہ مصر سے روانہ ہوئے، کوفہ نہیں گئے، مدینہ چلے آئے، پھر وہاں سے یہ اور سہل بن حنیفہ دونوں امیر المومنینؑ کی خدمت میں کوفہ آئے اور صفین میں آپ کے ہمراہِ رکاب جہاد کیا۔

مصر میں محمد بن ابی بکرؓ کا پہلا خطاب

فرمانِ امیر المومنینؑ سنانے کے بعد محمد بن ابی بکرؓ نے یوں تقریر شروع کی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا وَاِیَّاکُمْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ وَ بَصَّرَنَا وَاِیَّاکُمْ کَثِیْراً مِّمَّا عَمِیَ عَنْهُ الْجَاهِلُوْنَ اَلَا وَاِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَّانِیْ اُمُوْرَکُمْ وَعَهِدَ اِلَیَّ بِمَا سَمِعْتُمْ وَ اَوْصَانِیْ بِکَثِیْرٍ مِّنْهُ مُشَافِهَةً وَلَنْ اٰلُوْکُمْ جُهْداً مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ فَاِنْ یَّکُنْ مَّا تَرَوْنَ مِنْ آثَارِیْ وَ اَعْمَالِیْ طَاعَةً لِلّٰهِ فَاحْمَدُوْا اللّٰهَ عَلَیْه وَمَا کَانَ مِنْ ذَالِکَ عَمَلاً بِغَیْرِ الْحَقِّ فَارْفَعُوْهُ اِلَیَّ وَعَاتَبُوْنِیْ عَلَیْهِ فَاِنِّیْ بِذَالِکَ اَسْعَدُ وَاَنْتُمْ بِذَالِکَ مَأْجُوْرُوْنَ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ بِصَالِحِ الْعَمَلِ"(۱)

"اُس خدا کی حمد جس نے ہم کو اور تم کو اس حق کی جانب ہدایت کی، جس میں لوگوں نے اختلاف ڈال دیا تھا اور ہمیں اور تمہیں بہت سے ایسے امور کی سوجھ بوجھ عنایت کی جو جاہلوں کو نہیں سوجھے، آگاہ ہو کہ امیر المومنینؑ نے مجھے تمہارے امور کا والی بنایا ہے اور مجھ سے وہ عہد لیا ہے، جو تم سب نے ابھی سنا اور بہت سی باتوں کی زبانی بھی ہدایت فرمائی ہے۔ اپنے مقدور بھر کوئی نیک برتاؤ تمھارے ساتھ اٹھا نہ رکھوں گا۔ خدا سے توفیق چاہتا ہوں، اُسی ذاتِ گرامی پر بھروسا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ میرے اعمال و افعال جو تم دیکھو گے، اگر اطاعتِ خدا اور تقویٰ کے مطابق ہوں تو ان پر خدا کی حمد بجالانا چاہیے، کیونکہ وہی اس کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اگر تم نے ان میں سے کوئی کام حق کے خلاف پایا تو مجھے اس سے آگاہ کرنا اور مجھ سے اس سلسلے میں اظہارِ ناراضی کرنا میں تمہارے اس فعل سے راہ سعادت پاؤں گا اور تم اس کے اہل ہو۔ خدا

۱۔ کتاب ناسخ التواریخ جلد ۳ صفحہ ۴۹۴

ہمیں اور تمہیں عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے''۔

محمدؒ نے جب ان کلمات کو ادا کیا تو اہالیان مصر نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیے، ان کے ہر حکم پر لبیک کہنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ مصر کے مختلف شہروں کے لیے نمائندے منتخب کر لیے اور حضرت عثمان کے پیروکاروں نے اگرچہ زکوٰۃ اور ٹیکس دینے کے لیے مخالفت نہیں کی لیکن محمدؒ کے قریب بھی نہیں آئے۔ محمدؒ کی اطاعت میں لوگ مشغول تھے۔ مصر میں محمدؒ کی گرفت مضبوط ہونے کے بعد انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں انہوں نے حضرت سے حلال و حرام، موعظہ اور سنت کے بارے میں روشنی اور ہدایت فراہم کرنے کی درخواست کی۔

حکومتِ مصر کے پیچیدہ حالات

ابھی محمدؓ بن ابی بکر نے مصر میں پورے ایک ماہ بھی قیام نہ کیا تھا کہ انہوں نے ان لوگوں کو جن سے قیس صلح کیے ہوئے تھے، پیغام بھیجا کہ یا تو ہماری اطاعت کرو، یا ہمارے شہروں کو چھوڑ دو۔ انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم ابھی کچھ نہ کریں گے، ہمیں اتنی مہلت دی جائے کہ ہم معاملات کا انجام دیکھ لیں کہ کیا ہوتا ہے۔ جلدی نہ کیجیے، محمدؓ نے اسے منظور نہیں کیا، نہ ہی وہ لوگ راضی ہوئے اور ایک دوسرے سے ہوشیار رہنے لگے۔ ادھر صفین کا واقعہ ہوا(۱)

یہ سب لوگ محمدؓ سے مرعوب تھے، جب انہیں معاویہ اور شام کے حالات معلوم ہوئے اور یہ کہ اب معاملہ حکمین کے ذریعے سے طے ہوگا اور امیر المومنینؑ عراق والوں کے ساتھ شام اور معاویہ کو چھوڑ کر واپس ہو گئے ہیں تو انہیں محمدؓ کے خلاف بغاوت کرنے کی جرأت پیدا ہوئی اور ان کی مخالفت کا اظہار شروع کر دیا۔ محمدؓ نے جواباً محمد بن عثمان اور یزید بن حارث کو ان سے لڑنے کے لیے بھیجا، مگر یہ دونوں قتل کر دیے گئے۔ بنی کلب کے ایک شخص کو بھیجا وہ بھی قتل ہوا۔ اب معاویہ بن حدیج نے علی الاعلان گلی کوچوں میں خونِ حضرت عثمان کے انتقام کے سلسلے میں لوگوں کو آمادہ کرنا شروع کیا، بہت سے لوگوں نے اس کا ساتھ دیا، مصر کے نظام میں ابتری ہونے لگی۔ جناب امیرؑ کو ان باتوں کا علم ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ حکومت مصر کے لیے دو شخصوں میں کسی ایک کو ہونا چاہیے یا تو قیس ہوں جنہیں ہم نے کل بادلِ نہ خواستہ معزول کیا تھا، یا مالک اشترؒ ہوں۔ صفین سے واپس ہو کر حضرتؑ نے مالک اشترؒ کو ان کی حکومت (جزیرہ) پر روانہ کیا اور قیس سے فرمایا تھا کہ معاملے سے فارغ ہو جائیں تو اس کے بعد تم آذربائجان کی ذمے داری سنبھالنا۔

چناں چہ اتنی مدت قیس بن سعد پولیس کے افسر رہے، جب حکمین کا معاملہ طے نہ ہوا تو حضرتؑ نے مالک اشترؒ کو جو اس وقت نصیبین میں تھے، یہ خط لکھا:

... ...

۱۔ شرح نہج البلاغہ، ج ۲، ص ۲۸۔

امیر المومنینؑ کا مکتوبِ گرامی مالکِ اشترؓ کے نام

"بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ تم ان لوگوں میں ہو، جن سے دین کے قائم کرنے اور گناہ گاروں کی نخوت مٹانے میں مدد لیتا ہوں تم وہ ہو جس کے ذریعے سے خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ میں نے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا حکم بنایا تھا، ان پر خوارج نے خروج کیا ہے محمدؓ کم سن نوجوان ہیں، انہیں لڑائیوں کا تجربہ نہیں، تم ہمارے پاس آ جاؤ کہ ہم غور کریں کہ کیا مناسب ہے، اپنی جگہ پر اپنے اصحاب میں سے کسی معتمد اور مخلص کو نائب بنا دو والسلام۔"

جناب مالک اشترؓ فرمان پاتے ہی نصیبین سے روانہ ہو گئے۔ شبیب بن عامر ازدی کو اپنا نائب بنا دیا، امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؑ نے ان سے مصر کے حالات بیان فرما کر ارشاد کیا: اس وقت مصر کی حکومت کے لیے تمہارے سوا اور کوئی نہیں، خدا تم پر رحم کرے مصر چلے جاؤ، میں تمہاری رائے کو کافی سمجھتے ہوئے فی الحال کوئی ہدایت نہیں کرتا جو امر مہم درپیش ہے اس میں خدا سے مدد مانگنا۔ سختی کو نرمی سے ملا دو، جب تک نرمی مناسب ہو نرمی کرنا، جب سوائے سختی کے کوئی چارہ نہ ہو تو سختی سے پیش آنا۔

ادھر جناب مالک اشترؓ حضرتؑ کی خدمت سے واپس ہو کر اپنے قافلے تک پہنچے تھے کہ ادھر معاویہ کا جاسوس یہ خبر لے کر گیا کہ اب مصر کا حاکم مالک اشترؓ کو بنا کر روانہ کیا گیا ہے۔ معاویہ پر یہ خبر بہت گراں گزری، اس کے دل میں مصر کا لالچ گھر کر چکا تھا۔

اب اس نے خیال کیا کہ اگر کہیں مالک اشتر مصر پہنچ گئے تو یہ محمد بن ابی بکر سے زیادہ شدید ہوں گے اس نے صاحبان خراج میں سے اپنے ایک معتمد کو خط لکھا کہ اشترؓ کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے اگر تم ان نے مالکؓ کا کام تمام کر دیا تو جب تک ہم اور تم زندہ ہیں، تم سے خراج نہ لیا جائے گا۔ جناب اشتر کوفہ سے نکل کر قلزم تک پہنچے، جہاں مصر سے حجاز کے لیے کشتیاں جاتی ہیں، وہاں انہوں نے منزل کی، اتفاق سے یہ جگہ اسی شخص کی تھی جسے معاویہ نے

ان کے قتل کے لیے لکھا تھا۔

اس نے جناب مالک اشترؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ جگہ سب سے بہتر ہے، جانوروں کا چارہ اور انسانوں کی غذا وافر ہے۔ میں خراج گزاروں میں سے ہوں میرے یہاں قیام فرما کر قدرے استراحت فرمایئے۔ کھانا کھلانے کے بعد اس مجسمۂ صدق وصفا کو شہد کا شربت بنا کر دیا گیا جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ جناب مالک اشترؒ شہید ہو گئے۔ جناب امیرؑ کو ان کی خبر شہادت ملی حضرتؑ کو بے حد رنج وملال ہوا، لوگوں نے تعزیت پیش کی آپؑ نے مالک کے اوصاف بیان فرمائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ادھر جناب محمدؒ کو بھی سارا حال معلوم ہوا اور حضرتؑ کا حسبِ ذیل مکتوب انہیں ملا:

''بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہوا کہ تمہاری جگہ پر اشترؒ کے بھیجے جانے سے جو تمہیں رنج پہنچا تھا اس کی ہمیں خبر ملی۔ ہم نے یہ اقدام اس لیے نہیں کیا تھا کہ تمہاری کوششوں میں کوتاہی کا خیال تھا اور نہ تمھاری سعی میں کسی زیادتی کی خواہش تھی۔ اگر ہم نے مصلحت کی بنیاد پر وہ حکومت تم سے لینا چاہی تھی، جس پر تم مامور تھے، تو اس کے بجائے تم کو ایسے مقام کی حکومت سپرد کرتے جس میں تمہارے لیے مشقت کم ہوتی اور تمہیں وہ زیادہ پسند ہوتی، والسلام۔'' (۱)

۱۔ نہج البلاغہ خطبہ ۳۴، مفتی جعفر حسین، امامیہ پبلیکیشنز لاہور۔

محمد بن ابی بکر، ص ۵۶، مؤلف: مرزا محمد عالم۔

مالکِ اشترؓ کی شہادت کے بعد

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام امیر المومنینؑ کا ایک اور خط

(مالکؒ) وہ شخص ہے جسے ہم نے مصر کا حاکم بنایا تھا، وہ ہمارے لیے مخلص ہمارے دشمن کو ناپسند کرنے والا تھا، خدا اس پر رحم کرے، اس نے اپنی زندگی کے دنوں کو پورا کر دیا اور اپنی موت سے ملاقات کی، ہم اس سے راضی ہیں۔ خدا بھی اپنی خوشنودی اُسے مرحمت کرے اور اس کے ثواب کو زیادہ فرمائے، (لہٰذا اے محمد!) تم اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے نکل آؤ۔ اپنی بصیرت پر گزر جاؤ، جو تم سے لڑے، اس سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، اپنے خدا کی راہ کی طرف بلاؤ خدا سے بہت زیادہ اعانت طلب کرو، وہ ہر مہم میں تمہارے لیے کافی ہوگا اور جو بلاء نازل ہوگی، ان شاء اللہ اس پر تمھاری اعانت فرمائے گا۔

امیر المومنینؑ کے نام حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا خط

بندۂ خدا امیر المومنینؑ کی خدمت میں محمد بن ابی بکرؓ کی طرف سے:

میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ امیر المومنینؑ کے گرامی نامہ سے شرف حاصل ہوا۔ اسے میں سمجھا اس میں تھا وہ جانا۔ لوگوں میں کوئی آپ کے دشمنوں پر مجھ سے زیادہ شدید اور آپ کے دوستوں کے لیے مہربان نہیں۔ میں لڑائی کے لیے نکلا اور لشکر بھی جمع کیا لوگوں کو امان دی مگر اس نے جس نے ہمارے ساتھ لڑائی ٹھان لی اور ہم سے اختلاف کیا میں امیر المومنینؑ کے احکام کا اتباع کروں گا اور انہی کی طرف سے پناہ گزیں اور انہی کے امر پر قائم ہوں وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس وقت مصر کے حالات کا جائزہ

اہل شام صفین سے واپس ہوکر حکمین کے فیصلے کے منتظر تھے، اس فیصلہ کے بعد جب معاویہ کی بیعت ہوئی تو اس کی مخالفت روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ عراق والوں نے جن میں اکثریت انہی لوگوں کی تھی جو آپ کو چوتھا خلیفہ مانتے تھے، بات بات پر اختلاف شروع کیا، کئی ہزار کی ایک جماعت خارجی بن کر پہلے ہی الگ ہو چکی تھی، بقیہ نمائشی جاں نثار اپنے اپنے ارادوں میں سست پڑنے لگے۔ ادھر جناب مالک مصر تک پہنچنے ہی نہ پائے تھے کہ راستے ہی میں شہید کر دیے گئے۔ مصر میں داخلی شورش ہو چکی تھی۔ معاویہ نے اس وقت کو غنیمت جانا اسے مصر کے سوا کسی بات کی فکر نہ تھی۔ اسے مصر والوں کا ہر وقت دھڑکا رہتا تھا، کیونکہ شام مصر سے بہت قریب ہے اور اس کے اکثر باشندے عثمانیوں کے مخالف تھے، بلکہ حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کرنے والوں میں مصریوں کی بھی ایک جماعت موجود تھی، مگر معاویہ کو یہ معلوم تھا کہ انہی میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جسے قتل حضرتِ عثمان اچھا نہیں معلوم ہوا ہے اور وہ حضرت علیؑ کا مخالف ہے، مصر کا لالچ اس کے دل میں اس لیے تھا کہ وہاں سے کافی خراج وصول ہوتا تھا۔ اگر مصر پر قبضہ ہو جائے تو پھر بے دریغ روپیہ بہایا جائے اور حضرت علیؑ سے اچھی طرح جنگ کی جائے۔ اس نے اپنے ساتھ کے قریشیوں۔ عمرو بن عاص سہمی، حبیب بن مسلمہ فہری، بسر بن ابی ارطاۃ عامری، ضحاک بن قیس فہری اور عبداللہ بن خالد بن ولید کو طلب کیا ان کے علاوہ شرجیل بن سمط حمیری ابوالاعور اسلمی اور حمزہ بن مالک کو بھی بلایا اور ان سب سے کہا میں تم سب سے ایک بہت ضروری امر میں مشورہ کا طالب ہوں۔ تم بتا سکتے ہو ہم نے تمہیں کس لیے طلب کیا ہے؟ سب نے جواب دیا: ہم کو غیب کی باتیں نہیں معلوم، مگر عمرو بن عاص بول اٹھا کہ تم نے مصر کے متعلق مشورہ کے لیے بلایا ہے کیونکہ اس کی آبادی بہت اور خراج زیادہ ہے۔ اگر واقعتاً یہی قصد ہے تو تمہاری رائے بہترین رائے ہے۔ ہم ہر طرح کی کمک کو حاضر ہیں۔ صفین کی لڑائی سے پہلے ہی معاویہ

عمرو بن عاص سے وعدہ کر چکا ہے کہ مصر اگر قبضے میں آ گیا تو اس کی حکومت تمہارے ہی حوالے کروں گا۔ اس لیے اور بھی عمرو بن عاص کو مصر کے معاملہ میں دلچسپی تھی۔ معاویہ نے ایک طولانی تقریر کر کے دوسرے لوگوں کی ہمدردیاں بھی حاصل کرنا چاہیں، نتیجے میں ان سب نے عمرو بن عاص کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا، جس کے بعد معاویہ نے کہا: عمرو بن عاص نے مصمم ارادہ تو ظاہر کر دیا مگر ہمیں یہ نہ بتایا کہ طریقہ کار کیا ہونا چاہیے؟ عمرو نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ایک عظیم الشان لشکر کسی آزمودہ کار افسر کی قیادت میں دے کر مصر روانہ کرو جو لوگ مصر میں عثمانی ہیں وہ بھی اس لشکر سے آ کر مل جائیں گے اور تمہارے دشمنوں کے خلاف کام کریں گے۔ امید تو ہے کہ کامیابی حاصل ہو۔ معاویہ نے کہا: اس کے علاوہ بھی کچھ اور رائے ہے جس پر ہم اس اقدام سے پہلے عامل ہوں؟ عمرو عاص بولا اب میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا معاویہ نے کہا: میری رائے تمہاری رائے سے مختلف ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ لشکر کشی سے قبل مصر کی مخالف اور موافق دونوں جماعتوں کو خطوط لکھے جائیں، موافقین کو یہ لکھا جائے کہ وہ اپنے امر پر ثابت قدم رہیں اور انہیں امید دلائیں کہ ہم عنقریب مصر پہنچنا چاہتے ہیں اور جو مخالفین ہیں۔ انہیں صلح کی دعوت دیں، کچھ دھمکائیں کچھ لالچ دیں۔ اگر یہ بغیر لڑائی کے ہمارے موافق ہو جائیں تو کیا کہنا، ورنہ لڑائی تو لڑنا ہی ہے، اے عمرو عاص تمہیں جلدی اور مجھے تاخیر پسند ہے! عمرو بن عاص نے کہا جو تمہاری مرضی ہو، وہ کرو۔ میں تو سوائے ایک پرزور جنگ کے اور کچھ انجام نہیں دیکھ رہا ہوں، معاویہ نے مسلم بن مخلد اور معاویہ بن حدیج کندی کو خط لکھا، کیوں کہ یہ دونوں جناب امیرؑ کے مخالف تھے۔

عمرو بن عاص کا محمد بن ابی بکرؓ کے نام خط

اے ابوبکر کے بیٹے ! اپنی جان لے کر ہمارے مقابلے سے ہٹ جاؤ، میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ایک ناخن سے بھی اذیت پہنچاؤں۔ یہاں کے باشندے تمہارے خلاف ہیں اور تمہاری نافرمانی پر اتفاق کرلیا ہے وہ تمہارے اتباع پر نادم ہیں اگر لڑائی کا بازار گرم ہوا تو وہ تمہیں چھوڑ کر الگ ہو جائیں گے۔ تم مصر سے نکل جاؤ، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ (والسلام)

اسی خط کے ہمراہ عمرو عاص نے ایک خط اور بھیجا جو معاویہ نے محمد بن ابی بکرؓ کو لکھا تھا۔(۱)

سبیل سکینہؑ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔۹

۱۔ کتاب محمد بن ابی بکرؓ، ص ۶۱، مؤلف: مرزا احمد عالم۔

امیر شام کا محمدؓ کے نام خط

ظلم اور بغاوت کا انجام برا ہوتا ہے۔ خون ناحق بہانے والا دنیا میں عذاب اور آخرت کے انجام سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ہم تم سے زیادہ کسی کو نہیں جانتے جو حضرتِ عثمان کے ساتھ بغاوت کرنے والا، ان کی عیب جوئی کرنے والا اور ان کی شدید مخالفت کرنے والا ہو تم نے ان کے خلاف کوشش کرنے والوں کے ساتھ مل کر کوشش کی، ان کے خلاف مدد کرنے والوں کی مدد کی تم نے خون بہانے والوں کے ساتھ ان کا خون بہایا، اس کے بعد کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ میں تم سے غافل ہوں؟ سو رہا ہوں کہ تم مصر شہر میں آ کر بے خوف ہو جاؤ گے؟ حالانکہ اس کے اکثر باشندے ہمارے ہم خیال ہیں اور تمہاری بات کو ٹھکرانے والے ہیں وہ تمھارے خلاف ہم سے فریاد کر رہے ہیں۔ میں نے تم سے جنگ کرنے کو ایک ایسی جماعت روانہ کی ہے جو تم پر غضب ناک ہے اور تمہارا خون بہائے گی اور تم سے جہاد کر کے قربِ خدا حاصل کرے گی۔ ان سب نے خدا سے عہد کیا ہے کہ تم کو ضرور ضرور قتل کریں گے۔ اگر ان سے تمہارے متعلق وہ نہ ہو سکا تو خدا تم کو اپنے اولیاء میں سے کسی اور کے ہاتھوں قتل کروائے گا۔ میں تم کو ڈراتا ہوں، خدا تم سے اپنے ولی اور خلیفہ کا قصاص لے گا، تم نے ان پر ظلم کیا۔ ان سے بغاوت کی، ان کو برا بھلا کہا، یوم الدار، ان پر تشدد کیا۔ تم نے اپنی ضربت سے ان کے شکم اور ان کی رگ ہائے گردن پر ضرب لگائی، ان تمام باتوں کے باوجود بھی میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا اور اس امر کے درپے ہونا چاہتا ہوں، مگر تم کو کبھی اپنے عذاب سے خدا بچنے نہیں دے گا تم جہاں بھی ہو ہٹ جاؤ اور جان کو نجات دو۔(۱)

والسلام

۱۔ کتاب محمد بن ابی بکر، مؤلف: مرزا محمد عالم۔

محمد بن ابی بکرؓ کا حضرت امیر المومنینؑ کے نام خط

بعد حمد وصلواۃ ، امیر المومنینؑ عاصی بن عاصی مصر کے قریب آپہنچا، اس کے پاس مصر کے وہ لوگ بھی جمع ہو گئے ہیں جو اس کے ہم خیال تھے۔ اس کے ساتھ ایک بڑا سا لشکر بھی ہے، اپنی طرف کے لوگوں میں ایک قسم کی بزدلی بھی دیکھ رہا ہوں، اگر حضور کو مصر کی ضرورت ہے تو لشکر اور اموال سے میری مدد فرمائیں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱)

حضرتؑ کو خط ملا، آپ نے جواب تحریر فرمایا۔

۱۔ کتاب محمد بن ابی بکر، ص ۶۳، مؤلف ز؛ احمد عامر۔

امیر المومنینؑ کا جواب

بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ تمہارا فرستادہ تمہارا خط لے کر پہنچا، جس میں تم نے لکھا ہے کہ ابن عاص ایک جرار لشکر لے کر مصر کے قریب آ گیا ہے، اور جو لوگ اس کے ہم خیال تھے، وہ اس سے جا ملے۔ ایسے لوگوں کا تمہارے پاس سے چلے جانا جو اس کے ہم خیال تھے تمہارے پاس رہنے سے بہتر ہے۔ تم نے لکھا ہے کہ اپنی طرف والوں میں تم بزدلی محسوس کر رہے ہو۔ تم بزدل نہ ہو، چاہے وہ لوگ بزدل ہو جائیں۔ قلعہ بند ہو جاؤ۔ اپنے دوستوں کو اپنے پاس جمع کر لو، اپنے لشکر میں دیدبان پھیلا دو۔ ان سے لڑنے کو کنانہ بن بشیر کو نامزد کرو، جو اپنے تجربہ، خلوص، اور شجاعت میں معروف ہیں۔ میں لوگوں کو تمہاری مدد کے لیے بھیجنے ہی والا ہوں۔ اپنے دشمن کے مقابلے میں جمے رہو اپنی بصیرت پر گزر جاؤ، اپنی نیت پر ان سے جنگ کرو، خدا کی راہ میں ان سے جہاد کرو، اگر تمہارا گروہ قلیل ہے تو کوئی بات نہیں، اکثر خداوند عالم قلیل کی نصرت فرماتا ہے اور کثیر کو چھوڑ دیتا ہے۔ میں نے ان دونوں کے خطوط بھی پڑھے جو معصیت خدا پر ایک دوسرے کے دوست ہیں اور گمراہی میں متحد ہیں، جو حکومت میں رشوت دیتے اور لیتے ہیں جو اہل سے تکبر کرتے ہیں وہ اپنے نصیب سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، جیسا کہ ان کے قبل والوں نے اپنے اپنے نصیب سے فائدہ اٹھایا تم کو ان کا گرجنا چمکنا ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تم نے اب تک ان کے خطوں کا جواب نہیں دیا ہے تو جس کے وہ اہل ہیں ویسا جواب لکھ دو، کیونکہ تم جو چاہو وہ کہہ سکتے ہو۔

والسلام۔(۱)

امیر المومنینؑ کا فرمان پہنچنے کے بعد محمد بن ابی بکرؓ نے معاویہ اور عمرو بن عاص کے خطوں کا جوب لکھا۔

....

۱۔ کتاب محمد بن ابی بکر، مؤلف: مرزا محمد عالم۔

ابنِ ابی الحدید ناقل ہیں کہ حبیب کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ کی خدمت میں عبداللہ بن معین اور کعب بن عبداللہ آئے جو، محمد بن ابی بکرؓ کے بھیجے ہوئے تھے، وہ جنگ کے لیے مدد حاصل کرنے کے واسطے حضرت کی خدمت میں آئے تھے، حضرت نے الصَّلوٰۃُ الجامعۃ کہلوا کر منادی کروائی لوگ جمع ہوئے اور آپؑ منبر پر تشریف لے گئے، حمد باری اور دُرود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا: ''یہ محمد بن ابی بکرؓ اور تمہارے مصری بھائیوں کے فریادی ہیں۔ نابغہ کا بیٹا جو دشمن ولی خدا اور دشمن کا دوست ہے، روانہ ہو چکا۔ ایسا نہ ہو گمراہی والے اپنے باطل اور طاغوت کی راہ پر جمع ہونے میں تمہارے حق پر جمع ہونے سے زیادہ شدید ہوں انہوں نے تم سے اور تمہارے بھائیوں سے جنگ کرنے میں پہل کی ہے۔ تم مواسات اور نصرت کے لیے جلد روانہ ہو جاؤ۔

بندگانِ خدا!

مصر شام سے بڑا ہے۔ اہل مصر شام والوں سے بہتر ہیں۔ تم کو مصر کے معاملہ میں مغلوب نہیں ہونا چاہیے۔ تمہارے قبضہ میں مصر کا باقی رہنا دشمن کو سرنگوں اور ناکام کرنے کے مترادف ہے۔ تم جزعہ کی طرف نکل کر چلو (جزعہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے) تاکہ پھر ان شاءاللہ ہم سب وہاں جمع ہو جائیں۔

دوسرے دن حضرتؑ صبح سویرے ہی جائے معہود پر تشریف لے جا کر منتظر رہے، یہاں تک کہ دن نکل آیا۔ لیکن حضرتؑ کے پاس سو نفر بھی جمع نہیں ہوئے۔ آپ واپس آ گئے۔ شام ہوئی، آپ نے اعیان و اشراف کو بلا بھیجا، وہ ''دارالامارہ'' میں حاضر ہوئے، اس وقت حضرتؑ بہت رنجیدہ اور غمگین تھے، آپؑ نے فرمانا شروع کیا:

''خداوند عالم کی حمد ہے اُس کی قضا و قدر پر، اور اس بات پر بھی حمد ہے کہ اس نے مجھے تمہارے ہاتھوں مبتلا کیا، اے وہ جماعت! جو میری اطاعت نہیں کرتی، جب میں اسے حکم دیتا

ہوں تو میری دعوت پر لبیک نہیں کہتی، تم نصرتِ دین اور حق کے لیے جہاد کرنے میں کس چیز کے منتظر ہو؟ اس دنیا میں باطل کے سامنے ذلیل ہونے سے موت بہتر ہے!!

خدا کی قسم! اگر مجھے موت آ گئی اور ضرور آئے گی تو تم مجھے اپنی صحبت کا بہت زیادہ دشمن پاؤ گے۔ کیا تمھارا کوئی دین نہیں جو تمہیں ایک نکتے پر جمع کرے؟ کیا تم میں حمیت باقی نہیں جو تمہیں جوش میں لائے؟ کیا تم اپنے دشمن کے لیے نہیں سن رہے ہو کہ وہ تمہارے قبضے کے شہروں کو کم کیے دے رہا ہے؟ تم پر چڑھائی کر رہا ہے؟ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ یہ جفا کار معاویہ ظالموں کو بلاتا ہے اور وہ اس کا اتباع کرتے ہیں.. .!!!

سال میں دو ایک مرتبہ جس بات کے لیے چاہتا ہے بلاتا ہے اور وہ قبول کرتے ہیں اور میں تم کو بلاتا ہوں حالانکہ تم صاحبان عقل ہو بقیۃ الناس ہو، مگر تم اختلاف کرتے ہو اور مجھ سے الگ الگ رہتے ہو، میری نافرمانی اور مخالفت کرتے ہو۔‘‘

فصل چہارم

- حضرت محمد بن ابی بکرؓ مصر میں
- امیر المومنینؑ کے نام حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا خط
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے خط کا جواب
- محمدؓ اور اہالیان مصر کے نام امیر المومنینؑ کا خط
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت
- اسماء بنت عمیسؓ کا مغموم ہونا
- حضرت عائشہ کا اپنے بھائی کے غم میں گریہ و ماتم
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ سے متعلق مولائے کائناتؑ کے فرامین
- قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ و دیگر خاندان
- حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا مزار

حضرت محمدؓ ابن ابی بکر مصر میں

محمد بن ابی بکرؓ نے ایک مہینے کی حکمرانی کے بعد معاویہ ابن خدیج کے نام ایک خط تحریر کیا اور اس کو بیعت کی دعوت دی اور اسے دھمکاتے ہوئے کہا: بیعت کرو یا ہماری حکمرانی سے نکل جاؤ۔ معاویہ ابن خدیج نے جو معاویہ کی مدد اور تعاون کی وجہ سے اس کی محبت میں گرفتار ہو چکا تھا، خط کا جواب اس طریقے سے دیا: ہم اس جگہ سے واپس نہیں جائیں گے اور ہم اس وقت تک تیری بیعت نہیں کریں گے جب تک ہمیں خلافت کا حقدار علیؑ اور معاویہ میں سے کوئی مسلم نہ ہو جائے۔ محمدؓ نے جب خط کے جواب کو دریافت کیا تو ایک لشکر کو آمادہ کر کے دو افراد کی نگرانی میں انہیں شکست دینے کے لیے بھیجا۔ لیکن یہ لشکر معاویہ بن خدیج کے لشکر سے شکست کھا گیا۔ محمدؓ نے ایک مرتبہ پھر لشکر کو روانہ کیا لیکن وہ تھوڑی دیر جنگ و قتال کرنے کے بعد واپس آ گئے۔ معاویہ بن خدیج نے خونِ حضرت عثمان کا انتقام لینے کے لیے لوگوں کو جوش دلایا اس بنا پر محمد بن ابی بکرؓ کے لیے بہت دشواری ہوئی۔

امیر المومنین علیہ السلام جب مصر کے حالات سے مطلع ہوئے تو مالک اشترؓ کو جزیرے سے بلا کر مصر کی طرف روانہ کیا۔ محمدؓ نے جب اس خبر کو سنا کہ امیر المومنینؑ نے انہیں معزول کر کے ان کی جگہ پر مالک اشترؓ کو ذمے داری سونپی ہے۔ اس بنا پر وہ بہت مغموم ہوئے اور سوچنے لگے، شاید میں نے اپنے مولاؑ کے احکامات کو نافذ کرنے میں کوتاہی کی۔ مالکؓ قلزم یا عریش کے مقام پر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جب مالک اشترؓ کی خبر شہادت سنی تو محمد بن ابی بکرؓ کے نام ایک خط تحریر کیا اور ان سے دلجوئی کا اظہار کیا۔ محمدؓ نے جب خط کو پڑھا اور معلوم ہوا کہ امیر المومنینؑ اس سے ناراض نہیں ہیں، تو انتہائی مطمئن ہو کر اپنی ذمے داری کو انجام دینے لگے۔ معاویہ نے مالک اشترؓ کی شہادت کی خبر سنتے ہی عمرو بن عاص کی سرکردگی میں چھ ہزار سپاہیوں کو مصر کی جانب روانہ کیا۔ جب عمرو عاص مصر کے قریب

پہنچا تو معاویہ ابن خدیج اور اس کے پیروکار بھی ان سے جا ملے۔ عمرو بن عاص نے محمد ابن ابی بکرؓ کے نام ایک دھمکی آمیز خط تحریر کیا۔ محمدؓ نے خط کے جواب میں اس کی بے دینی، مکروفریب کو کھل کر بیان کیا۔ امیر المومنینؑ کے نام خط میں محمدؓ نے مصر میں عمرو بن عاص کی آمد کا بھی تذکرہ کیا۔ امیر المومنینؑ نے محمدؓ کا خط ملتے ہی مسجد میں تشریف لے جا کر لوگوں کو مصر کے حالات سے آگاہ کیا اور فرمایا: اپنے بھائیوں کی خیریت دریافت کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دشمن سے مرعوب ہو جائیں۔ مالک بن کعب بڑی مشکل سے دو ہزار کا لشکر لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے محمدؓ کے خط کے جواب میں انہیں صبر و استقامت کا حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ غمگین مت ہو جانا۔ دشمنوں کے مد مقابل صبر و استقامت سے کام لینا اور کنانہ بن بشر کو جو جنگی حالات سے آگاہی بھی رکھتا ہے۔ عمرو بن عاص کو روکنے کے لیے روانہ کر دو، نیز ایک لشکر بھی تمہاری مدد کے لیے پہنچ رہا ہے۔

امیرالمومنینؑ کے نام حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا خط

بِعَبْدِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَاَى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَانَا اللّٰهُ وَجَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ اَفْضَلَ سُرُوْرِنَا وَاَمَلِنَا فِيْهِ اَنْ يُكْتُبَ لَنَا كِتَابًا فِيْهِ فَرَائِضُ وَ اَشْيَاءُ مِمَّا يَبْتَلٰى بِهٖ مِثْلِيْ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ النَّاسِ فَعَلَ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعْظِمُ لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاَجْرَ وَيُحْسِنُ لَهُ الذُّخْرَ'' عبدخدا امیرالمومنینؑ کے نام محمد بن ابی بکر کی تحریر:

''سلام علیکم! بعد از سلام میں رب ذوالجلال کی حمد وتعریف بجالاتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

حمد وتعریف الٰہی کے بعد ہمارے لیے سب سے بڑی خوشی اور آرزو وتمنا یہ ہوگی کہ آپ ہمارے لیے ایک ایسی تحریر روانہ کریں، جس میں فرائض وسنن کا تذکرہ ہو، جو مجھ جیسے قضاوت کرنے والے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اس کی طرف محتاج ہیں اور جو امیر المومنین علیہ السلام کے لیے خدا کی طرف سے بڑی پاداش اور ذخیرۂ عظیم ہو۔(۱)

۱۔ ناسخ التواریخ، ج۳، ص۷۹۳۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے خط کا جواب

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلَیٰ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَ اَھْلِ مِصْرَ. سَلَامٌ عَلَیْکُمْ! فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ وَصَلَ اِلَیَّ کِتَابُکَ فَقَرَأتُہٗ وَ فَھِمْتُ مَا سَاَلْتَنِیْ عَنْہُ فَاَعْجَبَنِیْ اِھْتِمَامُکَ بِمَا لَا بُدَّ مِنْہُ وَمَا لَا یُصْلِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُہٗ وَ ظَنَنْتُ اَنَّ الَّذِیْ دَعَاکَ اِلَیْہِ فِیْہِ صَالِحَۃٌ وَ رَأیٌ غَیْرُ مَدْخُوْلٍ وَلَا ھَسِیْسٌ وَقَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکَ اَبْوَابَ الْاَقْضِیَۃِ جَامِعًا لَکَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

یہ خط ہے عبداللہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کی طرف سے محمد بن ابی بکرؓ اور اہالیان مصر کے نام:

آپ سب پر سلام ہو!

بتحقیق میں اس رب ذوالجلال کی تعریف وتوصیف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ حمد وتعریف الٰہی کے بعد تمہارا خط مجھے موصول ہوا، جس کا میں نے مطالعہ کیا اور جس حوالے سے تم نے سوال کیا ہے اس کو میں نے سمجھ لیا، تمہارے اہتمام نے مجھے تعجب میں ڈال دیا، جس کو جاننا بہت ضروری اور مسلمانوں کے اصلاح کے لیے بھی اس کا جاننا ناگزیر ہے۔ اس مسئلے میں تمہاری صالح نیت اور پاکیزہ فطرت کا اندازہ ہو رہا ہے۔ پس میں نے تمہاری طرف احکام اور ابواب قضایا کو روانہ کیا ہے، جو تمہارے لیے جامع ہیں۔ کسی بھی کام میں تمہیں معطل اور مہمل نہ رکھیں گے۔

اس خط کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے کتاب قضاوت، ذکر موت و حساب، بہشت کی صفت، دوزخ کی صفت، کتاب امامت، کتاب وضو، مواقیت نماز، ذکر رکوع و

سجود، کتاب آداب امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اعتکاف کے احکام، کوئی مجوسی یا عیسائی کسی مسلمان خاتون سے دست درازی کرے اس کے احکام اور دیگر چیزوں کے احکام کو محمدؐ کے لیے بھیجا اور ان کو احکام شریعت کا عالم بنایا۔(۱)

۱۔ ناسخ التواریخ، ج۳، ص۹۳۔

محمد بن ابی بکرؓ اور اہالیان مصر کے نام امیر المومنینؑ کا خط :

''اَمَّا بَعْدُفَاِنِّیْ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَیٰ اللّٰهِ وَالْعَمَلِ بِمَا اَنْتُمْ عَنْهُ مَسْئُوْلُوْنَ فَاَنْتُمْ بِهِ رَهْنٌ وَاَنْتُمْ اِلَیْهِ صَائِرُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُوْلُ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ وَقَالَ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ وَقَالَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ فَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ سَائِلُكُمْ عَنِ الصَّغِیْرِ مِنْ اَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِیْرِ فَاِنْ یُّعَذِّبْ فَنَحْنُ الظَّالِمُوْنَ وَاِنْ یَّغْفِرْوَیَرْحَمْ فَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اَقْرَبَ مَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ اِلَی الرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ حِیْنَ مَا یَعْمَلُ بِطَاعَة اللّٰهِ وَمُنَا صِحَتِهِ فِی التَّوْبَةِ فَعَلَیْكُمْ بِتَقْوَیٰ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّهَا تَجْمَعُ مِنَ الْخَیْرِ مَا لاَ یَجْمَعُ غَیْرُهَا وَ یُدْرَكُ بِهَا مِنَ الْخَیْرِ(مَا لاَ یُدْرَكُ بِغَیْرِهَا خَیْرَ الدُّنْیَا وَخَیْرَ الآخِرَةِ)یَقُوْلُ سُبْحَانَهُ وَ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَیْراً لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَّلَدَارُ الآخِرَةِ خَیْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ...

ترجمہ: بعد حمد وصلوٰۃ ! واضح ہو کہ میں تم کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور ان امور پر حامل ہونے کی، جن کا تم سے سوال ہوگا اور جب کہ تم ذمے دار ہو اور جن سے تمہارا انجام وابستہ ہے۔ چنانچہ خداوند متعال فرماتا ہے کہ خدا تم کو اپنی ذات کا خوف دلاتا ہے اور خدا کی طرف بازگشت ہے، ارشاد فرماتا ہے: ''تیرے پالنے والے کی قسم کہ ہم ضرور لوگوں سے ان کے اعمال کی بازپرسی کریں گے۔''

بندگانِ خدا!

جان لو ..!! کہ اللہ تمہارے ہر چھوٹے بڑے عمل کا محاسبہ کرے گا اور اس نے معذب کیا تو ہم عام انسان اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور اگر بخش دیا اور رحم کیا تو وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، یہ بھی سمجھ لو کہ وہ موقع جس میں بندہ کو خدا سے بہت زیادہ

قریب کہنا چاہیے وہی ہے، جب کہ بندہ اطاعت الٰہی پر کاربند ہوتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور مخلص ہوتے ہیں، تم پر خوف خدا لازم ہے، کیوں کہ خوف اور تقویٰ تمہارے لیے اتنا اجر حاصل کرے گا جتنا اجر کوئی اور بات حاصل نہیں کرسکتی۔ اس سے وہ خیر حاصل ہوگا جو کسی اور بات سے نہیں مل سکتا۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے "جو لوگ اپنے خدا سے ڈرتے تھے ان سے کہا گیا کہ تمہارے خدا نے تمہارے لیے کیا اتارا، تو انہوں نے کہا کہ خیر! ان لوگوں کے لیے جو احسان کرتے ہیں اس دنیا میں ایک حسنہ ہے اور یقیناً دار آخرت بہتر ہے اور بے شک وہ متقین کا اچھا گھر ہے۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَعْمَلُ لِثَلٰثٍ اِمَّا الْخَيْرِ الدُّنْيَا فَاِنَّ يُثِبْهُ بِعَمَلِهِ فِيْ الدُّنْيَا قَالَ اللّٰهُ وَ آتَيْنَاهُ اَجْرَهُ فِيْ الدُّنْيَا وَاَنَّهُ فِيْ الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِيْنَ فَمَنْ عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالَىٰ اَعْطَاهُ اَجْرَهُ فِيْ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ كَفَاهُ الْمُهِمَّ فِيْهَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَمَا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ فِيْ الدُّنْيَا لَمْ يُحَاسِبْهُمْ بِهِ فِيْ الْآخِرَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا الْحُسْنَىٰ وَ زِيَادَةٌ فَالْحُسْنَىٰ الْجَنَّةُ وَ الزِّيَادَةُ الدُّنْيَا وَاِمَّا لِخَيْرِ الْآخِرَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُكَفِّرُ عَنْهُ بِكُلِّ حَسَنَةٍ سَيِّئَةٍ يَقُوْلُ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَالِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِيْنَ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ حَسِبَتْ لَهُمْ حَسَنَاتُهُمْ وَاُعْطُوْا بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشَرَ اَمْثَالِهَا اِلَىٰ سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ فَهُوَ الَّذِيْ يَقُوْلُ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا وَيَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ اُوْلٰئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِيْ الْغُرُفَاتِ آمِنُوْنَ فَارْغَبُوْا فِيْهِ وَاعْمَلُوْا بِهِ وَ تَحَاضُّوْا عَلَيْهِ

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! جان لو صاحبان ایمان تین چیزوں کے لیے کام کرتے ہیں یا

دنیا کی بھلائی کے لیے، اگر اس کے عمل میں فائدہ ہوا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس کے اجر و پاداش کو دنیا میں ہی دے دیا اور آخرت میں وہ صالح افراد میں سے ہوگا۔ پس جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کیا تو پروردگار عالم اس کے اجر و پاداش کو دنیا و آخرت دونوں میں عطا کرے گا اور دونوں جہانوں کی پریشانیوں کو دور کرے گا جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے 'اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہیں اپنے پروردگار سے ڈرو۔ ان کے لیے اس دنیا میں نیکی ہے اور اللہ کی زمین میں وسعت ہے۔ بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر و پاداش عطا کرے گا۔ پس جب کسی کو اللہ نے دنیا میں عطا کی تو آخرت میں اس کا حساب نہیں ہوگا، جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے ان کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیے اور اس سے بھی بڑھ کر۔ پس حسنیٰ سے مراد جنت ہے اور زیادہ سے مراد دنیا ہے، یا وہ آخرت کی بھلائی کے لیے کام کرتا ہے۔ پس بتحقیق ہر نیکی کے ساتھ ایک برائی کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ جیسا کہ پروردگار عالم نے فرمایا: بتحقیق نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور یہ ذاکرین کے لیے تذکرہ ہے، یہاں تک کہ قیامت کے دن ان کی نیکیوں کو شمار کیا جائے گا، اور ہر نیکی کے بدلے دس برابر سے لے کر ستر برابر تک اجر و پاداش عطا کرے گا۔ پس اسی ذات کا فرمان ہے، تمہارے پروردگار کی جانب سے جزا ہے جو حساب شدہ عطا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے ان کے لیے ان کے عمل کے بدلے دگنا اجر پاداش ہے اور وہ لوگ آخرت میں امن وسکون کے ساتھ حجروں میں ہوں گے۔ پس اس کے لیے رغبت پیدا کرو اور عمل اور اس سے بہرہ اندوز ہو جاؤ۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ قَدْ ذَهَبُوْا بِعَاجِلِ الْخَيْرِ وَ جِلِهِ شَرَكُوْا اَهْلَ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ وَلَمْ يُشَارِكْهُمْ اَهْلُ الدُّنْيَا فِيْ آخِرَتِهِمْ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. سَكَنُوْا الدُّنْيَا بِاَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ وَاَكَلُوْهَا بِاَفْضَلِ مَا اُكِلَتْ شَارَكُوْا اَهْلَ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ فَاَكَلُوْا مِنْ اَفْضَلِ مَا يَأْكُلُوْنَ وَ شَرِبُوْا مِنْ اَفْضَلِ مَا يَشْرَبُوْنَ وَ لَبِسُوْا مِنْ اَفْضَلِ مَا يَلْبِسُوْنَ وَ تَزَوَّجُوْا مِنْ اَفْضَلِ مَا يَتَزَوَّجُوْنَ وَ رَكِبُوْا مِنْ اَفْضَلِ مَا يَرْكَبُوْنَ اَصَابُوْ لَذَّةَ الدُّنْيَا مَعَ اَهْلِ الدُّنْيَا مَعَ اَنَّهُمْ غَدًا مِنْ جَيْرَانِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَمُنُّوْنَ عَلَيْهِ لَا يَرُدُّ لَهُمْ دَعْوَةً وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ لَذَّةً اَمَا فِيْ هٰذَا مَا يَشْتَاقُ اِلَيْهِ مَنْ كَانَ لَهُ عَقْلٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ! اَنَّكُمْ اِنِ اتَّقَيْتُمْ رَبَّكُمْ وَ حَفِظْتُمْ نَبِيَّكُمْ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهِ فَقَدْ عَبَدْتُمُوْهُ بِاَفْضَلِ مَا عُبِدَ وَ ذَكَرْتُمُوْهُ بِاَفْضَلِ مَا ذُكِرَ وَشَكَرْتُمُوْهُ بِاَفْضَلِ مَا شُكِرَ وَ اَخَذْتُمْ بِاَفْضَلِ الصَّبْرِ وَجَاهَدْتُمْ بِاَفْضَلِ الْجِهَادِ وَاِنْ كَانَ غَيْرُكُمْ اَطْوَلَ صَلَاةً مِنْكُمْ وَاَكْثَرَ صِيَامًا اِذَا كُنْتُمْ اِتَّقَى لِلّٰهِ وَ اَنْصَحَ لِاَوْلِيَاءِ اللّٰهِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَخْشَعِيْ وَ احْذَرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ الْمَوْتَ وَ نُزُوْلَهُ وَ خُذُوْالَهُ عُدَّتَهُ فَاِنَّهُ يَدْخُلُ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ خَيْرٌ لَا يَكُوْنُ مَعَهُ شَرٌّ اَبَدًا اَوْشَرٌّ لَا يَكُوْنُ مَعَهُ خَيْرٌ اَبَدًا فَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُفَارِقُ رُوْحُهُ جَسَدَهُ حَتّٰى يَعْلَمَ اِلٰى اَيِّ الْمَنْزِلَتَيْنِ يَصِيْرُ اِلَى الْجَنَّةِ اَمْ اِلَى النَّارِ اَعَدُوًّا هُوَ لِلّٰهِ اَمْ وَلِيٌّ لَهُ فَاِنْ كَانَ وَلِيًّا فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ شُرِعَ لَهُ طَرِيْقُهَا وَنَظَرَ اِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاَوْلِيَائِهِ فِيْهَا فَرَغَ مِنْ كُلِّ شُغْلٍ وَ وَضَعَ عَنْهُ كُلَّ ثِقْلٍ وَاِنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ النَّارِ وَسُهِّلَ لَهُ طَرِيْقُهَا وَنَظَرَ اِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا لِاَوْلِيَآئِهِ وَاسْتَقْبَلَ كُلَّ مَكْرُوْهٍ وَ فَارَقَ كُلَّ سُرُوْرٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰئِكَةُ ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْءٍ بَلٰى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فَادْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ! اِنَّ الْمَوْتَ لَیْسَ مِنْہُ فَوْتٌ فَاحْذَرُوْہُ وَاَعِدُّوْ لَہٗ عُدَّتَہٗ فَاِنَّکُمْ طُرَدَآءٌ لِلْمَوْتِ اِنْ اَقَمْتُمْ اَخَذَکُمْ وَاِنْ ھَرِبْتُمْ اَدْرَکَکُمْ وَھُوَ اَلْزَمُ لَکُمْ مِنْ ظِلِّکُمْ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِیْکُمْ وَالدُّنْیَا تُطْوٰی مِنْ خَلْفِکُمْ فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ الْمَوْتِ عِنْدَمَا یَتَنَازَعُکُمْ اِلَیْہِ اَنْفُسُکُمْ مِنَ الشَّھَوَاتِ فَاِنَّہٗ کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ ھَادِمُ لَّلذَّاتِ۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ! اِنَّ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ لِمَنْ لَمْ یَغْفِرِ اللّٰہُ لَہٗ وَیَرْحَمْہُ وَاحْذَرُوْا الْقَبْرَ وَ ضَمَّتَہٗ وَ ضِیْقَہٗ وَ ظُلْمَتَہٗ فَاِنَّہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْرِ وَالْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٍ مِنْ حُفْرِ النَّارِ اِنَّ لِلْمُسْلِمِ اِذَا مَاتَ قَالَتْ لَہُ الْاَرْضُ مَرْحَبًا وَاَھْلاً قَدْ کُنْتُ مِمَّنْ اَحَبَّ اَنْ یَمْشِیَ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَاِذَا وَلِیْتُکَ فَسَتَعْلَمُ کَیْفَ صُنْعِیْ بِکَ فَتَضَمُّ عَلَیْہِ حَتّٰی تَلْتَقِیْ اَضْلاعُہٗ وَاعْلَمُوْا اِنَّ الْمَعِیْشَۃَ الضَّنْکَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا ھِیَ عَذَابُ الْقَبْرِ وَاِنَّہٗ یُسَلِّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِہٖ حَیَّاتٍ تِسْعَۃٍ وَّ تِسْعِیْنَ تِغْیِنًا عِظَامًا یَنْھَشُ لَحْمَہٗ حَتّٰی یُبْعَثُ لَوْ اَنَّ تِنْیِنًا مِنْھَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتِ الزَّرْعُ رِیْعَھَا اَبَدًا وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِنَّ اَنْفُسَکُمْ وَاَجْسَادَکُمُ الرَّقِیْقَۃَ النَّاعِمَۃَ الَّتِیْ یَکْفِیْھَا الْیَسِیْرَ مِنَ الْعِقَابِ ضَعِیْفَۃً عَنْ ھٰذِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَرْحَمُوا اَنْفُسَکُمْ وَاَجْسَادَکُمْ عَمَّا لاَ طَاقَۃَ لَکُمْ بِہٖ وَلاَ صَبْرَ عَلَیْہِ فَتَعْلَمُوْا بِمَا اَحَبَّ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَتْرُکُوْا مَاکَرِہَ فَافْعَلُوْا وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ! اَنَّ مَا بَعْدَ الْقَبْرِ اَشَدُّ مِنَ الْقَبْرِ یَوْمَ یَشِیْبُ فِیْہِ الصَّغِیْرُ وَیَسْکُرُ فِیْہِ الْکَبِیْرُ وَیَسْقُطُ فِیْہِ الْجَنِیْنُ وَ تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّا

اُرْضِعَتْ وَاحْذَرُوْا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيْرًا اَمَا اِنَّ شَرَّ ذَالِكَ الْيَوْمِ وَ فَزَعَهُ اسْتَطَارَ حَتّٰى فَزِعَتْ مِنْهُ الْمَلَآئِكَةُ الَّذِيْنَ لَيْسَتْ لَهُمْ ذُنُوْبٌ وَالسَّبْعُ الشِّدَادُ وَالْجِبَالُ الْاَوْتَادُ وَالْاَرَضُوْنَ الْمِهَادُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ فَتَتَغَيَّرُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ سَرَابًا مَهِيْلًا بَعْدَ مَا كَانَ صُمًّا صِلَابًا يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ فَكَيْفَ مَنْ يَّعْصِيْهِ بِالسَّمْعِ الْبَصَرِ وَاللِّسَانِ وَالْيَدِ وَالرِّجْلِ وَالْفَرْجِ وَالْبَطْنِ اِنْ لَمْ يَغْفِرِ اللّٰهُ وَ يَرْحَمْ وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ مَا بَعْدَ ذَالِكَ الْيَوْمِ اَشَدُّ وَ اَدْهٰى عَلٰى مَنْ لَمْ يَغْفِرِ اللّٰهُ لَهُ مِنْ ذَالِكَ الْيَوْمِ فَاحْذَرُوْا نَارًا قَعْرُهَا بَعِيْدٌ وَ حَرُّهَا شَدِيْدٌ وَ عَذَابُهَا جَدِيْدٌ وَمَقَامُهَا عَدِيْدٌ وَ شَرَابُهَا صَدِيْدٌ لَا يَفْتُرُ عَذَابُهَا وَلَا يَمُوْتُ سَاكِنُهَا دَارٌ لَيْسَتْ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ فِيْهَا رَحْمَةٌ وَلَا يُسْمَعُ فِيْهَا دَعْوَةٌ.

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ! اِنَّ مَعَ هٰذَا رَحْمَةُ اللّٰهِ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَا تَعْجِزُ عَنِ الْعِبَادِ جَنَّةٌ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَيْرٌ لَا يَكُوْنُ بَعْدَهُ شَرٌّ اَبَدًا وَ شَهْوَةٌ لَا تَنْفَدُ اَبَدًا وَلَذَّةٌ لَا تَفْنٰى اَبَدًا وَ مَجْمَعٌ لَا يَتَفَرَّقُ اَبَدًا قَوْمٌ قَدْ جَاوَرُوْا الرَّحْمٰنَ وَقَامَ بَيْنَ اَيْدِيْهِمُ الْغِلْمَانُ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهَا الْفَاكِهَةِ وَالرَّيْحَانِ.

ترجمہ: بندگان خدا! دیکھو متقی لوگ وقت پر اور جلد حاصل ہونے والے دونوں طرح کے خیر کو لے گئے (وہ حلال وحرام کا لحاظ رکھتے ہوئے) اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہو گئے، مگر اہل دنیا ان کی آخرت میں حصہ نہ بٹا سکے چنانچہ پروردگار کا ارشاد ہے: کہو خدا کی اس زینت کو جو اس نے بندوں کے لیے پیدا کی ہے اور پاکیزہ روزی کو کس نے حرام کیا ہے؟ یہ ان

لوگوں کے لیے حیات دنیا میں ہے جو ایمان لائے ہیں۔

متقین دنیا میں اس اچھے سے اچھے طریقے سے رہے جس طرح دنیا میں رہا جاتا ہے اور انہی نے نعمات دنیا عمدہ طور پر حاصل کیں، وہ اہل دنیا ان کی دنیا میں شریک ہوئے، انہوں نے دنیا میں اہل دنیا کے اکل وشرب سے بہتر اکل وشرب استعمال کیا اور ان کے لباس سے اچھے لباس پہنے اور ان کے مسکن سے بہتر مسکن میں رہے انہوں نے لذت اہل دنیا کو بھی حاصل کیا اور کل وہ خدائے عز وجل کے جوار میں ہوں گے۔ آرزوئیں کریں گے، ان کی کوئی دعا رد نہ ہوگی، نہ ان کی لذت میں کوئی کمی ہوگی، کیا یہ سب صاحبان عقل کے مشتاق ہونے کی باتیں نہیں ہیں۔ بندگان خدا یہ سمجھ لو کہ اگر تم نے خوف خدا اختیار کرلیا اور اہل بیتؑ کے معاملے میں اپنے نبیؐ کے حقوق کا پاس اور لحاظ کیا تو تم نے خدا کی بہترین عبادت کرلی اس کا بہترین ذکر اور شکر کرلیا، بہترین صبر اختیار کیا، بہترین جہاد کیا چاہے تمہارے غیر تم سے زیادہ طولانی نمازیں پڑھیں اور تم سے زیادہ روزے رکھیں، مگر یہ فضل اسی وقت ہے جب تک سب سے زیادہ خوف خدا اور آل محمدؐ کے ساتھ اخلاص رکھو اور سب سے زیادہ خضوع وخشوع رکھو، بندگان خدا موت اور اس کے آجانے سے ڈرو اس کے لیے سامان کرلو، کیوں کہ موت کسی امر عظیم کو لے کر آئے گی، یا تو خیر لائے گی جس کے ساتھ شر نہ ہوگا یا ایسے شر کے ساتھ آئے گی جس کے ساتھ خیر نہ ہوگی، کسی انسان کی روح اس وقت تک جسم کو نہیں چھوڑتی جب تک اسے یہ نہیں معلوم ہوجاتا ہے کہ دو منزلوں میں اس کی جگہ کہاں ہے؟ جنت میں؟ کہ جہنم میں، مرنے سے پہلے انسان کو یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کا دشمن ہے یا دوست؟ اگر دوست ہوا تو اس کے لیے درہائے جنت کھول دیے جاتے ہیں اور جنت کا راستہ اس کے لیے ہموار کردیا جاتا ہے اور خدا نے اپنے دوستوں کے لیے جو کچھ مہیا کر رکھا ہے اسے وہ دیکھ لیتا ہے، اس کے بعد اسے ہر شغل سے فراغت ہوجاتی ہے اور اس کا ہر بوجھ اس سے اتار لیا جاتا ہے اور اگر وہ خدا کا دشمن ہے تو اس کے لیے آتش جہنم کے

دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اب وہ ہر مکروہ امر کا سامنا کرتا ہے اور ہر قسم کی مسرت سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے: "وہ لوگ جنھیں ملائکہ اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں ہوتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم کن کاموں میں پڑے ہوئے تھے، وہ کہتے ہیں ہم فعل بد کیا کرتے تھے، بے شک خدا اسے جانتا ہے جو تم کیا کرتے تھے، اب تم جہنم کے دروازے میں جاؤ ہمیشہ کے لیے اور متکبرین کی بہت بری قیام گاہ ہے۔"

بندگان خدا! موت سے بچاؤ ممکن نہیں، اس سے ڈرو اس کے لیے سامان کرو تم کو موت پکار رہی ہے۔ اگر تم کھڑے رہے جب بھی تم کو پالے گی اور اگر تم نے بھاگنا شروع کیا جب بھی پکڑ لے گی۔ وہ تمہارے سائے سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ لگی ہے۔ تمہاری تقدیر سے وابستہ ہے، دنیا تمہارے پیچھے سے لپٹی جا رہی ہے، جب تمہارا نفس خواہشات دنیا میں سے کسی چیز کے لیے منہ زوری کرے تو اس وقت موت کو زیادہ یاد کرو، کیوں کہ موت ہی نصیحت کرنے کو کافی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ موت کو بہت یاد کرو کیوں کہ اس کی یاد لذتوں کو مٹا دیتی ہے۔

بندگان خدا! یہ بھی جان لو کہ موت کے بعد کی منزل اس سے بھی زیادہ کٹھن ہے، مگر یہ اس کے لیے جس کی خدا مغفرت نہ کرے، جس پر وہ رحم نہ فرمائے قبر اور اس کے فشار، اس کی تنگی اور اس کی تاریکی سے ڈرو کیوں کہ قبر ہی ہے جو ہر روز آوازیں دیا کرتی ہے۔ میں مٹی کا گھر ہوں۔ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ وہ یا تو جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے یا آگ کی خندقوں میں سے ایک خندق۔ جب مسلمان مرتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے مرحبا! تو ان لوگوں میں سے تھا جن کو میں چاہتی تھی کہ وہ میری پشت پر چلیں اور اب جب کہ تو میرے بس میں ہے تو دیکھ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں اور یہ کہہ کر اس کی حد نظر تک قبر اس کے لیے وسیع اور کشادہ ہو جاتی ہے، لیکن جب کوئی کافر زیر زمین جاتا ہے تو زمین اس سے

کہتی ہے، نہ اھلاً اور نہ مـرحبـاً! تو ان لوگوں میں تھا جن کا میں اپنی پشت پر چلنا پھرنا، ناپسند کرتی تھی۔ اب آج جب کہ میں تجھ پر مسلط ہوں تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں یہ کہہ کر زمین اسے ایسا فشار دیتی ہے کہ اس کی دونوں طرف کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں وہ تنگ حالی کی زندگی جس کا قرآن کریم میں ''ان معیشۃ ضنکاً'' کہہ کر ذکر کیا گیا ہے، وہ عذاب قبر ہی ہے۔

کافر پر بڑے بڑے سانپ مسلط کردیے گئے ہیں جو اس کے گوشت کو نوچا کرتے ہیں اگر ان میں سے ایک اژدہا، زمین پر پھونک مار دے تو کبھی غلہ نہ اگے۔

بندگان خدا! یہ سمجھ لو کہ تمہارا نفس اور تمہارا نرم و نازک جسم ذرا سی تکلیف نہیں اٹھا سکتا اس عذاب عظیم کی سکت نہیں رکھتا جس کا ذکر کیا گیا، تم اپنے نفس اور اپنے جسم پر رحم کرو۔ اسے ایسے عذاب میں مبتلا نہ ہونے دیجیو جس کے تحمل کی طاقت نہیں اور جس پر صبر نہیں کر سکتے، وہی کام کرو جو خدا کو پسند ہو اور وہ چھوڑ دو جو اسے ناپسند ہو۔ قوت و طاقت صرف خدا ہی کے لیے ہے۔

بندگان خدا! قبر کے بعد کی منزل قبر سے بھی زیادہ سخت ہے، اور قیامت کا دن ایسا دن ہوگا جس کی ہولناکی سے بچہ بوڑھا ہو جائے اور بوڑھا بے ہوش اور دودھ پلانے والی عورت اپنے بچے سے غافل ہو جائے، تو تم اس شدید اور سخت دن سے ڈرو، جس میں شر کی چنگاریاں اڑ رہی ہوں گی، اس دن کے شر اور خوف کا یہ عالم ہوگا کہ ملائکہ تک خوف زدہ ہوں گے جو خطا کار نہیں ہیں مضبوط اور پائیدار ساتوں آسمان اور زمین پر گڑے ہوئے پہاڑ اور بچھی ہوئی زمینیں سب کے سب لرزاں اور خائف ہوں گے، آسمان شق ہوں گے، کمزور ہوں گے اور ان کی حالت بدل جائے گی، پہاڑ ریگ کی طرح ہوں گے جب کہ وہ ٹھوس اور سخت تھے۔

خداوند کریم فرماتا ہے: ''اور صور جو پھونکا گیا تو آسمان اور زمین میں جو بھی تھا وہ غش

کھا گیا مگر وہ جسے خدا چاہے تو پھر بھلا اس کا کیا حال ہوگا جو کان، آنکھ زبان، ہاتھ، پیر، شرمگاہ اور شکم سے اس کی معصیتیں کرتا تھا۔ اگر خدا نے اسے نہ بخشا، اور اس پر رحم نہ کیا؟! بندگان خدا!! اس دن کے بعد جو ہے وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے وہ آگ ہے، جو بہت گہری ہوگی۔ جس میں نئے نئے عذاب ہوں گے جس کی حرارت بہت تیز ہوگی، جس میں پانی کی جگہ پیپ پینے کو ملے گی، نہ اس کا عذاب ختم ہوگا، نہ اس کا ساکن مرے گا، ایسا گھر ہوگا، جس میں رحمت خدا نام کو نہ ہوگی، نہ اس میں چیخنے والوں کی فریاد سنی جائے گی، اس کے برخلاف دوسری جانب خدا کی وہ رحمت ہوگی، جو وہاں کی ہر شے پر چھائی ہوگی، جنت ہوگی جس کا عرض آسمانوں زمینوں کے برابر ہوگا، جہاں خیر ہی خیر ہے شر کا نام ونشان نہیں ایسی خواہشیں جو ختم نہ ہوں گی ایسی لذتیں جن کو فنا نہیں، ایسا اجتماع جو کبھی منتشر نہ ہو، وہاں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے جوار خداوندی کو پسند کیا ان کے سامنے غلمان، طبق لیے کھڑے ہوں گے۔ جن میں میوے اور پھول ہوں گے۔

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الْخَيْلَ اَفِی الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ اِنَّ فِيْهَا خَيْلًا مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرٍ عَلَيْهَا يَرْكَبُوْنَ فَتَزِفُ بِهِمْ خَلَالَ وَرَقِ الْجَنَّةِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ يُعْجِبُنِیْ الصَّوْتُ الْحَسَنُ اَفِی الْجَنَّةِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ اِنَّ اللّٰهَ لَيَاْمُرُ لِمَنْ اَحَبَّ ذَالِكَ مِنْهُمْ بِشَجَرٍ يُسْمِعُهُ صَوْتاً بِالتَّسْبِيْحِ مَاسَمِعَتِ الْاٰذَانُ بِاَحْسَنِ مِنْهُ قَطُّ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الْاِبِلَ اَفِی الْجَنَّةِ اِبِلٌ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ اِنَّ فِيْهَا نَجَائِبَ مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرٍ عَلَيْهَا رِحَالُ الذَّهَبِ قَدْ اُلْحِفَتْ بِنَمَارِقِ الدِّيْبَاجِ يَرْكَبُوْنَ فَتَزِفُ بِهِمْ خَلَالَ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ فِيْهَا صُوَرُ رِجَالٍ وَنِسَآءٍ يَرْكَبُوْنَ مَرَاكِبَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاِذَا اَعْجَبَ اَحَدُهُمُ الصُّوْرَةُ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ صُوْرَتِیْ مِثْلَ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ فَيَجْعَلُ صُوْرَتَهُ عَلَيْهَا وَاِذَا اَعْجَبَتْهُ صُوْرَةُ

الْمَرْئَةِ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ فُلَانَةَ زَوْجَتِیْ مِثْلَ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ فَيَرْجِعُ وَقَدْ صَارَتْ صُوْرَةَ زَوْجَتِهِ عَلٰی مَا اشْتَهٰی

ترجمہ: پس ایک شخص نے رسول خداؐ سے مخاطب ہو کر کہا، میں گھوڑے کو پسند کرتا ہوں کیا جنت میں گھوڑا بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس میں سرخ یاقوت کے گھوڑے ہیں جب ان پر سوار ہوتے ہیں تو ان پر جنت کے پھولوں کی بارش ہوتی ہے۔ ایک شخص نے رسول خداؐ سے پوچھا میں خوبصورت آواز کو دوست رکھتا ہوں کیا جنت میں خوبصورت آواز بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب کوئی بھی چاہے گا تو اللہ تعالیٰ ایک درخت کو حکم دے گا جس سے تسبیح کی آواز آئے گی۔ کانوں نے اس سے بہتر ہرگز کوئی آواز نہیں سنی ہوگی۔ ایک شخص نے رسول خداؐ سے پوچھا یا رسول اللہ! میں اونٹ کو پسند کرتا ہوں کیا جنت میں اونٹ بھی ہیں؟ فرمایا: ہاں! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس میں سرخ یاقوت کے خالص اونٹ ہوں گے جن پر سونے کی زین نصب ہوگی۔

وَاِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَزُوْرُوْنَ الْجَبَّارَ سُبْحَانَهُ فِیْ كُلِّ جُمْعَةٍ فَيَكُوْنُ اَقْرَبُهُمْ مِنْهُ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ وَّالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ يَاقُوْتٍ وَّالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ مِسْكٍ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ يَنْظُرُوْنَ اِلٰی نُوْرِ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَيَنْظُرُ اللّٰهُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ اِذَا اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ تَغْشٰهُمْ تَمْطُرُ عَلَيْهِمْ مِنَ النِّعْمَةِ وَاللَّذَّةِ وَالسُّرُوْرِ وَالْبَهْجَةِ مَا لَا يَعْلَمُهُ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَمَعَ هٰذَا مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ رِضْوَانُ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ اَمَا اِنَّا لَوْ لَمْ نُخَوَّفْ اِلَّا بِبَعْضِ مَا خُوِّفْنَا بِهِ لَكِنَّا مَحْقُوْقِيْنَ اَنْ يَّشْتَدَّ خَوْفُنَا مِمَّا لَا طَاقَةَ لَنَا

بِهِ وَلَا صَبْرَ لِقُوَّتِنَا عَلَيْهِ وَاَنْ يَّشْتَدَّ شَوْقُنَا اِلٰی مَا لَا غِنٰی لَنَا عَنْهُ وَلَا بُدَّلَنَا مِنْهُ وَاِنْ

اسْتَطَعْتُمْ عِبَادَ اللّٰهِ اَنْ یَّشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ یَحْسُنَ بِهٖ ظَنُّكُمْ فَافْعَلُوْهُ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِنَّمَا تَكُوْنُ طَاعَتُهٗ عَلٰى قَدْرِ خَوْفِهٖ وَاِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ لِلّٰهِ طَاعَةً اَشَدُّهُمْ لَهٗ خَوْفاً وَانْظُرْ یَا مُحَمَّدُ صَلٰوَاتَکَ كَیْفَ تُصَلِّیْهَا فَاِنَّمَا اَنْتَ اِمَامٌ یَنْبَغِیْ لَکَ اَنْ تُتِمَّهَا وَاَنْ تُخَفِّفَهَا وَاَنْ تُصَلِّیَهَا لِوَقْتِهَا فَاِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اِمَامٍ یُصَلِّیْ لِقَوْمٍ فَیَكُوْنُ فِیْ صَلَاتِهٖ وَ صَلَاتِهِمْ نَقْصٌ اِلَّا كَانَ اِثْمُ ذَالِکَ عَلَیْهِ وَلَا یَنْقُصُ ذَالِکَ مِنْ صَلَاتِهِمْ شَیْئاً وَاعْلَمْ اِنَّ كُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَمَلِکَ یَتْبَعُ صَلَاتَکَ فَمَنْ ضَیَّعَ الصَّلٰوةَ فَهُوَ لِغَیْرِهَا اَشَدُّهَا تَضْیِیْعاً وَ وُضُوْئُکَ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ فَأْتِ بِهَا عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِنَّ الْوُضُوْءَ نِصْفُ الْاِیْمَانِ.

ترجمہ: اہل جنت ہر جمعہ کو نور خداوندی کی زیارت کیا کریں گے، جو سب سے زیادہ خدا سے قرب رکھتے ہوں گے وہ نور کے منبروں پر بیٹھیں گے اور جو ان کے بعد ہیں وہ یاقوت کے منبروں جو ان سے کم ہیں وہ مشک کے منبروں پر، جب وہ نور الٰہی کی زیارت میں مصروف ہوں گے اور خدا ان پر نظر لطف و رحمت ڈال رہا ہوگا ایک ابر اٹھے گا، جو ان پر چھا جائے گا اور ان پر ایسی نعمت، لذت، سرور و شادمانی کا مینہ برسائے گا، جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں مگر تھوڑی سی خدا کی خوشنودی ان سب سے زیادہ ہے جتنی چیزوں سے خدا نے ڈرایا ہے اگر ان سب سے ڈراتا، بلکہ بعض سے ڈراتا جب بھی ہم کو بہت ڈرنا چاہیے تھا، کیوں کہ ہم میں اس کے تحمل کی طاقت اور قوت نہیں ہے، ہمیں صرف ان چیزوں کا شوق بہت زیادہ ہونا چاہیے، جن کی ہمیں ضرورت ہے اور جن سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

بندگان خدا! اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ تم خدا سے بہت ڈرو، تو ضرور ایسا ہی کیا کرو کیوں کہ اطاعت خدا بقدر خوف خدا ہوتی ہے۔ خدا کا وہی بندہ سب سے بہتر اطاعت کرتا ہے جو سب سے زیادہ خوف خدا رکھتا ہے۔

اے محمد بن ابی بکرؓ! اپنی نماز کو جانچو کہ کیوں کر پڑھتے ہو، تم امام جماعت ہو، تم پر لازم ہے کہ تمام و کمال با ضابطہ ارکان و آداب کے ساتھ پڑھو، وقت پر پڑھا کرو، امام جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اگر اس کی یا اس کی وجہ سے ماموین کی نمازوں میں کوئی نقص ہوتا ہے تو اس کا بار، امام کے سر ہوتا ہے۔ ماموین کی نمازوں میں سے کچھ کمی نہیں ہوتی۔ یہ جان لو کہ تمہارا ہر عمل تمہاری نمازوں کے تابع ہے۔ جس نے نماز کو ضائع کیا وہ دوسرے اعمال کو اور زیادہ ضائع کرے گا، وضو نماز کی تمامیت کا باعث ہے۔ اسے اس کے طریقے سے بجالاؤ، کیوں کہ وضو آدھا ایمان ہے۔

وَانْظُرْ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ فَصَلِّیْھَا لِوَقْتِھَا لَا تَعْجَلْ بِھَا عَنِ الْوَقْتِ لِفَرَاغٍ وَلَا تُؤَخِّرْھَا عَنِ الْوَقْتِ بِشُغْلٍ فَاِنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَئَلَہٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَاَرَانِیْ وَقْتَ الصَّلٰوۃِ فَاُصَلِّیْ الظُّھْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اُصَلِّی الْعَصْرَ وَھِیَ بَیْضَآءٌ نَقِیَّۃٌ ثُمَّ اُصَلِّیْ الْمَغْرِبَ حِیْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اُصَلِّیْ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اُصَلِّیْ الصُّبْحَ فَاَغْلَسَ بِھَا وَالنُّجُوْمَ مُشْتَبِکَۃٌ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَذَا یُصَلِّیْ قَبْلَکَ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَنْ تَلْتَزِمَ السُّنَّۃَ الْمَعْرُوْفَۃَ وَ تَسْلُکَ الطَّرِیْقَ وَالْوَاضِحَ الَّذِیْ اَخَذُوْا فَافْعَلْ لَعَلَّکَ تَقْدَمُ عَلَیْھِمْ غَدًا ثُمَّ انْظُرُوْا رُکُوْعَکَ وَ سُجُوْدَکَ فَاِنَّ النَّبِیَّ کَانَ اَتَمَّ النَّاسِ صَلٰوۃً وَاحْفَظُھَا وَکَانَ اِذَا رَکَعَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاِذَا رَفَعَ صُلْبَہٗ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مَلَاءَ سَمٰوَاتِکَ وَمَلَاءِ اَرْضِکَ وَمَلَاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ: اور نماز ظہر کی طرف توجہ دو۔ اگر اس کے لیے وقت کم رہ گیا ہے تو فارغ ہونے کے لیے

جلد بازی سے کام نہ لو اور نہ اس میں آخر وقت تک تاخیر کرو۔ ایک شخص پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں آیا اور نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا، آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل امینؑ آئے اور نماز کے اوقات کے بارے میں بتایا، پس میں نے نماز ظہر کو زوال آفتاب کے وقت پڑھی، پھر نماز عصر کو خالص سفید ظاہر ہونے کے وقت پڑھی۔ پھر نماز مغرب آفتاب کے غائب ہو جانے پر پڑھی اور نماز عشاء کو مغرب کی طرف سرخی کے ختم ہونے کے ساتھ پڑھی۔ پھر صبح کی نماز کو رات کی تاریکی اور ستاروں کی روشنی ختم ہونے کے بعد۔ اسی طرح رسول اکرمؐ نے فرمایا: جبرئیل امین نے کہا کہ آپ پہلے بھی نماز پڑھتے تھے حسب استطاعت اور اللہ کے سوا طاقتور اور قوی کوئی نہیں ہے جس نے معروف اور روشن سنت کو لازم کیا اور اس کو انجام دینے کے لیے واضح طریقے سے تمہیں بتلایا۔ ان طریقوں کو اپناؤ اور ان پر عمل کرو شاید ان کے لیے بعد میں کام آئے۔

پھر تم اپنے رکوع و سجود کی طرف توجہ دو۔ بے شک رسول اکرمؐ نماز کے قائم کرنے اور اس کی حفاظت میں تمام لوگوں میں بہترین ہستی ہیں اور جب تم رکوع میں جاؤ تو تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ، کہو جب رکوع سے اٹھو تو کہو "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مَلَاءَ سَمٰوٰاتِکَ وَمَلَاءَ اَرْضِکَ وَمَلَاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ پھر جب سجدہ کرو تو تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ" کہو۔

اَسْئَلُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَرٰی وَلَا یُرٰی وَھُوَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلٰی اَنْ یَجْعَلَنَا وَاِیَّاکَ مِمَّنْ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَیَرْضَاہُ حَتّٰی نَبْعَثَ عَلٰی شُکْرِہٖ وَ ذِکْرِہٖ وَ حُسْنِ عِبَادَتِہٖ وَاَدَاءِ حَقِّہٖ وَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اخْتَارَہُ لَنَا فِیْ دُنْیَانَا وَاُوْلَانَا وَاُمْرَانَا وَاَنْ یَّجْعَلَنَا مِنَ الْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ یَا اَھْلَ مِصْرَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَنْ تُصَدِّقَ اَقْوَالُکُمْ اَفْعَالَکُمْ وَاَنْ یَّتَوَافَقَ سِرُّکُمْ عَلَانِیَتَکُمْ وَلَا

تُخَالِفُ اَلْسِنَتُكُمْ قُلُوْبَكُمْ فَافْعَلُوْا عَصَمَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ بِالْهُدَىٰ وَسَلَكَ بِنَا وَبِكُمْ الْمَحَجَّةَ الْعُظْمَىٰ وَاِيَّاكُمْ وَ دَعْوَةَ الْكَذَّابِ بْنِ هِنْدٍ وَ تَاَمَّلُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لاَ سَوَآءٌ اِمَامُ الْهُدَىٰ وَ اِمَامُ الرَّدَىٰ وَ وَصِيُّ النَّبِيِّ وَ عَدُوُّ النَّبِيِّ جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِمَّنْ يُحِبُّ وَ يَرْضَىٰ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّيْ لاَ اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ مُوْمِنًا وَلاَ مُشْرِكًا اَمَّا الْمُوْمِنُ فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ بِاِيْمَانِهٖ وَاَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَنْحَزِيْهِ اللّٰهُ بِشِرْكِهٖ وَلٰكِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقٍ عَالِمِ اللِّسَانِ يَقُوْلُ مَاتَعْرِفُوْنَ وَ يَفْعَلُ مَا تُنْكِرُوْنَ

ترجمہ: میں اُس خدا سے سوال کرتا ہوں جو دیکھتا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا، جو منظر اعلیٰ پر ہے کہ ہمیں اور تمہیں اپنے ان بندوں میں قرار دے جن کو دوست وہ رکھتا ہے اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ہمیں ان اہل تقویٰ میں شامل کرے جن کے لیے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

اہل مصر! اپنی استطاعت بھر اس کی کوشش کرو کہ تمہارے اقوال کی اعمال تصدیق کریں باطن ظاہر کے موافق رہے۔ زبانیں دلوں کی مخالف نہ ہوں۔ خدا تم پر رحم کرے اور ہم کو تم کو صاف راستے پر چلائے۔ تم لوگ پسر ہند (معاویہ) کے پیغام سے بچو، غور کرو اور جان لو کہ امام ہدایت اور امام ہلاکت وصی نبیؐ اور عدوئے نبیؐ دونوں برابر نہیں میں نے رسالت مآبؐ سے سنا ہے کہ میں اپنی امت کے لیے نہ مومن سے ڈرتا ہوں، نہ کافر سے، مومن کو تو خدا اس کے ایمان کی وجہ سے (فساد سے) روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے رسوا کر دے گا۔ مگر ہاں میں مسلمانوں کے معاملے میں ایسے منافق اللسان سے ضرور خطروں کا اندیشہ رکھتا ہوں جو زبان سے تو وہی کہے جو تم کو پسند آئے لیکن عملاً قابل نفرت ہوگا۔

وَقَالَ النَّبِيُّ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَاتُهُ وَ سَائَتْهُ سَيِّئَاتُهُ فَذَالِكَ الْمُوْمِنُ حَقًّا

وَقَدْ كَانَ يَقُوْلُ خَصْلَتَانِ لا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلا فِقْهٌ فِيْ سُنَّةٍ

ترجمہ: رسول خداؐ نے فرمایا: جو نیکی کے کاموں میں جلدی کرے گا وہ بہترین جزا پائے گا، اور جو برائیوں میں مشغول ہونے میں جلدی کرے گا وہ بدترین سزا پائے گا، اسی طرح مومن حق شناس ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ مومن میں دو خصلتیں موجود ہوتی ہیں جو منافق میں نہیں ہوتیں۔ ان میں سے ایک اچھائی کا راستہ اختیار کرنا ہے اور دوسرا متقی و پرہیزگار ہونا۔ یہ دونوں صفتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔

وَاعْلَمْ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَفْضَلَ الْفِقْهِ الْوَرَعُ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَالْعَمَلُ بِطَاعَتِهِ اَعَانَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ عَلٰى شُكْرِهِ وَ ذِكْرِهِ وَ اَدَآءِ حَقِّهِ وَالْعَمَلِ بِطَاعَتِهِ فَعَلَيْكَ بِالتَّقْوٰى فِيْ سِرِّ اَمْرِكَ وَ عَلَانِيَتِهِ وَعَلٰى اَيِّ حَالٍ كُنْتَ عَلَيْهَا جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اُوْصِيْكَ بِسَبْعِ خِصَالٍ هُنَّ جَوَامِعُ الْاِسْلَامِ اِخْشَ اللّٰهَ وَلَا تَخْشَ النَّاسَ فِي اللّٰهِ وَ خَيْرُ الْقَوْلِ مَا صَدَّقَهُ الْعَمَلُ وَلَا تَقْضِ فِيْ اَمْرٍ وَاحِدٍ بِقَضَائَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ فَيَتَنَاقَضَ اَمْرُكَ وَيُزِيْغَ عَنِ الْحَقِّ وَاَحِبَّ لِعَامَّةِ رَعِيَّتِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاكْرَهْ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ وَاَلْزِمِ الْحُجَّةَ عِنْدَ اللّٰهِ فَاَصْلِحْ اَحْوَالَ رَعِيَّتِكَ وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ اِلَى الْحَقِّ وَلَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَآئِمٍ وَانْصَحْ لِمَنْ اسْتَشَارَكَ وَاجْعَلْ نَفْسَكَ اُسْوَةً لِقَرِيْبِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ بَعِيْدِهِمْ وَعَلَيْكَ بِالصَّوْمِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَكَفَ عَاماً فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ عَكَفَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ فِي الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا كَانَ لْعَامُ الثَّالِثُ رَجَعَ وَ قَضٰى اعْتِكَافَهُ فَنَامَ وَ رَاٰى فِيْ مَنَامِهِ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ كَاَنَّهُ يَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَ طِيْنٍ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَجَعَ مِنْ لَيْلَتِهِ اِلٰى اَزْوَاجِهِ وَاُنَاسٍ مَعَهُ مِنْ اَصْحَابِهِ ثُمَّ اِنَّهُمْ مُطِرُوْا لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ فَصَلَّى النَّبِيُّ حِيْنَ

اَصْبَحَ فَرَاٰی فِیْ وَجْهِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الطِّیْنَ فَلَمْ یَزَلْ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَقَالَ النَّبِیُّ مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ ثُمَّ صَامَ سِتَّةَ اَیَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ فَکَاَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ جَعَلَ اللّٰهُ خُلَّتَنَا وَوُدَّنَا خُلَّةَ الْمُتَّقِیْنَ وَوُدَّ الْمُخْلِصِیْنَ وَجَمَعَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ فِیْ دَارِ الرِّضْوَانِ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُتَقَابِلِیْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (۱)

ترجمہ: محمدؐ! سمجھ لو کہ بہترین فقہ، دین خدا میں ورع ہے اور اطاعت پر عمل کرنا ہے ظاہر و باطن میں خوف خدا تمہارے لیے ضروری ہے۔ میں سات باتوں کی وصیت کرتا ہوں جو جامعیت رکھتی ہیں، خدا سے ڈرو اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں بندوں کا خوف نہ کرو۔ بہترین قول وہ ہے جس کی تصدیق عمل سے ہو۔ ایک ہی امر میں دو مختلف فیصلے نہ کرو کہ سبب اختلاف بن جائے اور تم حق سے دور ہو جاؤ، اپنی عام رعایا کے لیے بھی وہی چاہو جو اپنے لیے چاہتے ہو اور ان کے لیے وہ باتیں ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اپنی رعایا کے حالات کی اصلاح کرو اور حق کی راہ میں سختیاں جھیلو، حق کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی پروانہ کرو۔ جو تم سے مشورے کا طالب ہو اسے مخلصانہ مشورہ دو۔ اپنے نفس کو نزدیک اور دور، ہر ایک کے لیے قابل تاسی بناؤ۔ خدا ہماری محبت اور دوستی متقین اور مخلصین کے ساتھ قرار دے اور ہم کو تم کو اپنی خوشنودی کے گھر میں جمع کرے جہاں برادران ایمانی ایک دوسرے کے سامنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے،

ان شاء اللہ۔

۱۔ ناسخ التواریخ ج ۳، ص ۴۹۵۔

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو امیر المومنین علیہ السلام کا خط ملتے ہی اپنے پیر کاروں کو میدان قتال میں جانے کے لیے آمادہ کیا کنانہ ابن بشر مصری کو دو ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آگے کی طرف روانہ کر دیا، اور خود بھی دو ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ان کے پیچھے چلنے لگے۔ عمرو عاص جب کنانہ کے لشکر کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے سپاہیوں کو ان سے مقابلہ کرنے کے لیے کہا، کنانہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور باقی ماندہ افراد عمرو عاص کی طرف چلے گئے۔ عمرو عاص نے جب اس منظر کو دیکھا تو اس نے معاویہ ابن خدیج کو بلایا اور وہ بھی عمرو عاص کے ساتھ جا ملا۔ کنانہ ایک غضبناک شیر کی مانند گھوڑے سے زمین پر آئے اور اپنے لشکر سے کہا کہ گھوڑوں سے اتر کر اپنی تلواروں کو نیام سے نکال کر شدت کے ساتھ جنگ کرو۔

چنانچہ وہ خود اور اس کے بہت سارے جاں نثار سپاہی درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔ محمد بن ابی بکرؓ کے سپاہی جب کنانہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت سے مطلع ہوئے تو اس وقت وہ لوگ محمد بن ابی بکر کے اردگرد سے منتشر ہونے لگے، محمد بن ابی بکرؓ نے مجبور ہو کر واپس ہوئے اور خود کو ایک خرابہ مکان میں چھپا لیا۔ عمرو بن عاص نے فتح حاصل کرنے کے بعد آگے بڑھتے ہوئے خود کو فسطاط تک پہنچا دیا۔ معاویہ ابن خدیج، محمد بن ابی بکرؓ کو ہر جگہ ڈھونڈ رہا تھا اس وقت چند مسافروں نے خرابے کی جانب نشاندہی کی۔ معاویہ بن خدیج نے محمد ابن ابی بکر کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت آپ پر پیاس کا غلبہ تھا پیاس کی شدت کی وجہ سے جاں بہ لب تھے۔ ظالم انہیں اسی حالت میں عمرو بن عاص کے پاس لے گئے۔ ادھر عبد الرحمن ابن ابی بکر، محمد بن ابی بکرؓ کا بھائی عمرو بن عاص کے لشکر میں موجود تھا اس نے کہا: خدا کی قسم میں اپنے بھائی کو دست بستہ قتل ہونے نہیں دوں گا۔ عمرو بن عاص سے مخاطب ہو کر کہا: کسی کو بھیجو تا کہ معاویہ بن خدیج اس کو قتل کرنے سے ہاتھ اٹھائے اور محمدؓ کو میرے حوالے کر دے۔ عمرو بن عاص نے کسی کے ذریعے معاویہ بن

خدیج کو پیغام بھیجا کہ وہ محمدؓ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔اس نے جواب میں کہا: کیا کنانہ بن بشر میرے چچازاد بھائی نہیں تھے جو میدان جنگ میں قتل ہوئے اور کسی نے بھی نہیں پوچھا کہ وہ کون تھے؟ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ کافروں کو نیکی کے ساتھ یاد کر رہے ہو، میں ابھی اسے قتل کروں گا۔محمد بن ابی بکرؓ نے پانی طلب کیا تو معاویہ بن خدیج نے کہا خدا مجھے سیراب نہ کرے اگر میں پانی کا ایک قطرہ بھی دے دوں۔تم وہی لوگ ہو جنہوں نے حضرت عثمان پر پانی بند کر دیا تھا اے ابوبکر کے بیٹے! میں تمہیں پیاسا قتل کروں گا تا کہ خدا تمہیں دوزخ کی شراب سے پانی دے، محمدؓ نے کہا: اے یہودی عورت کے بیٹے! یہ اختیار نہ تیرے پاس ہے اور نہ حضرت عثمان کے پاس۔خداوند عالم اپنے دوستوں کو سیراب کرتا ہے اور دشمنوں کو پیاسا رکھتا ہے اور وہ دشمن تم اور تمہارے پیروکار جیسے لوگ ہیں اگر میدان قتال میں ہوتے اور میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تم اس قسم کی باتیں کرنے کی جرأت نہ کرتے۔

معاویہ بن خدیج نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس طریقے سے تمہیں قتل کروں گا تمہیں ایک گدھے کے مردار میں رکھ کر آگ میں جلاؤں گا، محمدؓ نے کہا: اس قسم کی حرکت تم سے کوئی بعید نہیں ہے، خدا کی قسم! وہ آگ میرے لیے ٹھنڈی ہو کر سلامتی کا باعث بنے گی اور تمہارے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو نمرود اور اس کے پیروکاروں کے ساتھ ہوا تھا۔امید ہے کہ خداوند متعال تم کو اور تمہارے امام معاویہ ابن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو آتش دوزخ سے جلائے گا۔

عشق خوباں آتش است و من در آن آتش خلیلم
آتشم بر جان بیان آتشیں یک دلیلم

یعنی اچھے لوگوں کا عشق آگ ہے اور اس آگ میں، میں خلیلؑ ہوں۔میری جان آگ میں ہے لیکن زبان پر آتشیں بیان اس کی دلیل ہے۔معاویہ ابن خدیج نے کہا کہ حضرت ابوبکر کے

بیٹے! میں ظلم وتشدد کے حوالے سے نہیں بلکہ خون حضرت عثمان کے حوالے سے قتل کروں گا۔ محمدؓ نے کہا: تم کون ہوتے ہو جو عثمان کا دفاع کرر ہے ہو۔ وہ ایسا شخص تھا جس کے کام کو لوگوں نے پسند نہیں کیا۔ اس کے خلاف متحد ہوئے اور اس کی برطرفی کا خواہاں تھے جب وہ برطرف ہونے کے لیے آمادہ نہیں تھا تو لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ ایک ایسا شخص تھا جس نے حکم خدا اور حکمِ قرآن کو بدل دیا، حالانکہ خداوند عالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: جن لوگوں نے اس کے مطابق حکم نہ کیا جو خدا نے نازل کیا ہے، وہ لوگ کافر ہیں۔۔۔۔ یہی لوگ ظالم ہیں، یہی لوگ فاسق ہیں، ہم نے ان کی چند باتوں پر اعتراض کیا اور یہ چاہا کہ وہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں، انہوں نے منظور نہیں کیا، جس کی وجہ سے قتل کرنے والوں نے انہیں قتل کر ڈالا۔

معاویہ ابن خدیج نے اس گفتگو کو سننے کے بعد محمدؓ کے قریب جا کر اس کے سر کو تن سے جدا کیا اور اس کے پیکر کو ایک گدھے کے مردار میں رکھ کر آگ لگائی۔ جب حضرت عائشہ نے محمدؓ کی مظلومانہ شہادت اور اس کے پیکر کو جلانے کی خبر سنی تو آہ وفریاد کی صدائیں بلند کیں۔ اس کے بعد گوشت کھانے سے اجتناب کیا۔ دوسری طرف مالک بن کعب دو ہزار سپاہیوں کے ہمراہ کوفے سے مصر کے لیے روانہ ہوئے وسط راہ میں محمد بن ابی بکرؓ کی خبر شہادت کو سنا نیز عمرو بن عاص کا مصر پر مسلط ہونے کی خبر کو سننے کے بعد واپس آ گئے۔ (۱)

معاویہ بن خدیج کو محمدؓ کی دلیرانہ گفتگو بری لگی اور انہیں شہید کیا، پھر اس پیکرِ اخلاص ووفا کو گدھے کے مردے میں بند کر کے جلا ڈالا۔

معاویہ بن خدیج نے محمدؓ کو صفر سن ۳۸ ھ میں شہید کیا اور حکم دیا کہ ان کی لاش کو رسی سے باندھ کر راہوں میں گھسیٹا جائے اور مرے ہوئے گدھے میں رکھ کر جلائے جائیں (۲)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۲۱۔ ۲۔ حیوۃ الحیوان ص ۲۶۴ ج ۱، سوانح عمری حضرت ابوبکر، ص ۴۸۶۔

ام المومنین حضرت عائشہ کو قتل محمدؓ کی خبر پہنچی تو انہیں بہت صدمہ ہوا اور کہا کہ میں انہیں اپنا بھائی بلکہ اپنا فرزند سمجھتی تھی، ان کے جلائے جانے کے بعد پھر کبھی ام المومنین نے بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا۔(۱)

صاحب حیوٰۃ الحیوان (۲) لکھتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو عمرو بن عاص سے محمد بن ابی ابوبکرؓ کی سفارش میں بھیجا، اور عمرو نے یہ کہہ کر عذر کر دیا کہ یہ معاملہ معاویہ بن حدیج سے متعلق ہے، جب جناب محمدؓ شہید ہوگئے تو ان کا غلام سالم ان کا پیراہن لے کر مدینے آیا، خبر شہادت سنائی، مردوں اور عورتوں کا ہجوم ہوگیا، معاویہ کی بہن ام حبیبہ بنت ابی سفیان زوجہ نبیؐ نے ایک مینڈھا بھنوا کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ دیکھو اس طرح تمہارے بھائی بھون ڈالے گئے، حضرت عائشہ نے مرتے دم تک بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا اور بقول ابن ابی الحدید جب کبھی انہیں راہ چلتے ٹھوکر لگتی تھی تو اپنے بھائی کے قاتلوں کو یوں نفرین کرتی تھیں (تعس معاویہ ابی سفیان وعمرو بن عاص ومعاویہ بن حدیج) (خدا معاویہ، عمرو بن عاص اور معاویہ بن حدیج کو غارت کرے) اور ہر نماز کے بعد قنوت میں ان تینوں کے لیے بددعا کیا کرتی تھی، ام حبیبہ، معاویہ کی بہن کا یک مینڈھا بھنوا کر حضرت عائشہ کے پاس بھیجنا، اس سے مقصود خونِ حضرتِ عثمان کے عوض میں محمد بن ابی بکرؓ کے قتل ہونے پر اظہار مسرت و تشفی تھا، حضرت عائشہ نے ان کے اس فعل سے متاثر ہو کر زبان پر یہ کلمات جاری کیے، خدا زانیہ زادی پر لعنت کرے، خدا کی قسم اب میں کبھی بھنا گوشت نہیں کھاؤں گی۔ نیز انہوں نے اپنے بھائی کے عیال کو بلا کر اپنے پاس رکھا اور خود ان کی تربیت کی، صاحب ''الاصابہ'' بھی لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے محمدؓ کے فرزند کی تربیت اپنے ذمے لے لی تھی۔

۱۔ اسد الغابہ ص ۲۳۴ ج ۴۔ ۲۔ حیوٰۃ الحیوان ص ۲۶۴ ج ۱۔

حضرت علیؑ کو آپ کی شہادت سے کس قدر رنج پہنچا ہوگا، اسی لیے تمام مورخین بالاتفاق ناقل ہیں کہ حضرت علیؑ کو ان کے قتل کا بہت صدمہ ہوا، آپ اتنے رنجیدہ ہوئے کہ چہرۂ اقدس پر آثار حزن وملال نمایاں ہو گئے تھے۔

ابن ابی الحدید حضرت کے حزن وملال کا تزکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس وقت امیر المومنینؑ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں کہا:

''آگاہ ہو کہ مصر کو ان فجار اور اولیائے ظلم وجور نے فتح کر لیا، جنہوں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا، اور اپنی گمراہی کی وجہ سے اسلام سے بغاوت کی۔ آگاہ ہو کہ محمد بن ابی بکر شہید ہو گئے، خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے ہم ان کی مصیبت کو قربۃ الی اللہ برداشت کرتے ہیں، اور اس کی جزا کے لیے عمل کرتے ہیں۔ وہ فاجر کے دشمن، اور مومن کے عاشق تھے خدا کی قسم میں اپنے نفس میں کوئی کوتاہی نہیں پاتا جس پر اسے سرزنش کروں میرے نفس کو لڑائیاں لڑنے کا پورا علم ہے، میں دور اندیشی کے راستوں سے واقف ہوں، میں صائب رائے کے ساتھ اٹھا کرتا ہوں، میں تمہیں پکارتا ہوں، تم میری بات نہیں سنتے، نہ میرے حکم کی اطاعت کرتے ہو جس کی وجہ سے معاملات کا انجام خراب ہو جاتا ہے۔ تم اس طرح کے لوگ ہو کہ نہ تو تمہارے ذریعے سے کسی کے خون کا عوض لیا جا سکتا ہے نہ قصاص۔ میں نے تمہیں اپنے بھائیوں کی مدد کی جانب آج سے تقریباً پچاس راتیں پہلے دعوت دی۔ تم اس طرح بوجھل اور کاہل ہو گئے جیسے جہاد کی پروا ہی نہیں، نہ اسباب ثواب کی کوئی فکر، پھر تم میں سے ایک چھوٹا سا کمزور اور ضعیف لشکر نکل آیا، جیسے اسے موت کی طرف ہنکایا جا رہا تھا اور اپنی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اف!!'' یہ فرما کر حضرتؑ منبر سے اتر آئے۔

''اسد الغابہ''، ''الاستعیاب'' اور ''شذرات'' میں یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ ان کو خود عمرو بن عاص نے اپنے ہاتھ سے شہید کیا۔

صاحب ''حیوۃ الحیوان'' ابن خلکان سے ناقل ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ معاویہ بن حدیج نے انہیں زندہ مرے ہوئے گدھے کی کھال میں بند کر کے جلا ڈالا، جہاں پر قتل ہوئے وہیں ان کا جثہ سپرد خاک کیا گیا۔

امیر المومنینؑ اور عبداللہ بن عباسؓ کے تعزیت نامے

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تم کو معلوم ہو کہ مصر فتح کر لیا گیا اور محمد بن ابی بکرؓ شہید کر دیے گئے۔ میں نے واقعے سے پہلے ہی لوگوں سے کہا تھا اور محمدؓ کی فریاد کو پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ انہیں ظاہر بہ ظاہر اور مخفی طور پر ہر طرح سے اس امر کی طرف دعوت دی اور بار بار ان سے کہا، ان میں کوئی تو بہ مجبوری نہ بڑھا، کسی نے جھوٹے بہانے کیے اور کوئی نصرت چھوڑ کر بیٹھا رہا۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں ان کے ساتھ مجھے نجات دے۔ خدا کی قسم اگر مجھے دشمن سے لڑائی میں شہادت کا لالچ ہوتا اور ایسے وقت میں اپنے نفس کو موت پر آمادہ نہ کیے رہتا تو میں یہ چاہتا کہ ان لوگوں سے ایک دن کے لیے بھی ملاقات نہ کروں۔ خداوند عالم ہم کو اور تم کو تقویٰ اور ہدایت کی توفیق دے۔ وہ ہر چیز پر بہت زیادہ قادر ہے، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ(۱)

عبداللہ ابن عباس کا امیر المومنینؑ کو جواب

بندۂ خدا عبداللہ بن عباس کی جانب سے، بندۂ خدا امیر المومنینؑ کی خدمت میں

سلام علیٰ امیر المومنین ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

مجھے آپ کا مکتوب ملا، جس میں آپؑ نے مصر فتح ہونے اور محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کا ذکر فرمایا ہے اور یہ کہ آپؑ نے خدا سے سوال کیا ہے کہ وہ آپ کو رعیت کے ہاتھوں سے نجات دے، جس کے ساتھ آپ مبتلا ہیں، میں خدا سے دعا کرتا ہوں وہ آپ کی بات کو اونچا رکھے اور اپنے ملائکہ سے آپ کی نصرت کرے، خدا ضرور آپ کے ساتھ احسان کرے گا۔ آپ کی تبلیغ کو عزت دے گا۔ آپ کے دشمنوں کو ذلیل کرے گا، یا امیر المومنین! میں آپؑ کی خدمت میں یہ بھی عرض

۱۔ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ص ۳۵، ج ۲۔

کرتا ہوں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ سستی کرتے ہیں، مگر پھر ان میں ولولہ پیدا ہو جاتا ہے یا امیر المومنین ! آپؑ ان سے نرمی کریں اور ان کے بارے میں، خدا سے نصرت طلب فرمائیں ،خداوند عالم آپؑ کے غم میں کافی ہوگا۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شارح معتزلی لکھتے ہیں کہ اس کے بعد ابن عباس نے بصرہ سے آکر حضرت کو محمد بن ابی بکرؓ کی تعزیت کی، حضرتؑ نے محمدؓ کے لیے حسب ذیل کلمات ارشاد فرمائے:

''خداوند عالم محمدؓ پر رحم فرمائے، وہ کم سن نوجوان تھا، میں نے چاہا کہ ہاشم بن عتبہ کو مصر کا حاکم بناؤں، خدا کی قسم اگر وہ مصر کا حاکم بنتا تو ابن عاص اور اس کے اعوان کے لیے میدان نہ چھوڑتا، مقتول نہ ہوتا، مگر یوں کہ اس کی تلوار اس کے ہاتھ میں ہوتی، اس سے میرا مقصود محمد بن ابی بکرؓ کی مذمت کرنا نہیں ہے، اس نے اپنے کو مشقت میں ڈالا، اور جو حق اس پر تھا وہ اس نے (بقدر استطاعت) ادا کیا۔''

حضرتؑ سے عرض کیا گیا کہ آپؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت پر بہت کم غم کیا، تو آپؑ نے فرمایا: مجھے غمگین ہونے سے مانع کیا تھا، وہ تو میرا پروردہ، میرے بیٹوں کا بھائی تھا، میں اس کا باپ تھا اور اُسے اپنا فرزند سمجھتا تھا.....!(۱)

....

۱۔ محمد بن ابی بکرؓ، مؤلف: مرزا محمد عالم۔

اسماء بنتِ عمیس کا مغموم ہونا

جب اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کی خبر سنی تو انتہائی مغموم ہوگئیں، لیکن اپنے جذبات پر مکمل کنٹرول کر کے مصلیٰ عبادت پر بیٹھیں، آپ اس قدر متاثر ہوئیں کہ آپ کے پستان سے خون بہنے لگا، جیسا کہ رسول خداؐ نے ایک خواب کی تعبیر کے حوالے سے اسماء بنت عمیس سے فرمایا تھا، خداوند عالم صلبِ ابوبکر سے تمہیں ایک بیٹا عطا کرے گا، اس کا نام محمد رکھیں۔ خدا نے انہیں کفار و منافقین کے لیے غیظ و غضب کا باعث قرار دیا ہے۔ رسول خداؐ کی تعبیر کے مطابق محمدؓ ایسا ہی تھے۔(۱)

۱۔ اصحاب امام علیؑ، ج ۲، ص ۱۱۰۱۔

حضرت عائشہ کا اپنے بھائی کے غم میں گریہ و ماتم

جب حضرت عائشہ نے محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کی خبر سنی تو شدت کے ساتھ گریہ و زاری کرنے لگیں اور ہر نماز کے بعد معاویہ ابن ابی سفیان، عمرو بن عاص اور معاویہ بن حدیج پر لعنت بھیجتی تھیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کے اہل وعیال من جملہ قاسم بن محمدؓ کی سرپرستی اوران کی حفاظت کرنے لگی (۱)۔

محمد بن ابی بکرؓ نے امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ جنگ جمل میں شرکت کی اوراپنی شجاعت کا جوہر دکھایا۔ جب حضرت عائشہ اونٹ سے زمین پر گریں تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: محمد! جاکر اپنی بہن کی خبر لو۔ تمہارے علاوہ کوئی بھی ان کی محمل کے قریب نہ جائے۔ محمدؓ محمل سے حضرت عائشہ کو نکالنا چاہتے تھے اس وقت حضرت عائشہ نے کہا تم کون ہو؟ محمدؓ نے کہا: خاموش ہوجاؤ، میں تمہارا بھائی ہوں۔ عائشہ تم نے اپنے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تم نے خدا کی نافرمانی کی، اپنے پردے کا خیال نہ رکھا اور گھر سے جنگ کے قصد سے نکلی ہو، کیا تم پر کوئی زخم تو نہیں لگا؟ حضرت عائشہ نے کہا نہیں۔ محمدؓ انہیں بصرہ لے کر گئے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں جگہ دی۔ جب حضرت عائشہ کو مدینے کی طرف بھیجا تو محمدؓ نے انہیں خدا حافظ کہا۔ کہتے ہیں ان کے بازو پر مختصر خراش آئی تھی، جنگ صفین میں بھی محمد بن ابی بکرؓ امیر المومنین علیہ السلام کے جانثاروں سپاہیوں میں سے ایک تھے۔ جنگ کے دوران جان کو ہتھیلی پر رکھ کے نکلتے تھے انہوں نے معاویہ کے نام جو خط تحریر کیا ہے، اس میں سختی سے ان کی مذمت کی ہے۔ حکمین کے فیصلے کے بعد جب حضرت علی علیہ السلام کوفے میں آئے اور حضرت مالک اشترؓ کو جزیرہ (موصل اور نصیبین) کا حاکم بنا کر بھیجا،

۱۔ اصحاب امام علیؑ، ج ۲، ص ۱۱۰۱۔

نیز محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا گورنر منتخب کیا۔ اس طرح محمد بن ابی بکرؓ یکم رمضان المبارک ۳۸ھ کو کوفے سے روانہ ہوئے اور پندرہ رمضان المبارک کو مصر میں داخل ہوئے۔

مسجد میں جا کر امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان اور اپنی حکومت کا علان کیا۔ اہالیانِ مصر نے ان کے ایک فرمان پر سر تسلیم خم کر دیا مگر ایک مختصر سی جماعت جو پیروکاران حضرت عثمان میں سے تھی اور ''کربتا'' نامی جگہ پر رہائش پزیر تھی انہوں نے اطاعت نہیں کی۔ جب معاویہ نے محمد کے مصر میں داخل ہونے کی خبر کو سنا تو اپنے حکومتی عہدیداروں جو حکمین کے بعد انہیں امیر المومنین علیہ السلام کہتے تھے ان کی میٹنگ بلائی اور مصر کے حوالے سے مشورے طلب کیا۔ عمرو عاص جو شروع دن سے ہی مصر کی حکومت پر اپنی نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا اور اس حوالے سے اپنے دین کو بھی بیچا تھا۔ انہوں نے معاویہ کو مصر پر حکمرانی کرنے کے لیے شوق دلایا۔ معاویہ نے پیروکاران حضرت عثمان کے نام ایک خط تحریر کیا جو ''کربتا'' نامی جگہ پر زندگی گزار رہے تھے، جن میں معاویہ ابن خدیج کندی، مسلمہ بن مخلد انصاری اور پانچ دیگر لوگوں کے نام سر فہرست تھے۔ ان سے کہا گیا کہ حضرت علیؑ کی دشمنی پر متحد ہو جائیں، نیز ان کے لیے مدد اور تعاون کا یقین دلایا۔(۱)

۱۔ اصحاب امام علیؑ، ج ۲، ص ۱۱۰۱۔

محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں مولائے کائناتؑ کے فرامین

محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کی خبر جب امیر المومنینؑ تک پہنچی تو اس وقت ایک خطبے کے ذریعے لوگوں کو مصر کے حالات اور محمدؓ کی شہادت سے آگاہ کیا:

''ظالم و فاجر افراد کے ہاتھوں حق کے راستے مسدود ہو چکے ہیں۔اسلام کے مقدس اصولوں کو پامال کیا ہے اور محمد ابن ابی بکرؓ کو شہید کر دیا ہے۔خدا کی قسم محمد وہ شخص تھا جو ہمیشہ قضائے الٰہی پر خوشحال رہتا تھا، فاجروں سے دشمنی اور مومنوں سے دوستی رکھتا تھا۔اس کی جزا خداوند متعال کے پاس آمادہ ہے۔''

فراق محمدؓ میں انتہائی غم واندوہ کے ہمراہ دولت سرا میں تشریف لائے اور ابن عباس کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں محمدؓ کے متعلق یوں مرقوم فرمایا:

''مصر کے دروازے دشمنوں کے لیے کھل گئے، محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوئے، وہ تیغ براں اور دفاع کا ستون تھا اس مصیبت پر خداوند متعال سے ہی اجر و پاداش چاہتا ہوں۔ ۳۸ھ میں، ۲۸ سال کی عمر میں محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت واقع ہوئی ان کے فرزند کا نام قاسم تھا جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ حضرت ام فروہ کے پدر بزرگوار تھے، جو مدینے کے جید فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی بکرؓ پدری بھائی تھے، لیکن یہ تربیت کا اثر تھا ایک دشمنان اہل بیتؑ میں سے معاویہ کا ساتھی بنا اور دوسرا بھائی علیؑ کے سربازوں میں شامل ہو گیا، اور راہ محبت علیؑ میں جام شہادت نوش کر گئے۔محمدؓ ایک ایسا پھول تھا جس نے ولایت کے گلستان میں پرورش پائی، جوانی کے ایام میں حوادث کے طوفانوں کا سامنا کیا، عبدالرحمٰن ایک بے ارزش کانٹا تھا جو گمراہی کے نمک دار مٹی سے نکلا اور اپنے آپ کو معاویہ کی آغوش میں ڈال دیا، اس کی اتنی وقعت بھی نہیں تھی کہ عمرو عاص سے اپنے بھائی کو قتل ہونے سے چھڑا لے۔معاویہ ابن خدیج نے

اس کی آرزو وتمنا کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔اور محمد کے ساتھ جو سلوک کرنا تھا وہی کیا(۱)۔

امیر المومنین علیہ السلا محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کی خبر سننے کے بعد غمگین ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا: ''محمد بن ابی بکرؓ کا غم ہمارے لیے اہل شام کی خوشی سے بڑھ کر ہے، پھر آپ نے فرمایا: فَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُهُ وَلَدَاً نَاصِحاً وَ عَامِلاً كَادِحاً رَحِمَ اللّٰهُ مُحَمَّداً لَقَدْ كَانَ لِيْ رَبِيْبَاً وَ كُنْتُ اُعِدُّهُ وَلَدَا فَعَلَيْ مِثْلِ مُحَمَّدٍنَحْزِنُ'' میں محمد ابن ابی بکرؓ کو خدا کے حضور اپنے بیٹوں میں شمار کرتا ہوں کیوں کہ وہ ایک باخبر بیٹا اور میرے لیے خیر خواہ تھا۔خدا محمد پر رحمت کرے وہ میری اہلیہ کا بیٹا تھا لیکن میں اسے اپنا بیٹا سمجھتا ہوں۔پس محمد کے لیے ہمیں مغموم ہونا چاہیے جس کو شہید کیا گیا اس کے جسم کو آگ لگائی گئی اور راکھ کو ہوا کے حوالے کر دیا(۲)۔محمد بن ابی بکرؓ کے فرزند کا نام قاسم تھا جو امام سجاد علیہ السلام کے معتبر اصحاب میں سے تھے مدینے کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک آپ تھے۔قاسم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے، کیوں کہ قاسم کی والدہ بھی یزدجرد کی بیٹی اور حضرت شہر بانو کی بہن تھیں۔جناب قاسم علم و دانش کی بلندی پر فائز تھے۔ابن خلکان نے انہیں اپنے زمانے کا سب سے افضل شخص جانا ہے اور اس قدر آپ زیور علم دین سے آراستہ و پیراستہ تھے کہ شہید ثانی کتاب ''منیۃ المرید'' میں لکھتے ہیں کہ ایک دن کوئی شخص قاسم کے پاس آیا اور آپ سے ایک مسئلے کو دریافت کیا تو قاسم نے کہا میں نہیں جانتا ہوں اس شخص نے کہا میں آپ سے زیادہ کسی کو اعلم نہیں سمجھتا ہوں، میرے مسئلے کا جواب ضرور دیں۔جناب قاسم نے فرمایا: لاَ تَنْظُرُوْا اِلَيٰ طُوْلِ لِحْيَتِيْ وَ كَثْرَةِ النَّاسِ حَوْلِيْ وَاللّٰهِ لاَ اَحْسِنُه ُ میری ڈاڑھی کی لمبائی اور میرے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو مت دیکھو خدا کی قسم میں اس مسئلے کو اچھی طرح نہیں جانتا ہوں۔کسی نے کہا

....

۱۔یاران باوفای علیؑ، ص ۱۴۷۔ ۲۔منہاج الدموع، ص ۱۳۲۔

آپ کوئی بھی جواب دے کر اس کو خاموش کریں، یہ صحیح نہیں ہے کہ کوئی آپ سے سوال کرے اور آپ کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ اس وقت قاسم نے کہا: وَاللّٰهِ لَئِنْ يَقْطَعَ لِسَانِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَتَكَلَّمَ بِمَا لَا عِلْمَ لِيْ بِهِ ، خدا کی قسم! اگر میری زبان کاٹ دی جائے تب بھی میں اُسے اپنی زبان پر جاری کرنا پسند نہیں کروں گا جس کے بارے میں نہیں جانتا ہوں۔ جناب قاسم کی بیٹی کا نام فاطمہ ہے جو ام فروہ کے نام سے معروف ہیں، آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ تھیں، جو زیور دین وتقویٰ سے آراستہ تھے(۱)۔

۱۔ منہاج الدموع، ص۱۳۲۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ و دیگر خاندان

آپ کے صاحب زادے کا نام قاسم تھا، جن کی تربیت ان کی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ نے اپنے ذمے لے لی تھی۔ اگرچہ یہ بات بھی قرینِ قیاس ہے کہ قاسم اپنے دادا امیر المومنینؑ اور چچاؤں کے زیرِ سایہ پرورش پا رہے تھے۔ علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ محمد کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن کنیت تھی، یہ نساک قریش میں سے تھے۔ یوم الدار (روز قتل حضرت عثمان) انہیں نے مدد کی، اس میں اختلاف ہے کہ خود انہوں نے قتل کیا یا نہیں، محمد کی اولاد میں قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ میں جو حجاز کے فقیہ اور فاضل تھے قاسم کے بیٹے عبدالرحمٰن فضلاءِ قریش میں سے تھے، ان کی کنیت ابو محمد تھی، انہیں قاسم کی صاحبزادی ام فروہ تھیں جن سے جناب محمد باقرؑ نے تزویج فرمائی۔

رجال مامقانی میں ہے کہ جناب شیخ نے قاسم کو اصحاب امام محمد باقرؑ میں شمار کیا ہے اور ان کا امامی ہونا اس خبر سے واضح ہوتا ہے جو قرب الاسناد سے منقول ہے کہ عمیس نے بزنطی سے روایت کی ہے کہ امام رضاؑ کی خدمت میں قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سعید بن مسیّب کا تذکرہ ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں اسی امر کے معتقد تھے (یعنی حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل) جناب کلینیؒ نے باب مولد الصادقؑ میں روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ سعید بن مسیّب اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابو خالد کابلی امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے ثقات اور معتمدین میں سے تھے پھر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے گناہگار شیعوں کے لیے شبانہ روز میں ایک ہزار مرتبہ دعا کرتا ہوں، جو مصیبتیں ہم کو پہنچا کرتی ہیں اور ان پر ہم صبر کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہمیں اس کے ثواب کا بھی علم و یقین رہتا ہے جو ہمارے واسطے ہے، لیکن ہمارے شیعوں کو اپنے ثواب کا علم و یقین نہیں حاصل ہوتا، مگر پھر بھی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ۔۔۔ امام جعفر صادقؑ کے نانا ہیں اور امام زین العابدینؑ

کے خالہ زاد بھائی ،حضرت کی مادر گرامی اور قاسم کی والدہ دونوں یزدجرد بن شہریار ایران کے آخری کسریٰ کی بیٹیاں تھیں ،ایک بی بی شہربانو کا عقد امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہونا اور ایک بی بی مہربانو کا محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ ہونا مشہور ہے۔

یہ فقیہ اور فاضل تھے ،تاریخ میں ابن خلکان سے منقول ہے کہ وہ سادات تابعین اور مدینہ میں فقہاء شیعہ میں سے تھے اور اپنے اہل زمانہ میں افضل تھے ،یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے کسی ایسے کو نہیں دیکھا جو ان سے افضل ہو مالک بن انس کہا کرتے تھے کہ وہ اس امت کے فقہاء میں سے ہیں آپ کا سن ۱۰۱ھ میں بہتر ۷۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حضرت سیّدہ ام فروہ

آپ کا نام سیّدہ جلیلہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ ،والدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔آپ کی کنیت ام فروہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی کنیت ام القاسم ہے۔آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ متقی ،صالحہ اور قناعت کرنے والی خاتون تھیں۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:''میری ماں وہ تھیں جو بہت زیادہ مومنہ ،متقیہ اور احسان کرنے والی تھیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''(۱)
اعیان الشیعہ میں ہے کہ آپ کی کنیت ام فروہ اور بقول ام القاسم تھی ،آپ کا نام قریبہ یا فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ ہے۔آپ کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہیں۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول کا یہی مطلب ہے کہ ''مجھے ابو بکر نے دو مرتبہ جنا۔'' (یعنی ننھیال اور ددھیال)(۲)

۱۔ الکافی ج ۱،ص ۲۱۷،باب ما یجب علی الجیران لاہل المصیبۃ واتخاذ الماتم ح ۱۔
۲۔ بحار الانوار ج ۲۹،ص ۶۵۱ نقل از کتاب امہات المعصومین ص ۳۸۱۔

امّ فروہ عالمہ فقیہا:

شیخ یعقوب کلینیؒ نے اصول کافی میں عبد الاعلیٰ کی سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے، انہوں نے کہا میں نے خانۂ کعبہ میں ام فروہ کو ایک معمولی چادر اوڑھے خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ انہوں نے بائیں ہاتھ سے حجر اسود کو استسلام کیا، ایک طواف میں مشغول شخص نے ان سے کہا: اے کنیزِ خدا! تم نے سنّت کی ادائیگی میں غلطی کی ہے۔ بی بی نے جواب دیا: ہم آپ کے علم سے بے نیاز ہیں (۱)

حضرت امّ فروہ معصومؑ کی نگاہ میں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی والدہ حضرت ام فروہ کا خاص خیال رکھا کرتے، ان کے گھریلو کاموں میں مدد کرنے کے لیے ایک کنیز خرید کردے رکھی تھی۔

ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے حبیب اسماعیل اور حارث بصری سے کہا: میرے لیے ایک کنیز لے آؤ جو گھر کے کام کاج کو جانتی ہو، جو حضرت ام فروہ کے ساتھ ان کی مدد کرے، انہوں نے ایک کنیز کے بارے میں بتایا جو شریک کی ملکیت تھی۔ لہٰذا اس کو خرید کر لائے اور آپ کی خدمت میں پیش کی۔ اس کا نام ''رسالہ'' تھا آپ نے اس کا نام بدل کر ''سلمیٰ'' رکھا جس کے شوہر کا نام ''سالم'' تھا یہ حسین بن سالم کی ماں تھیں۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ کی کنیز کا نام ''سعیدہ'' تھا۔ کتاب تہذیب میں حسین بن مسلم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابی عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں محمد بن عبد السلام آئے اور اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پر

۱۔ الکافی ج۴، ص۴۲۸، باب نوادر الطّواف۔

قربان جاؤں! آپ سے میرے دادا نے پوچھا ہے ایک شخص نے گائے کو کلہاڑی کے ساتھ مارا وہ گر گئی اور پھر اس نے گائے کو ذبح کر دیا؟

آپ نے اس کے ہمراہ جواب نہ بھیجا، بلکہ ام فروہ کی کنیز ''سعیدہ'' کو بلایا اور اس سے کہا: تمہاری طرف سے محمد خط لے کر آیا ہے، میں نے اس کے ہمراہ جواب بھیجنا مناسب نہیں سمجھا۔ اگر اس شخص نے گائے کو ذبح کرتے وقت دیکھا کہ اس کا خون عام عادی طور پر نکلا ہے تو اس کا کھاؤ اور کھلاؤ، لیکن اگر اس کا خون گاڑھا اور مشکل سے نکلا ہے تو پھر اس کے قریب نہ جاؤ۔''(١)

خاندانِ حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے باب میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر کی تین بیٹیاں تھیں، جن میں تیسری صاحبزادی ام کلثوم تھیں جو آپ کی وفات کے چھ دن بعد حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ اس طرح دو بیٹے ''عبدالرحمٰن'' اور ''محمد'' اور ایک بیٹی ''ام کلثوم'' اسماء بنت عمیس کے ہمراہ بعد از عدّت امیر المومنینؑ سے عقد ہونے کی صورت میں آپؑ کی سرپرستی میں آئیں۔ غالباً یہی ''امّ کلثوم'' ہیں جن سے ١٧ھ ھجری قمری میں حضرت عمر نے شادی کی اور کچھ لوگوں نے غلطی سے ان کو امّ کلثوم بنت علیؑ سمجھ لیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر کی ایک اور زوجہ ''حبیبہ بنت حارثہ بن زید انصاری'' حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت حاملہ تھیں جن سے ایک بیٹی پیدا ہوئیں جن کا نام ''ام کلثوم'' تھا (٢)

١۔ تہذیب الاحکام ج ٩، ص ٥٦، نقل از امہات المعصومین ص ٣٩٩۔

٢۔ سوانح عمری حضرت ابوبکر، ص ٤٦٨۔

تاریخ بنی حمید، ص ۷، ۱۸، مولوی انشاء اللہ، طبع بدایوں ۱۹۱۷ء حضرت محمدؓ بن ابی بکر کا شجرہ نسب

شجرہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ

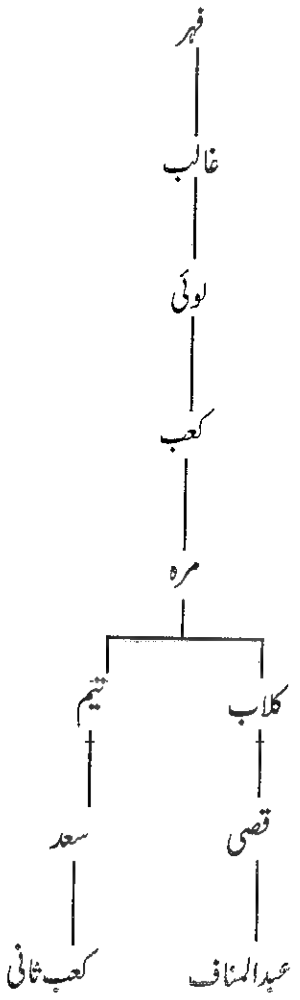

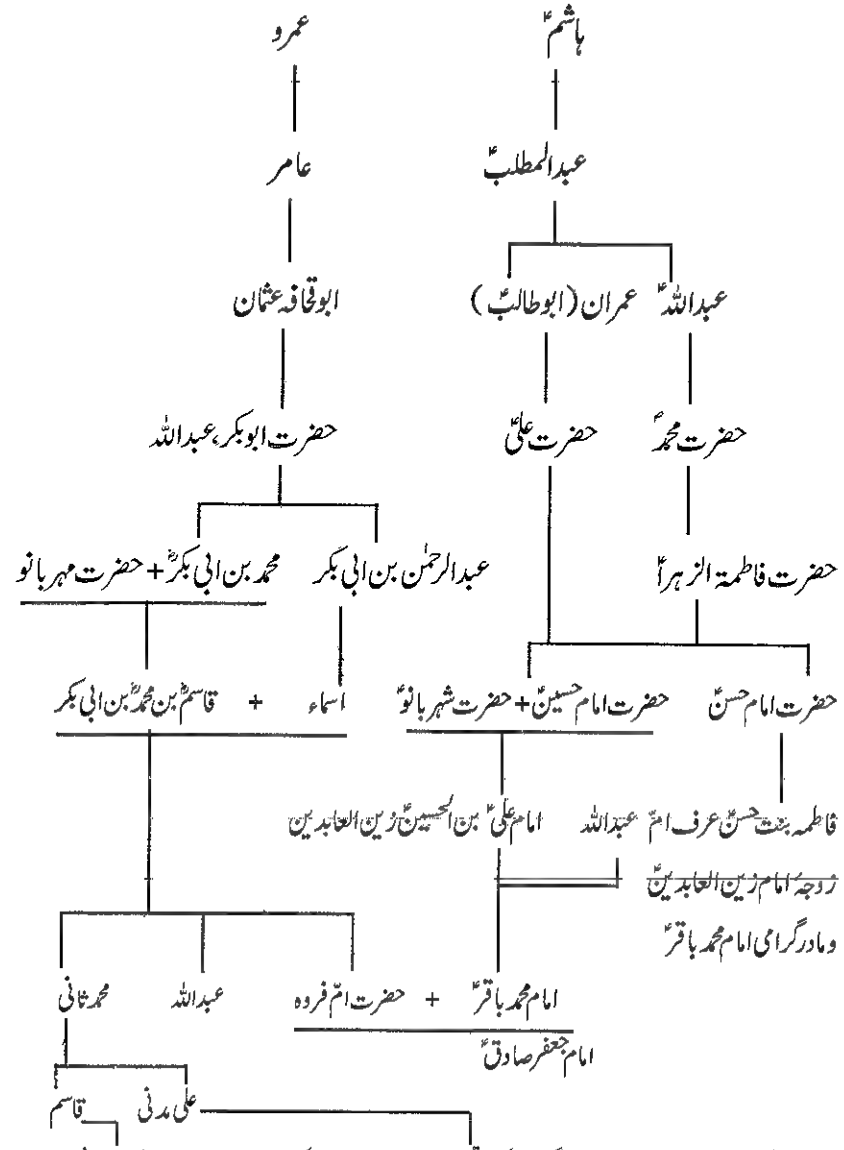
ہاشمؑ
عمرو
عبدالمطلبؑ
عامر
عبداللہؑ
عمران (ابوطالبؑ)
ابوقحافہ عثمان
حضرت محمدؐ
حضرت علیؑ
حضرت ابوبکر، عبداللہ
حضرت فاطمۃ الزہراؑ
عبدالرحمٰن بن ابی بکر
محمد بن ابی بکرؓ + حضرت مہربانو
حضرت امام حسنؑ
حضرت امام حسینؑ + حضرت شہربانوؑ
اسماء + قاسمؒ بن محمدؒ بن ابی بکر
فاطمہ بنت حسنؑ عرف امّ عبداللہ
زوجۂ امام زین العابدینؑ
و مادرگرامی امام محمد باقرؑ
امام علیؑ بن الحسینؑ زین العابدین
امام محمد باقرؑ + حضرت امّ فروہ
امام جعفر صادقؑ
عبداللہ
محمد ثانی
علی مدنی
قاسم
(آپ کی اولاد بدایوں میں حمیدی رگنوری کہلاتی ہے)
(قاسم کی اولاد بدایوں میں فرشولی مشہور ہے)

حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا مزار

شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی شہادت نیمہ جمادی الاول سال ۳۸ ہجری قمری کو واقع ہوئی اور مصر میں ایک قبر ہے جو حضرت محمد ابن ابی بکر کے نام منسوب ہے، اس جگہ یا تو ان کی شہادت ہوئی یا دفنایا گیا ہے، جب اہل سنت اس قبر پر حاضری دیتے ہیں تو قبر کی طرف پشت کر کے حضرت محمدؓ کے والد حضرت ابو بکر کے لیے فاتحہ پڑھتے ہیں(۱)۔

معاویہ بن حدیج نے حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے جسم مبارک کی بے حرمتی کرتے ہوئے جلا دیا تو آپؓ کا سرِ مبارک جلنے سے بچ گیا، لہٰذا آپؓ کے غلام نے محراب میں یا مسجد کے مأذن تلے مصر میں ہی دفن کر دیا۔ اس بات کی صحت کی دلیل حموی کا قول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مصر میں حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد میں سے ایک کی قبر موجود ہے(۲)۔

....

۱۔ وقائع الایام، شیخ عباس قمیؒ، ص۲۴۹، ۲۵۰۔

۲۔ راویان نور، شہید ولایت، ص۸۶ نقل از کتاب معجم البلدان (یاقوت حموی) مادہ مصر۔

فصل پنجم

- امیر المومنینؑ کے خطوط کی اہمیت اور امیر شام
- متن عہد نامہ
- شرح عہد نامہ

امیر المومنینؑ کے خطوط کی اہمیت اور امیر شام (۱)

مصادر نہج البلاغہ، کتاب الغارات میں محمد بن ابی بکرؓ کے نام پر امیر المومنین علیہ السلام کے خطوط اور وصیت ناموں کو نقل کرتے ہوئے اس مطلب کو بھی واضح کیا ہے کہ کس طرح راویان حدیث کے ہاتھ آ گئے۔اس سلسلے میں کہتا ہے: "جناب محمد بن ابی بکرؓ ہمیشہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطوط کو عمیق اور گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہوئے فیصلہ کرنے کے آداب کو سیکھ کر اس پر عمل کرتے تھے۔جب عمرو عاص کے ہاتھوں محمد بن ابی بکرؓ قتل ہوئے تو انہوں نے محمدؓ سے مربوط تمام خطوط کو جمع کر کے معاویہ کیلئے بھیجا۔معاویہ محمد کے نام امیر المومنینؑ کے خطوط اور وصیت ناموں کا مطالعہ کر کے تعجب کے سمندر میں ڈوب جاتا تھا (۲)

ولید بن عتبہ نے امیر شام کی اس حالت کو مشاہدہ کرنے کے بعد کہا: ان کو جلانے کی اجازت دیجیے۔امیر شام نے اس کے جواب میں کہا: خاموش ہو جاؤ، یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ولید نے کہا: کیا یہ درست ہے کہ لوگ آگاہ ہو جائیں کہ ابوتراب کی احادیث تمہارے پاس ہیں، اور تم ان سے سیکھ کر فیصلہ کرتے ہو؟ اگر ایسا ہی ہے تو تم ان کے ساتھ کیوں جھگڑتے ہو؟ امیر شام نے کہا: افسوس ہے تجھ پر جو مجھے حکم دیتا ہے ایسے دستورات علمی کو جلاؤں!! خدا کی قسم! میں نے ان خطوط سے زیادہ جامع و واضح اور حکیمانہ علم و دانش کو نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔ولید نے کہا: اگر ان کے علم و دانش اور قضاوت کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہو تو ان کے ساتھ جنگ کیوں کرتے ہو؟ امیر شام نے کہا اگر انہوں نے حضرت عثمان کو قتل نہ کیا ہوتا تو ہم ان علوم کو بغیر کسی واسطے کے

۱۔اس عہد نامے کو کتاب تحف العقول صفحہ نمبر ۱۷۶، کتاب الغارات، اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب المجالس صفحہ نمبر ۱۳۷، نیز شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی جلد ۱ صفحہ ۲۴، طبری نے کتاب بشارۃ المصطفیٰ صفحہ نمبر ۵۲ پر نقل کیا ہے۔

۲۔مصادر نہج البلاغہ جلد نمبر ۳، صفحہ ۲۶۵۔ کتاب الغارات صفحہ نمبر ۲۵۱۔

ان سے سیکھ لیتے۔تھوڑی دیر خاموشی اختیار کرنے کے بعد کہا: ہم لوگوں سے نہیں کہیں گے کہ یہ علی بن ابی طالبؑ کے خطوط ہیں بلکہ یہ کہیں گے کہ یہ خطوط وہ ہیں جو حضرت ابوبکر نے اپنے بیٹے محمدؓ کے نام تحریر کیے تھے(۱)۔ہم ان کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔یہ خطوط بنی امیہ کے خزانوں میں موجود رہے، جب عمر ابن عبدالعزیز برسر اقتدار آیا تو اس نے آشکار کیا کہ یہ علی ابن ابی طالبؑ کے خطوط ہیں۔

کتاب الغارات (۲) کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام جو عہد نامہ معروف ہے وہ درحقیقت امیر المومنین علیہ السلام کے خطوط اور وصیتوں کے کچھ حصے ہیں۔مرحوم سیّد رضیؒ نے ان سب کو اکٹھا کر کے یکجا ذکر کیا ہے، جبکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امیر کائنات علیہ السلام نے ان خطوط کو علیحدہ اور خاص طور پر حضرت محمد بن ابی بکرؓ کے نام تحریر فرمایا ہو۔(۳)

۱۔شرح نہج البلاغہ، آقائے مکارم، جلد۳،ص ۴۱۵۔

۲۔کتاب الغارات۔ص ۲۲۳ اور ۲۵۲۔

۳۔نہج البلاغہ آیۃ اللہ مکارم ،جلد ۳،ص ۴۱۶۔

متن عہد نامہ

وَمِنْ عَهْدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِى بَكْرٍ حِيْنَ قَلَّدَهُ مِصْر

امامؑ کے عہد نامے میں سے، محمد بن ابی بکرؓ کے نام جب کہ انہیں مصر کی حکومت سپرد کی:

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا، (لوگوں کے سامنے اپنے شانوں کو جھکا دینا)

وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ وَآسِ بَيْنَهُم

ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا، کشادہ رُوئی سے پیش آنا، اور سب کو ایک نظر سے

فِى اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ حَتّٰى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَآءُ فِى حَيْفِكَ لَهُمْ وَلَا يَيْأَس

دیکھنا، تاکہ بڑے لوگ تم سے اپنی ناحق طرف داری کی امید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ تمہارے

الضُّعَفَآءُ مِنْ عَدْلِكَ بِهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُسَائِلُكُمْ مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيْرَةِ

عدل و انصاف سے ان (بڑوں) کے مقابلے میں ناامید نہ ہو جائیں، کیونکہ اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے

مِنْ اَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيْرَةِ وَالظَّاهِرَةِ وَالْمَسْتُوْرَةِ فَاِنْ يُّعَذِّبْ فَاَنْتُمْ اَظْلَمُ، وَاِنْ يَّعْفُ فَهُوَ اَكْرَم

چھوٹے بڑے، کھلے، ڈھکے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا، اور اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے تو یہ خود تمہارے ظلم کا نتیجہ ہے، اور اگر وہ معاف کر دے، تو وہ اس کے کرم کا تقاضا ہے۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ الْمُتَّقِيْنَ ذَهَبُوْا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَآجِلِ الْآخِرَةِ فَشَارَكُوْا اَهْلَ الدُّنْيَا فِى دُنْيَاهُمْ وَلَمْ يُشَارِكُهُمْ اَهْلُ الدُّنْيَا فِى آخِرَتِهِمْ سَكَنُوْا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ وَاَكَلُوْهَا بِأَفْضَلِ مَا اُكِلَتْ،

خدا کے بندو، تمہیں جاننا چاہیے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے، وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے مگر دنیا دار ان کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے، وہ دنیا میں بہترین طریقے پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا۔

(سَكَنُوا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَت........ وہ دنیا میں بہترین انداز سے زندگی گزارتے رہے، بہترین زندگی سے مراد قصر شاہی میں قیام اور لذیذ ترین غذائیں نہیں ہیں، بہترین زندگی سے مراد وہ تمام اسباب ہیں جن سے زندگی گزر جائے اور انسان کسی حرام اور ناجائز کام میں مبتلا نہ ہو)

فَحَظُوا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِهِ الْمُتْرَفُونَ

اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں

وَأَخَذُوا مِنهَا مَا أَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُونَ،

اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا

ثُمَّ انْقَلَبُوا عَنهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ وَالْمَتجَرِ الرَّابِحِ .

پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے

أَصَابُوا لَذَّةَ زُهدِ الدُّنيَا فِي دُنيَاهُم

انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی،

وَتَيَقَّنُوا أَنَّهُم جِيرَانُ اللّهِ غَدًا فِي آخِرَتِهِم

اور یہ یقین رکھا کرو کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے۔

لاَ تُرَدُّ لَهُم دَعوَةٌ وَلاَ يُنقَصُ لَهُم نَصِيبٌ مِنْ لَذَّةٍ.

جہاں ان کی کوئی آواز ٹھکرائی جائے گی، نہ ان کے حظ و نصیب میں کوئی کمی ہوگی۔

فَاحْذَرُوا. عِبَادَ اللّهِ. الْمَوتَ وَقُربَهُ،

تو اللہ کے بندو! موت اور اس کی آمد سے ڈرو۔

وَأَعِدُّوا لَهُ عُدَّتَهُ

اور اس کے لیے سروسامان فراہم کرو۔

فَإِنَّهُ يَأْتِي بِأَمرٍ عَظِيمٍ وَخَطبٍ جَلِيلٍ

کیونکہ وہ ایک بڑے حادثے اور عظیم سانحے کے ساتھ آئے گی۔

بِخَيْرٍ لَا يَكُونُ مَعَهُ شَرٌّ أَبَدًا، أَوْ شَرٌّ لَا يَكُونُ مَعَهُ خَيْرٌ أَبَدًا

جس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہوگی کہ برائی کا اس میں کبھی گزر نہ ہوگا یا ایسی برائی ہوگی کہ جس میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا۔

(اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آخرت میں یا صرف خیر ہے یا صرف شر اور مخلوط اعمال والوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آخرت کے ثواب و عذاب کا فلسفہ یہی ہے کہ اس میں کسی طرح کا اختلاط و امتزاج نہیں ہے۔ دنیا کے ہر آرام میں تکلیف شامل ہے اور ہر تکلیف میں آرام کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہے۔ لیکن آخرت میں عذاب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی راحت کا تصور نہیں ہے اور ثواب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی تکلیف کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس عذاب سے ڈرے اور اس ثواب کا انتظام کرے۔

فَمَنْ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا

کون ہے؟ جو جنت کے کام کرنے والے سے زیادہ جنت کے قریب ہو

وَمَنْ أَقْرَبُ إِلَى النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا

اور کون ہے جو دوزخ کے کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو۔

وَأَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ إِنْ أَقَمْتُمْ لَهُ أَخَذَكُمْ وَأَنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ

تم وہ شکار ہو جس کا موت پیچھا کیے ہوئے ہے، اگر تم ٹھہرے رہو گے جب بھی تمہیں گرفت میں لے لے گی اور اس سے بھاگو گے جب بھی وہ تمہیں پالے گی۔

وَهُوَ أَلْزَمُ لَكُمْ مِنْ ظِلِّكُمْ

وہ تو تمہارے سائے سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ ہے،

الْمَوْتُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيكُمْ وَالدُّنْيَا تُطْوَىٰ مِّنْ خَلْفِكُمْ

موت تمہاری پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر باندھ دی گئی ہے اور دنیا تمہارے عقب سے تہہ کی جا رہی ہے۔

فَاحْذَرُوا نَاراً قَعْرُهَا بَعِيْدٌ وَ حَرُّهَا شَدِيْدٌ وَ عَذَابُهَا جَدِيْدٌ

پس تم جہنم کی اس آگ سے ڈرو جس کا گہراؤ دور تک چلا گیا ہے جس کی تپش بے پناہ ہے، اور جس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے۔

دَارٌ لَيْسَ فِيْهَا رَحْمَةٌ وَلَا تُسْمَعُ فِيْهَا دَعْوَةٌ وَلَا تُفَرَّجُ فِيْهَا كُرْبَةٌ

وہ ایسا گھر ہے جس میں رحم وکرم کا سوال ہی نہیں، نہ اس میں کوئی فریاد سنی جاتی ہے اور نہ کرب واذیت سے چھٹکارا ملتا ہے۔

وَاِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ يَّشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ اللّٰهِ

اگر یہ کر سکو کہ تم اللہ سے زیادہ سے زیادہ خوف بھی رکھو۔

وَأَنْ يَّحْسُنَ ظَنُّكُمْ بِهِ فَاجْمَعُوْا بَيْنَهُمَا

اور اُس سے اچھی امید بھی رکھو اور ان دونوں باتوں کو اپنے اندر جمع کرلو۔

فَاِنَّ الْعَبْدَ اِنَّمَا يَكُوْنُ حُسْنُ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلٰى قَدْرِ خَوْفِهِ مِنْ رَّبِّهِ

کیونکہ بندے کو اپنے پروردگار سے اتنی ہی امید بھی ہوتی ہے جتنا کہ اس کا ڈر ہوتا ہے۔

وَاِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنّاً بِاللّٰهِ أَشَدُّهُمْ خَوْفاً لِّلّٰهِ

اور جو سب سے زیادہ اللہ سے امید رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ اُس سے ڈرتا بھی ہے،

وَاعْلَمْ يا مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ اَنِّيْ قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِيْ فِيْ نَفْسِيْ أَهْلَ مِصْرَ

اے محمد بن ابی بکرؓ! اس بات کو جان لو، کہ میں نے تمہیں مصر والوں پر کہ جو میری سب سے بڑی سپاہ ہیں، حکمران بنایا ہے۔

فَاَنْتَ مَحْقُوْقٌ اَنْ تُخَالِفَ عَلٰى نَفْسِكَ

اب تم سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نفس کی خلاف ورزی کرنا۔

وَاَنْ تُنَافِحَ عَنْ دِيْنِكَ

اور اپنے دین کے سینہ سپر رہنا

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ اِلاَّ سَاعَةٌ مِنَ الدَّهْرِ

اگر چہ تمہیں زمانے میں ایک ہی گھڑی کا موقع حاصل ہو۔

وَلاَ تُسْخِطِ اللّٰهَ بِرِضَا اَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ فَاِنَّ فِي اللّٰهِ خَلَفاً مِنْ غَيْرِهِ وَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ خَلَفٌ فِيْ غَيْرِهِ

مخلوقات میں سے کسی کوخوش کرنے کے لیے اللہ کو ناراض نہ کرنا، کیونکہ اوروں کا عوض تو اللہ میں مل سکتا ہے مگر اللہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔

صَلِّ الصَّلاٰةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا

نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا۔

وَلاَ تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ

اور فرصت ہونے کی وجہ سے قبل از وقت نہ پڑھ لینا۔

وَلاَ تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَا لاِشْتِغَالٍ

اور نہ مشغولیت کی وجہ سے اسے پیچھے ڈال دینا۔

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ لِصَلاٰتِكَ

یاد رکھو کہ تمہارا ہر عمل نماز کے تابع ہے۔

(وَمِنْهُ)فَاِنَّهُ لاَ سَوَآءَ اِمَامُ الْهُدٰى وَاِمَامُ الرَّدٰى وَوَلِيُّ النَّبِيِّ وَ عَدُوُّ النَّبِيِّ

اس عہد نامے کا ایک حصہ یہ ہے: ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا، پیغمبر کا دوست اور پیغمبر کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے۔

وَلَقَدْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ اِنِّيْ لاَ أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ مُؤْمِناً وَلاَ مُشْرِكاً.

مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے

أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ بِاِيْمَانِهٖ وَاَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْمَعُهُ اللّٰهُ بِشِرْكِهٖ

کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل وخوار کرے گا۔

وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ عَالِمِ اللِّسَانِ يَقُوْلُ مَا تَعْرِفُوْنَ وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُوْنَ

بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے خوف کا اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے، کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو(۱)

ا۔ نہج البلاغہ، ترجمہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ، مکتوب ۲۷، ص ۵۹۰، امامیہ پبلیکیشنز لاہور۔

نہج البلاغہ، مکتوب ۲۷، ص ۸۸۶، فیض الاسلام، انتشارات فقیہ تہران۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلامِ

اِلَىٰ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ:

محمد بن ابی بکرؓ کے نام،

لَمَّا بَلَغَهُ تَوَجُّدُهُ مِنْ عَزْلِهِ بِالْاَشْتَرِ عَنْ مِصْرَ ثُمَّ تُوُفِّيَ الْاَشْتَرُ فِيْ تَوَجُّهِهِ اِلَىٰ مِصْرَ قَبْلَ وُصُوْلِهِ اِلَيْهَا.

اس موقع پر جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ مصر کی حکومت سے اپنی معزولی اور مالک اشترؓ کے تقرر کی وجہ سے رنجیدہ ہیں، اور پھر مصر پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں (مالک اشترؓ) انتقال فرما گئے تو آپؑ نے محمدؓ کو تحریر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِيْ مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيْحِ الْاَشْتَرِ اِلَىٰ عَمَلِكَ

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری جگہ مالک اشترؓ کو بھیجنے سے تمہیں ملال ہوا ہے،

وَاِنِّيْ لَمْ اَفْعَلْ ذَالِكَ اسْتِبْطَآءً لَكَ فِي الْجُهْدِ وَلا ازْدِيَاداً فِي الْجِدِّ

تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ تبدیلی اس لیے نہیں کی تھی کہ تمہیں کام میں کمزور اور ڈھیلا پایا ہو، اور یہ چاہا ہو کہ تم اپنی کوشش کو تیز کر دو۔

وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكَ مَؤُوْنَةً وَاَعْجَبُ اِلَيْكَ وِلايَةً

اور اگر تمہیں اس منصب حکومت سے جو تمہارے ہاتھ میں تھا میں نے ہٹایا تو تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکومت سپرد کرتا جس میں تمہیں زحمت کم ہو اور وہ تمہیں پسند بھی زیادہ آئے۔

اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ كُنْتُ وَلَّيْتُهُ اَمْرَ مِصْرَ كَانَ لَنَا رَجُلاً لَنَا نَاصِحاً وَعَلَىٰ عَدُوِّنَا شَدِيْداً نَاقِماً

بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا والی بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور ہمارے دشمنوں کے لیے سخت گیر تھا۔

فَرَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَقَدِ اسْتَكْمَلَ اَيَّامَهُ وَلاقَىٰ حِمَامَهُ وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُوْنَ

خدا اس پر رحم کرے اور اس نے زندگی کے دن پورے کر لیے اور موت سے ہم کنار ہو گیا، اس حالت میں کہ ہم

اس سے رضا مند ہیں۔

اَوْ لَاهُ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ وَضَاعَفَ الثَّوَابَ لَهُ

خدا کی رضا مندیاں بھی اسے نصیب ہوں اور اسے زیادہ سے زیادہ ثواب عطا کرے۔

فَاصْحُوْ لِعَدُوِّكَ وَامْضِ عَلٰى بَصِيْرَتِكَ

اب تم دشمن سے مقابلے کے لیے باہر نکل کھڑے ہو، اپنی بصیرت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔

وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَكَ وَادْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ

اور جو تم سے لڑے اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ، اور اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دو

وَاَكْثِرِ الْاِسْتِعَانَةَ بِاللّٰهِ

زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو۔

يَكْفِكَ مَا اَهَمَّكَ وَيُعِنْكَ عَلٰى مَا نَزَلَ بِكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

کہ وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور مصیبتوں میں تمہاری مدد کرے گا۔ ان شاء اللہ (۱)

۱۔ مکتوب نمبر ۳۴، ص ۱۲۷۔ نہج البلاغہ، علامہ مفتی جعفر حسینؒ

مِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَام

لَمَّا قَلَّدَ مُحَمَّدَ ابْنَ اَبِیْ بَكْرٍ مِصْرَ فَمُلِكَتْ عَلَيْهِ فَقُتِلَ

وَقَدْ اَرَدْتُ تَوْلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ وَلَوْ وَلَّيْتُهُ اِيَّاهَا لَمَا خَلَّى لَهُمُ الْعَرْصَةَ وَلَا اَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ فَلَقَدْ كَانَ اِلَيَّ حَبِيْبًا وَكَانَ لِیْ رَبِيْبًا

محمد بن ابی بکرؓ کو جب حضرتؑ نے مصر کی حکومت سپرد کی اور نتیجے میں ان کے خلاف غلبہ حاصل کرلیا گیا اور وہ قتل کر دیے گئے تو حضرتؑ نے فرمایا:

''میں نے تو چاہا تھا کہ ہاشم بن عتبہ کو مصر کا والی بناؤں اور اگر اسے حاکم بنا دیا ہوتا تو وہ کبھی دشمنوں کے لیے میدان خالی نہ کرتا، اور نہ انہیں مہلت دیتا۔ اس سے محمد بن ابی بکرؓ کی مذمت مقصود نہیں، وہ تو مجھے بہت محبوب اور میرا پروردہ تھا۔ (۱)

۱۔ محمد ابن ابی بکرؓ، مؤلف: مرزا محمد عالم لکھنؤ۔

شرح عہدنامہ

منتخب عناوین | صفحہ

- تواضع ۱۷۴
- نرمی ۱۷۶
- خندہ پیشانی ۱۷۸
- عدالت ۱۷۹
- متقین کے اوصاف ۱۸۱
- موت ۱۹۱
- عذاب جہنم سے ڈرنا ۱۹۴
- خوف الٰہی ۱۹۷
- حسن ظن ۱۹۹
- نفس کی مخالفت ۲۰۱
- دین کی حفاظت ۲۰۳
- رضائے الٰہی ۲۰۵
- نماز کی پابندی ۲۰۷
- امامت ورہبری ۲۰۹
- منافقین وگمراہ کنندگان ۲۱۲

تواضع

فَاخۡفِضۡ لَهُمۡ جَنَاحَکَ.

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا۔ (لوگوں کے سامنے اپنے شانوں کو جھکا دینا) .... (عہد نامہ)

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے: وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ هَوۡنًا (۱) رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں۔

رسول خداؐ کا بھی فرمان ہے: مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (۲) جو کوئی اللہ کی خاطر تواضع کرے، خداوند متعال اس کو سر بلندی عطا کرے گا۔

بلال حبشیؓ ان مسلمانوں میں سے تھے جنہوں نے روحانی طور پر عظیم مدارج طے کیے تھے، یہاں تک کہ آپ مؤذّن رسولؐ قرار پائے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلال حبشیؓ سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے: اے بلال! ہماری روح کو اذان کے ذریعے معطر کر دو۔ رسول خداؐ نے انہیں بیت المال کا خازن قرار دیا اور اپنے سگے بھائیوں کی طرح ان سے برتاؤ کرتے تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے: جب میں جنت میں جاؤں گا، اُس وقت خود سے پہلے تمہارے قدموں کی آہٹ کو سن لوں گا، جب تم جنت کی سرسبز و شاداب زمین پر چلو گے۔ اسی بنا پر مسلمان حضرت بلالؓ کے پاس آتے تھے اور ان کے امتیازات اور باعث افتخار صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کرتے تھے۔ بلال ان کی تعریف و تمجید سے مغرور نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کی تعریف و تمجید سے ان کے وجود میں کوئی تبدیلی آئی۔ انتہائی عاجزانہ طریقے سے ان کے جواب میں یوں گویا ہوتے تھے: میرا تعلق سرزمین حبش سے ہے، کل تک میں بندہ اور غلام تھا۔

۱۔ سورۂ فرقان آیت ۶۳۔ ۲۔ جامع السعادات جلد ۱ ص ۳۵۹۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا: مجھے تم سے کام ہے، انہوں نے پوچھا ہم سے کیا کام ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ سے اٹھے اور حواریوں کے پیروں کو دھونا شروع کر دیا وہ لوگ کہنے لگے: یا روح اللہ! ہم اس کے زیادہ سزاوار ہیں کہ ہم آپ کے پائے اقدس دھوئیں۔ آپؑ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ خدمت کرنے کے حوالے سے مستحق عالم دین ہے۔ اپنے وجود میں تواضع کی صفت پیدا ہونے کے لیے میں نے ایسا کیا ہے، آپ لوگ بھی تواضع کو اختیار کریں، میرے بعد لوگوں کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں، جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ پھر فرمایا: تواضع سے ہی حکمت کو فروغ حاصل ہوتا ہے نہ کہ تکبّر سے، جس طرح پودے نرم مٹی میں اگتے ہیں نہ کہ پہاڑی، یا سخت مٹی میں۔

(مؤرخین کا بیان ہے کہ سرکار دو عالمؐ اپنے اصحاب کو برابر ہدایت دیتے رہتے تھے کہ خبردار کوئی میرے پیچھے پیچھے نہ چلے اور محفل میں غیر ضروری قیام نہ کرے۔ اور ایسے القاب و آداب سے نہ پکارے جن سے سلاطین زمانہ کو یاد کیا جاتا ہے، کہ یہ ساری باتیں انسان کے نفس میں غرور پیدا کرتی ہیں اور وہ راستے سے ہٹ جاتا ہے اور اپنے کو سماج سے الگ اور بالاتر تصور کرنے لگتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان باتوں کا امکان معصومؑ کی زندگی میں نہیں ہوتا ہے، لیکن قائد کا فرض ہے کہ پہلے احکام کو اپنی ذات پر منطبق کرے اس کے بعد دوسروں کو پابند بنائے، ورنہ احکام ایک نظریے کی شکل اختیار کرلیں گے اور ان پر عمل کرنے والا پیدا نہ ہوگا۔ امت کی عملی رہنمائی قائدِ معصوم نہ کرے گا تو کون کرے گا۔ اور ایسا اسوۂ حسنہ کہاں سے حاصل ہوگا)

نرمی

وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ............

اُن سے نرمی کا برتاؤ کرنا......(عہدنامہ)

قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (۱)(اے رسولؐ) اللہ کی مہربانی سے تم ان کے لیے نرم دل ہو اور اگر تم بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے اردگرد سے تتر بتر ہو گئے ہوتے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: لَوْ كَانَ الرِّفْقُ خَلْقاً يُرَىٰ مَا كَانَ مِمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْءٌ اَحْسَنَ مِنْهُ (۲) اگر نرمی آنکھوں سے دیکھی جانے والی مخلوق ہوتی تو خداوند عزوجل کی تمام مخلوق میں اس سے زیادہ حسین کوئی اور چیز نہ ہوتی۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ خَيْراً اَدْخَلَ عَلَيْهِمْ بَابُ الرِّفْقِ (۳) اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی گھرانے کی بھلائی چاہتا ہے تو ان کے لیے نرمی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

دشمن کی زبان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی توصیف

توحید مفضل بن عمر کے معروف و مشہور حدیث کے مقدمے میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں: وہ کہتا ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد مطہر کے قریب بیٹھ کر ان کی عظمت اور مقام کے بارے میں غور وفکر کر رہا تھا۔ اتنے میں ابن ابی العوجاء وہاں آ پہنچا اور کسی گوشے میں بیٹھ گیا جبکہ میں ان کی باتوں کو سن رہا تھا۔ جب ان کا حلقہ احباب جمع ہو گیا تو وہ کفر و الحاد کی باتیں کرنے

۱۔ سورۂ آل عمران ۱۵۹۔ ۲۔ بحار الانوار ج ۷۵، ص ۶۳۔ ۳۔ شرح ابن ابی الحدید جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۳۹

میں مشغول ہوا، یہاں تک کہ وہ نبوت وتوحید کا بھی انکار کرنے لگا، میں ان کی باتوں کو سن کر غصے میں آگ بگولہ ہوگیا اور اٹھ کر چیخنے لگا، اے دشمن خدا! تم نے کفر و الحاد کا راستہ اختیار کرلیا ہے؟ خداوند متعال نے تمہیں بہترین شکل وصورت میں خلق کیا،اس کے باوجود تم نے اس کی خدائی سے انکار کردیا؟ ابن ابی العوجاء نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا: تم کون ہو، اگر علم کلام کے ماہرین میں سے ہوتو دلیل پیش کروتا کہ میں تمہاری پیروی کرسکوں۔ اگر ایسا نہیں تو گفتگو نہیں کرنا۔ اگر تم صادق آل محمدؑ کے پیروکاروں میں سے ہوتو وہ ہم سے ایسی گفتگو نہیں کرتے اور تمہاری طرح ملاقات نہیں کرتے۔ انہوں نے تو اس سے بھی بالاتر گفتگو کو ہم سے سن لیا ہے لیکن کبھی بھی ہمیں دشنام نہیں دیا۔ ہمارے جواب میں غصے کا کبھی اظہار نہیں کیا۔ وہ ایسے بردبار، ہوشیار اور عاقل انسان ہیں کہ ہلکا پن ان کے دامن کو چھو نہیں سکتا، وہ عمدہ طریقے سے ہماری گفتگو کو سنتے ہیں، ہماری باتوں پر توجہ دیتے ہیں، ہمارے دلائل سے آگاہ ہوجاتے ہیں۔

جب ہماری گفتگو مکمل ہوجاتی ہے اور ہم اس وہم وگمان میں کھوجاتے ہیں کہ ہم اپنا مافی الضمیر بیان کرچکے ہیں، پھر وہ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔ انتہائی مناسب، مختصر اور مفید کلمات کے ذریعے ہمارے دلائل کا جواب دیتے ہیں۔ ہماری سازشوں کو ناکام بناتے ہیں۔ ایسے حالات میں ہم جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ اگر تم اُن کے پیروکاروں میں سے ہوتو ان ہی کی طرح ہم سے مخاطب ہو۔(۱)

۱۔ یک صد موضوع اخلاقی در قرآن وحدیث، صفحہ نمبر ۳۴۳۔

خندہ پیشانی

وَابۡسِطۡ لَهُمۡ وَجۡهَکَ......

اُن کے ساتھ کشادہ روئی سے پیش آنا......(عہد نامہ)

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

اِذَا لَقِیۡتُمۡ اِخۡوَانَکُمۡ فَتَصَافِحُوۡا وَ اَظۡهِرُوۡا لَهُمُ الۡبَشَاشَةَ وَالۡبِشۡرَ،تَتَفَرَّقُوۡا وَمَا عَلَیۡکُمۡ مِنَ الۡاَوۡزَارِ قَدۡ ذَهَبَ

جب تم اپنے بھائیوں سے ملاقات کرو تو مصافحہ کرو ان سے مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے ملو۔اس طرح جب ان سے جدا ہوں گے تو تمہارے گناہ ختم ہو چکے ہوں گے(۱)

دوسرے مقام پر امیر کائنات کا فرمان ہے:

اِنَّ اَحۡسَنَ مَا یُأَلِّفُ بِهِ النَّاسَ قُلُوۡبُ اَوۡدَائِهِمۡ وَ نَفَوۡا بِهِ الضِّغۡنَ مِنۡ قُلُوۡبِ اَعۡدَائِهِمۡ حُسۡنُ الۡبِشۡرِ عِنۡدَ لِقَائِهِمۡ وَالتَّفَقُّدُ فِیۡ غَیۡبَتِهِمۡ وَالۡبَشَاشَةُ بِهِمۡ عِنۡدَ حُضُوۡرِهِمۡ.

جن چیزوں کے ذریعے دوستوں کے دلوں کو اپنایا جا سکتا ہے اور دشمنوں کے دلوں سے کینوں کو دور کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں۔ان سے ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے پیش آیا جائے،ان کی عدم موجودگی میں ان کے حال کو دریافت کیا جائے اور ان کی موجودگی کے وقت خندہ روئی کا اظہار کیا جائے(۲)۔

۱۔بحار الانوار ج ۷۶ ص ۲۵۔ ۲۔بحار الانوار ج ۷۸ ص ۵۷۔

عدالت

وَلاَ یَیْأَسَ الضُّعَفَآءُ مِنْ عَدْلِکَ بِھِمْ....

اورتمہارے عدل وانصاف سے کمزور ضعیف لوگ ناامید نہ ہوجائیں.......(عہد نامہ)

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے: یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ کُونُواْ قَوَّامِیْنَ بِالْقِسْطِ (۱) اے ایمان والو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔

اسی حوالے سے دوسری آیت ملاحظہ ہو: یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ کُونُواْ قَوَّامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ (۲) اے ایمان والو! خدا کی خوشنودی کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے تیار رہو۔

عدالت کے بارے میں امیر کائنات علیہ السلام نے فرمایا: العدل الاساس به قوام العالم عدل ایسی اساس ہے جس پر کائنات کا نظام قائم ہے۔ (۳)

غررالحکم میں امیر کائناتؑ کا دوسرا فرمان ملاحظہ ہو: اِنَّ الْعَدْلَ مِیْزَانُ اللّٰہِ الَّذِیْ وَضَعَهُ لِلْخَلْقِ وَ نَصَبَهُ لِإِقَامَةِ الْحَقِّ فَلاَ تُخَالِفُهُ فِیْ مِیْزَانِهِ وَلاَ تُعَارِضُهُ فِیْ سُلْطَانِهِ یقیناً عدل اللہ تعالیٰ کی وہ ترازو ہے، جسے اس نے مخلوق کے لیے مقرر فرمایا اور قیام حق کے لیے نصب فرمایا ہے، لہٰذا اس ترازو کی مخالفت نہ کرو اور نہ ہی اس کے اقتدار کا مقابلہ کرو۔ (۴)

عدالت یعنی جتنا تواں ہو، عدل و انصاف سے کام لینا ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرنا اور لوگوں کے حقوق کو ان کے اندازے کے مطابق ادا کرنا عدالت کے مصادیق میں سے ہے۔ انسان کا عزّ و شرف، عدالت کی رعایت سے مربوط ہے، اگر کوئی حاکم عادل ہو تو اس کی

۱۔ سورۂ النساء آیت ۱۳۵۔ ۲۔ سورۂ المائدہ آیت ۸۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۷۸ ص ۸۳۔ ۴۔ کتاب میزان الحکمۃ جلد ۶ ''محمدی ری شہری'' صفحہ ۱۱۲۔

ملت عنایات الٰہی اور برکات الٰہی سے بہرہ ور ہوگی۔خداوند متعال نے انبیاء علیہم السلام کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ عدالت کو مستحکم کرسکیں اور معاشرۂ انسانی ظلم وستم کا شکار نہ ہو جائے۔لوگوں کی ضروریات کو مدّنظر رکھتے ہوئے نظم وضبط، اخلاقیات، عہد و پیمان یہاں تک اولادوں کے درمیان میں بھی عدالت کی رعایت انتہائی ضروری ہے۔عدالت کے فقدان سے ہی عوام کے درمیان اختلاف وافتراق کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔

متّقین کے اوصاف

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ الْمُتَّقِیْنَ ذَهَبُوْا بِعَاجِلِ الدُّنْیَا وَ آجِلِ الْآخِرَةِ فَشَارَكُوْا اَهْلَ الدُّنْیَا فِیْ دُنْیَاهُمْ وَلَمْ یُشَارِكْهُمْ اَهْلُ الدُّنْیَا فِیْ آخِرَتِهِمْ

خدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہیے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے، وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے، مگر دنیادار اُن متقین کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے۔ .... (عہدنامہ)۔

متقین وہ لوگ ہیں جن پر شیطان کبھی بھی غلبہ حاصل نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے: **اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ**(۱)

متقین وہ لوگ ہیں جو کائنات کے وارث ہوں گے، آخرالامر پوری کائنات پر متقین کی حکومت ہوگی جیسا کہ ارشاد لم یزلی ہے: **وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ**(۲)

متقین کے اوصاف سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے نہج البلاغہ میں امیر کائنات علیہ السلام کے اس خطبے پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں جو خطبۂ ہمام کے نام سے مشہور و معروف ہے:

فَالْمُتَّقُوْنَ فِیْهَا هُمْ اَهْلُ الْفَضَائِلِ، مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ، مَلْبَسُهُمُ الْاِقْتِصَادُ، مَشْیُهُمُ التَّوَاضُعُ ...... اس دنیا میں متقی افراد وہ ہیں جو صاحبانِ فضائل و کمالات ہیں کہ ان کی گفتگو حق و صواب (سلجھی ہوئی) ان کا لباس معتدل (سادہ)، ان کی رفتار متواضع ہوتی ہے۔ جن چیزوں کو پروردگار نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے نظروں کو نیچا رکھتے ہیں اور اپنے

۱۔ سورۂ حجر آیت ۴۲۔

۲۔ سورۂ انبیاء آیت ۱۰۵۔

جمیل سلیمہ
...آباد، یونٹ نمبر ۸۔ ۹

کانوں کو ان علوم کے لیے وقف رکھتے ہیں جو فائدہ پہنچانے والے ہیں ان کے نفوس بلا و آزمائش میں ایسے رہتے ہیں جیسے راحت و آرام میں۔ اگر پروردگار نے ہر شخص کی حیات کی مدّت مقرر نہ کردی ہوتی تو ان کی روحیں ان کے جسم میں پلک جھپکنے کے برابر بھی ٹھہر نہیں سکتی تھیں، ثواب کا شوق اور عذاب کا خوف طاری ہونے کی بنا پر۔ خالق اُن کی نظر میں اس قدر عظیم ہے کہ ساری دنیا نگاہوں سے گرگئی ہے، جنت ان کی نگاہ کے سامنے اُس طرح ہے جیسے اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہورہے ہوں اور جہنم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اس کے عذاب کو محسوس کررہے ہوں ان کے دل نیکیوں کے خزانے ہیں اور ان سے شر کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ان کے جسم نحیف و لاغر ہیں اور ان کی ضروریات نہایت درجہ مختصر اور ان کے نفوس طیب و طاہر ہیں۔ انہوں نے دنیا میں چند دن تکلیف اٹھا کر ابدی راحت کا انتظام کرلیا ہے اور ایسی فائدہ بخش تجارت کی ہے جس کا انتظام ان کے پروردگار نے کردیا تھا دنیا نے انہیں بہت چاہا لیکن انہوں نے اسے نہیں چاہا اور اس نے انہیں بہت گرفتار کرنا چاہا لیکن انہوں نے فدیہ دے کر اپنے کو چھڑالیا۔ راتوں کے وقت مصلّے پر کھڑے رہتے ہیں، خوش الحانی کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے رہتے ہیں اپنے نفس کو محزون رکھتے ہیں اور اسی طرح اپنی بیماری قلب کا علاج کرتے ہیں۔ جب کسی آیت ترغیب سے گزرتے ہیں تو اس کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور جب کسی آیت ترہیب وتخویف سے گزرتے ہیں تو دل کے کانوں کو اس کی طرف یوں مصروف کردیتے ہیں جیسے جہنم کے شعلوں کی آواز اور چیخ و پکار مسلسل ان کے کانوں تک پہنچ رہی ہو۔ یہ رکوع میں کمر خمیدہ اور سجدوں میں پیشانی، ہتھیلی، انگوٹھوں اور گھٹنوں کو فرش خاک کیے رہتے ہیں، پروردگار سے ایک ہی سوال کرتے ہیں کہ ان کی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کردے۔ اس کے بعد دن کے وقت یہ علماء اور دانشمند، نیک کردار اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ جیسے انہیں تیر انداز کے تیر کی طرح خوف خدا نے تراشا ہو۔ دیکھنے والا انہیں دیکھ کر بیمار تصور کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بیمار نہیں ہیں۔ ان کی

باتوں کو سن کر کہتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے حالانکہ ایسا بھی نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ انہیں ایک بڑی بات نے مدہوش بنا رکھا ہے کہ یہ نہ قلیل عمل سے راضی ہوتے ہیں اور نہ کثیر عمل کو کثیر سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے نفس کو ہی موردِ الزام قرار دیتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال ہی سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب ان کی تعریف کی جاتی ہے تو اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں خود اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر پہچانتا ہوں اور میرا پروردگار تو مجھ سے بھی بہتر جانتا ہے۔ خدایا مجھ سے ان کے اقوال کا محاسبہ نہ کرنا اور مجھے ان کے حسنِ ظن سے بھی بہتر قرار دے دینا۔ اور پھر ان گناہوں کو معاف بھی کر دینا جنہیں یہ سب نہیں جانتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے پاس دین میں قوت، نرمی میں شدت احتیاط، یقین میں ایمان، علم کے بارے میں طمع، حلم کی منزل میں علم، مال داری میں میانہ روی، عبادت میں خشوع قلب، فاقہ میں خودداری، سختیوں میں صبر، حلال کی طلب، ہدایت میں نشاط، لالچ سے پرہیز جیسی تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ نیک اعمال بھی انجام دیتے ہیں تو لرزتے ہوئے انجام دیتے ہیں۔ شام کے وقت ان کی فکر شکر پروردگار ہوتی ہے اور صبح کے وقت ذکر الٰہی۔ خوفزدہ عالم میں رات بسر کرتے ہیں اور خوش حالی میں صبح۔ جس غفلت سے ڈرایا گیا ہے اس سے محتاط رہتے ہیں، اور جس فضل و رحمت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس سے خوش رہتے ہیں۔ اگر نفس ناگوار امر کے لیے سختی بھی کرے تو اس کے مطالبے کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک لازوال نعمتوں میں ہے اور ان کا پرہیز فانی اشیا کے بارے میں ہے۔ یہ حلم کو علم سے اور قول کو عمل سے ملائے ہوئے ہیں۔ تم ہمیشہ ان کی امیدوں کو مختصر، دل کو خاشع، نفس کو قانع، کھانے کو معمولی، معاملات کو آسان، دین کو محفوظ، خواہشات کو مردہ اور غصے کو پیا ہوا دیکھو گے۔ ان سے ہمیشہ نیکیوں کی امید رہتی ہے، اور انسان ان کے شر کی طرف سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ غافلوں میں نظر آئیں تو بھی یادِ خدا کرنے والوں میں لکھے جاتے ہیں اور یاد کرنے والوں میں نظر آئیں تو بھی غافلوں میں شمار نہیں ہوتے

ہیں۔ظلم کرنے والے کو معاف کردیتے ہیں۔محروم رکھنے والے کو عطا کردیتے ہیں، قطع رحم کرنے والوں سے تعلقات رکھتے ہیں۔لغویات سے ڈرو۔نرم کلام،منکرات غائب،نیکیاں حاضر،خیر آتا ہوا شر جاتا ہوا،زلزلوں میں باوقار،دشواریوں میں صابر،آسانیوں میں شکر گزار،دشمن پر ظلم نہیں کرتے ہیں،چاہنے والوں کی خاطر گناہ نہیں کرتے ہیں،گواہی طلب کیے جانے سے پہلے حق کا اعتراف کرتے ہیں امانتوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔جو بات یاد دلادی جائے اسے بھولتے نہیں ہیں اور القاب کے ذریعے ایک دوسرے کو چڑھاتے نہیں ہیں اور ہمسائے کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں۔مصائب میں کسی کو طعنے نہیں دیتے ہیں۔حرف باطل میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور کلمۂ حق سے باہر نہیں آتے ہیں۔یہ چپ رہیں تو ان کی خاموشی ہم وغم کی بنا پر نہیں ہے اور یہ ہنستے ہیں تو آواز بلند نہیں کرتے ہیں۔ان پر ظلم کیا جائے تو صبر کر لیتے ہیں تا کہ خدا اس کا انتقام لے۔ان کا اپنا نفس ہمیشہ رنج میں رہتا ہے اور لوگ ان کی طرف سے ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں۔انہوں نے اپنے نفس کو آخرت کے لیے تھکا ڈالا ہے اور لوگ ان کے نفس کی طرف سے،آزاد ہو گئے ہیں۔دور رہنے والوں سے ان کی دوری زہد اور پاکیزگی کی بنا پر ہے اور قریب رہنے والوں سے ان کی قربت نرمی اور رحمت کی بنا پر ہے۔نہ دوری تکبر و برتری کا نتیجہ ہے اور نہ قربت مکر و فریب کا۔(۱)

۱۔نہج البلاغہ،سید ذیشان حیدر جوادی صفحہ ۱۰۴، ناشر محفوظ بک ایجنسی،مارٹن روڈ،کراچی۔

متقین کے اوصاف آیات وروایات کی روشنی میں

۱) تواضع:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً(۱)

اور (خدائے) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔

۲) حلم و بردباری:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً (۲)

اور جب جاہل ان سے (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام (تم پر سلامتی ہو)

۳) راتوں میں مناجات:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِيَاماً (۳)

اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے واسطے سجدے اور قیام میں رات کاٹ دیتے ہیں۔

۴) انفاق کرنے میں میانہ روی:

وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذَالِكَ قَوَاماً (۴)

۱۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۳۔ ۲۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۳۔

۳۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۴۔ ۴۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۷

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ اس کے درمیان اوسط درجے کا رہتا ہے۔

۵) شرک سے دوری:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ (۱)

اور وہ لوگ خدا کے ساتھ دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے۔

۶) بے خطا لوگوں کو قتل نہیں کرتے:

وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (۲)

اور جس جان کے مارنے کو خدا نے حرام کردیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے۔

۷) پاک دامن رہتے ہیں:

وَلَا يَزْنُون (۳)

اور نہ زنا کرتے ہیں۔

۸) جھوٹی گواہی نہیں دیتے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ (۴)

اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ہیں۔

۹) بیہودہ افراد سے بزرگانہ انداز سے ملتے ہیں:

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَاماً (۵)

۱۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۸۔ ۲۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۸ ۳۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۸۔

۴۔ سورۂ الفرقان آیت ۷۲۔ ۵۔ سورۂ الفرقان آیت ۷۲۔

وہ لوگ جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔

۱۰) بصیرت و آگاہی:

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمّاً وَعُمْيَاناً (۱)

انہیں ان کے پروردگار کی آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو بہرے اندھے ہو کر گر نہیں پڑتے (بلکہ جی لگا کر سنتے ہیں)

۱۱) عذاب الٰہی سے خوف کھانا:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً (۲)

اور وہ لوگ جو دعا کرتے ہیں کہ پروردگارا ہم سے جہنم کا عذاب پھیرے رہ، کیونکہ اس کا عذاب بہت سخت اور پائیدار ہوگا۔

۱۲) اولاد صالح کی آرزو:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ (۳)

اور وہ لوگ جو (ہم سے) عرض کیا کرتے ہیں کہ پروردگارا ہمیں بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

۱۔ سورۂ الفرقان آیت ۷۳۔ ۲۔ سورۂ الفرقان آیت ۶۵۔ ۳۔ سورۂ الفرقان آیت ۷۴

۱۳) پرہیز گاروں کا سردار بننے کی خواہش:

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً(۱)

اور ہم کو پرہیز گاروں کا سردار قرار دے۔

۱۴) شیطان ہم پر مسلط نہ ہو:

إِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَکَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (۲)

بتحقیق میرے بندوں پر تمہاری حکمرانی نہیں ہوگی۔

۱۵) استجابت دعا:

وَإِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَإِنِّیْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ(۳)

جب میرا بندہ مجھ سے سوال کرے تو (کہو) میں قریب ہوں دعا کرنے والے کی پکار پر جواب دیتا ہوں۔

۱۶) کائنات کے وارث:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِيْ الزَّبُوْرِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ(۴)

اور ہم نے تو نصیحت (توریت) کے بعد یقیناً زبور میں لکھ ہی دیا تھا کہ روئے زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔

۱۔ سورۂ الفرقان آیت ۷۴۔ ۲۔ سورۂ حجر آیت ۴۲۔ ۳۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶۔
۴۔ سورۂ انبیاء آیت ۱۰۵۔

متقین کے اوصاف، روایات کی روشنی میں

۱) خوفِ الٰہی:

قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ مَنْ اَحَبَّ عِبَادَ اللّٰهِ عَبْدًا اَعَانَهُ اللّٰهُ عَلىٰ نَفْسِهِ فَاسْتَشْعِرَ الْحُزْنَ وَتَجْلِبَ الْخَوْفَ فَزَهِرَ مِصْبَاحُ الْهُدىٰ فِيْ قَلْبِهِ.

اے اللہ کے بندو! بتحقیق خدا کا محبوب اور بہترین بندہ وہ ہے جس کو اس کے نفس کے ساتھ مبارزے میں خدا نے مدد کی ہے۔ اس کا زیرپوش اندوہ اور بیرونی لباس خوفِ الٰہی ہے۔ ہدایت کا چراغ اس کے دل میں روشن ہے۔

۲) نماز میں چہرے کا رنگ متغیّر ہونا:

كَانَ الْاِمَامُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَم اِذَا اَخَذَ فِي الْوُضُوْءِ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ مِنْ خِيْفَةِ اللّٰهِ تَعَالىٰ(۱)

امیر المومنین علیہ السلام جب بھی وضو کرتے تو خوفِ الٰہی سے آپؑ کے چہرے کا رنگ متغیّر ہو جاتا تھا۔

۳) خدا کی طرف مکمل توجہ:

كَانَ الْاِمَامُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَم اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلاَةِ فَقَالَ "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ" تَغَيَّرَ لَوْنُهُ حَتّٰى يَعْرِفَ ذَالِكَ فِيْ وَجْهِهِ

۱۔ بحار الانوار ج ۵۷، ص ۴۰۰۔

حضرت علی علیہ السلام جب نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے تو اس آیت کی تلاوت کرتے تھے ''میں نے اس کے طرف رخ کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا'' لہٰذا آپؑ کے چہرے کا رنگ اس طرح بدل جاتا تھا کہ دیکھنے میں نمایاں نظر آجاتا تھا۔

۴)واجبات کی بجا آوری:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلاَمُ. اَعْبُدُ النَّاسِ مَنْ اَقَامَ الْفَرَائِضَ.
لوگوں میں سب سے بڑا عابد وہ شخص ہے جو واجبات کو بجالائے۔

۵)مخلوقات خداوندی پر بھروسا نہ رکھنا:

عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ: لَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ عَابِداً لِلّٰهِ حَقَّ عِبَادَتِهِ حَتّٰی یَنْقَطِعَ عَنِ الْمَخْلُوْقِ كُلُّهُمْ فَحِیْنَئِذٍ یَقُوْلُ هٰذَا خَالِصٌ لِیْ فَیُقَبِّلُهُ بِكَرَمِهِ.
حقیقت میں بندے نے خدا کی پرستش نہیں کی ہے، جب تک وہ مخلوقات سے ناامید نہ ہوجائے اور خدا پر مکمل بھروسا نہ رکھے، اُس وقت خدا فرماتا ہے یہ پرستش خالص میرے لیے ہے اور اپنے فضل وکرم سے اسے قبول کرتا ہے۔

۶)طلبِ مغفرت:

قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلاَمُ. خَیْرُ الْعِبَادِ مَنْ اِذَا اَحْزَنَ اِسْتَبْشَرَ وَاِذَا اَسَاءَ اسْتَغْفَرَ (۱) بندوں میں سے سب سے بہترین وہ ہے، جو جب کبھی نیکی کرے تو خوشحال ہوجائے اور گناہ سرزد ہوجائے تو طلبِ مغفرت کرے۔

۱۔غرر الحکم ص۵۰۱۹۔

موت

فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللّٰهِ، اَلْمَوْتُ وَ قُرْبَهُ (عہد نامہ)

ترجمہ: ''اللہ کے بندو! موت اور اس کی آمد سے ڈرو۔''

اکثر لوگ موت کو فنا اور زوال سمجھتے ہیں، جبکہ یہ تصور عقلی دلائل اور قرآن مجید کی روشنی میں صحیح نہیں ہے۔ قرآن کے نقطۂ نگاہ سے موت ایک کائنات سے دوسری کائنات کی جانب منتقل ہونا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّ العزّت ہے: وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ (۱) دوسری جگہ پر اللہ رب العزت نے موت کو مخلوق کہہ کر پکارا ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاةَ (۲) وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ اکثر لوگ موت کا نام سنتے ہی وحشت زدہ ہو جاتے ہیں، بہت ہی کم لوگ دل و جان سے موت کا استقبال کرنے والے ہیں، موت سے خوف کھانے کی بنیادی وجہ یہ ہے موت کے بعد آنے والی زندگی پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ فطری طور پر انسان نابودی اور زوال سے خوف کھاتا ہے، انسان رات کی تاریکی سے خوف کھاتا ہے، کیونکہ پردۂ شب میں روشنی نہیں نظر آتی ہے، اسی طرح انسان مردے سے خوف کھاتا ہے کیونکہ مردہ بھی فنا کے راستے پر گامزن ہوا ہے۔ لیکن اگر انسان کو اپنے دل و جان سے یقین حاصل ہو جائے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ اگر اسے یہ یقین حاصل ہو جائے کہ یہ پیکر خاکی پنجرے کی مانند ہے جس میں روح کا پرندہ قید ہے، جب پنجرہ ٹوٹ جائے گا تو پرندہ آزاد ہو جائے گا اور محبوب کے دیار میں جانے کے لیے بے تاب نظر آئے گا۔ اگر یہ یقین حاصل ہو جائے کہ اس کے چہرے پر پیکر خاکی کے گرد و غبار پڑے ہوئے ہیں

....

۱۔ سورۂ قٓ آیت ۱۹۔ ۲۔ سورۂ ملک آیت ۲۔

جس کی بنا پر محبوب کا دیدار و ملاقات کرنے سے محروم ہے۔ پس وہ ضرور اس آرزو و تمنا میں رہے گا کہ جلد از جلد اس کے چہرے سے گرد و غبار صاف ہو جائے۔ اگر اسے یقین حاصل ہو جائے کہ وہ جنت کا طائر ہے اور اس کا تعلق اُس کائنات سے وابستہ ہے جو موت کے بعد آباد ہے، یہ تو صرف چند دنوں کے لیے پیکر خاکی کے پنجرے میں بند ہوا ہے، اگر کسی کا عقیدہ موت کے بارے میں ایسا ہی ہو تو وہ کبھی بھی موت سے خائف نہیں ہوگا۔ اسی لیے واقعۂ کربلا میں ہم یہ مطالعہ کرتے ہیں، جب مظلوم کربلا حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام اور ان کے باوفا اصحاب پر جس قدر سختیاں بڑھتی تھیں تو ان کے اطمینان میں اور بھی اضافہ ہوتا تھا۔ جوان، بچے اور بوڑھے سب کے سب سرخ موت کو گلے لگانے کے لیے آمادہ و تیار نظر آتے تھے، یہاں تک کہ صبح عاشورا چند اصحابِ حسینیؑ انتہائی ضعیف تھے لیکن موت کا استقبال کرنے کے لیے بے تابی کے ساتھ منتظر تھے، جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ اس حد تک خوش و خرّم کیوں ہیں؟ تو جواب دیا:

''اس لیے کہ ہم ''کاسۂ شہادت'' سے سیراب ہونے والے ہیں اور ''حورالعین'' سے شادی کرنے والے ہیں۔''(۱)

حدیث میں ہے کہ کسی نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا:

مَا الْمَوْتُ؟ یعنی موت کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: لِلْمُؤْمِنِ کَنَزْعِ ثِیَابٍ وَ سَخَةٍ قُمْلَةٍ وَ فَکِّ قُیُوْدٍ وَاَغْلَالٍ ثَقِیْلَةٍ وَالْاِسْتِبْدَالُ بِأَفْخَرِ الثِّیَابِ وَ اَطْیَبِهَا رَوَائِحَ، وَاَوْطَیِ الْمَرَاکِبَ وَاٰنَسِ الْمَنَازِلَ. وَلِلْکَافِرِ کَخَلْعِ ثِیَابٍ فَاخِرَةٍ وَالنَّقْلُ عَنْ مَنَازِلِ اَنِیْسَةٍ وَالْاِسْتِبْدَالُ بِاَوْسَخِ الثِّیَابِ وَاَخْشَنِهَا وَاَوْحَشِ الْمَنَازِلِ وَاَعْظَمِ الْعَذَابِ موت مومن کے لیے میل کچیل اور حشرات سے پُر لباس کو تن سے اُتارنے، جسم کے سنگین غُل و زنجیر کو

۱۔ مقتل الحسین مقرم ص ۲۶۳۔

کھولنے اوراس کی جگہ پر معطّر اور عمدہ لباس کوزیب تن کرنے کا نام ہے۔ عمدہ سواری اور انس و محبت کی منزل کا نام ہے، اور کافر کے لیے موت فخر ومباہات کے لباس کوتن سے اُتارنے کا نام ہے، پسندیدہ جگہ سے ہجرت کا نام ہے اوراس کی جگہ پر میل کچیل سے بھرے لباس کوزیب تب کرنے اور وحشت ناک جگہ پر ڈیرا ڈالنے کا نام ہے، سخت ترین عذاب ہونے والی جگہ پر منزل (سکونت) اختیار کرنا ہے۔(۱)

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے بھی کسی نے موت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: هُوَ النَّوْمُ الَّذِیْ یَأْتِیْکُمْ کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَّا اَنَّهُ طَوِیْلٌ مُدَّتُهُ لَا یُنْتَبِهُ مِنْهُ اِلَّا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ،موت وہی نیند ہے جو ہر رات تمہارے پاس آتی ہے مگر یہ کہ اس کی مدت زیادہ ہے، روز قیامت تک وہ بیدار نہیں ہوسکتا ہے۔(۲)

حمل سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸ - ۹۱

۱۔ یکصد موضوع اخلاقی، مؤلف: آقائے مکارم شیرزای، ص ۲۸۷۔

۲۔ یکصد موضوع اخلاقی، مؤلف: آقائے مکارم شیرزای، ص ۲۸۷۔

عذابِ جہنم سے ڈرنا

فَاحْذَرُوْا نَاراً قَعْرُهَا بَعِيْدٌ وَ حَرُّهَا شَدِيْدٌ وَ عَذَابُهَا جَدِيْدٌ ......

پس تم جہنم کی اس آگ سے ڈرو جس کا گہراؤ دور تک چلا گیا ہے جس کی تپش بے پناہ ہے، اور جس کا عذاب ہمیشہ اور تازہ رہتا ہے...... (عہدنامہ)

❁ قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے:

مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيْرًا (۱)

ان کا ٹھکانہ جہنم ہے کہ جب کبھی بجھنے کو ہوگی تو ہم ان لوگوں پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔

❁ دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے:

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَاداً لِلطَّاغِيْنَ مَآباً (۲)

بے شک جہنم گھات (کی جگہ) ہے سرکشوں کا وہی ٹھکانہ ہے۔

❁ امیر المومنین علیہ السلام نے جہنم کے اوصاف کو یوں بیان کیا ہے:

إِنَّهَا نَارٌ لَا يَهْدَأُ زَفِيْرُهَا وَلَا يَفُكُّ أَسِيْرُهَا وَلَا يُجِيْرُ كَسِيْرُهَا، حَرُّهَا شَدِيْدٌ وَ قَعْرُهَا بَعِيْدٌ وَمَأْوٰهَا صَدِيْدٌ.

جہنم ایک ایسی آگ ہے جس کے شعلوں کی ہولناک آواز تھمنے میں نہیں آئے گی جس میں مقید افراد کو آزادی نہیں ملے گی، جس کی گہرائی بڑی دور تک ہوگی اور جس کا پانی پیپ ہوگا۔

....

۱۔ سورۃ الاسراء آیت ۹۷۔

۲۔ سورۃ النباء آیات ۲۱،۲۲۔

❁ دوسری جگہ امیر کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِعْلَمُوْا اَنَّهُ لَيْسَ هٰذَا الْجِلْدُ الرَّقِيْقُ صَبْرًا عَلَى النَّارِ فَارْحَمُوْا نُفُوْسَكُمْ فَاِنَّكُمْ قَدْ جَرَّبْتُمُوْهَا فِيْ مَصَائِبِ الدُّنْيَا فَرَأَيْتُمْ جَزْعَ اَحَدِكُمْ مِّنَ الشَّوْكَةِ تُصِيْبُهُ وَالْعَثْرَةِ تُدْمِيَةِ وَالرَّمْضَاءُ تُحْرِقُهُ، فَكَيْفَ اِذَا كَانَ بَيْنَ طَابَقَيْنِ مِنْ نَارٍ فَجِيْعِ حَجَرٍ وَ قَرِيْنِ شَيْطَانٍ۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نازک جلد جہنم کا عذاب برداشت نہیں کرسکتی، لہٰذا تم اپنے آپ پر رحم کرو، کیونکہ تم نے اسے دنیا کے مصائب میں آزمالیا ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہے کہ جب کسی کو کانٹا چبھتا ہے تو اسے درد ہوتا ہے جب ٹھوکر لگتی ہے تو اس سے خون بہہ نکلتا ہے، جب دھوپ پڑتی ہے تو اسے جلا دیتی ہے تو پھر اس وقت کیا بنے گا جب وہ آگ کے دو پاٹوں کے درمیان آجائے گا!! پتھروں کا ساتھی اور شیطان کا ہم نشین ہوگا۔ (۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مدینے میں ایک شخص رہتا تھا اس کا نام مالک بن ثعلبہ تھا اور وہ اپنے زمانے کا امیر ترین شخص تھا جب اس نے سورۂ توبہ کی آیت ۳۴ کی تلاوت سنی جس میں ارشاد رب العزت ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

"وہ لوگ جو سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے پس (اے رسول!) انہیں بشارت دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

۱۔ میزان الحکمت ج ۲ ص ۲۵۹۔

اس آیت کو سنتے ہی وہ بے ہوش ہوگیا، جب ہوش میں آیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا یہ عذاب ان لوگوں کے لیے ہے جو سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! پس مالک اپنے تمام مال وثروت کو راہ الٰہی میں انفاق کرنے کے بعد لوگوں سے دور صحرا میں زندگی گزارنے لگا۔ اس کی بیٹی نے باپ کی اس حالت کو دیکھنے کے بعد کہا: اے بابا! آپ نے تو ہمیں زندگی میں یتیم کر دیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے اُس بیٹی کے کلمات کو رسول خداؐ کے سامنے بیان کیا، رسول خداؐ نے گریہ کرتے ہوئے سلمانؓ سے کہا: مالک کو میرے پاس لے کر آؤ۔ سلمانؓ نے مالک کو اپنے ہمراہ لیا اور رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے۔ رسول خداؐ نے اس کا حال احوال پوچھا عرض کرنے لگا جہنم کی خوف سے میرے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہے اور اسی خوف نے میرے اور آپؐ کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ جب رسول خداؐ نے سورۂ حجر (۱) کی تلاوت کی، اُس وقت مالک نے آہ وفریاد بلند کی اور اس کی روح پیکر خاکی سے مفارقت کر کے ملکوت اعلیٰ کی طرف چل بسی۔ (۲)

۱۔ سورۂ حجر آیت نمبر ۴۳۔

۲۔ کتاب یکصد موضوع پانصد داستان، ص ۲۱۶۔

خوف الٰہی

وَاِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنّاً بِاللّٰهِ أَشَدُّهُمْ خَوْفاً لِلّٰهِ ...

اور جو سب سے زیادہ اللہ سے امید رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہے۔ ... ..(عہد نامہ)

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے: تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً (۱) (رات کے وقت) ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور (عذاب کے) خوف اور (رحمتِ خدا) کی امید میں اپنے پروردگار کو پکارتے اور اُس کی عبادت کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اِحْذَرُوا مِنَ اللّٰهِ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَاخْشَوْهُ خَشْيَةً يَظْهَرُ اَثَرُهَا عَلَيْكُمْ۔ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اُس نے تمہیں اپنی ذات کے متعلق ڈرایا ہے، اور اس سے اس قدر خوف کرو کہ اُس کے اثرات تم سے ظاہر ہونے لگیں (۲)۔ بہ وقتِ شہادت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو جو وصیتیں فرمائیں اُن میں ایک وصیت یہ بھی تھی اُوصِيكَ بِخَشْيَةِ اللّٰهِ فِي سِرِّ اَمْرِكَ وَ عَلَانِيَتِكَ میں تمہیں ظاہری اور باطنی دونوں صورتوں میں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص میں خوف کے آثار ملاحظہ فرمائے تو اس سے پوچھا: تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ اس نے کہا: میں خدا سے ڈرتا ہوں، حضرتؑ نے فرمایا: اے بندۂ خدا (اللہ سے نہیں) اپنے گناہوں اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے عدل سے ڈرو جو وہ اس ظلم کے بارے میں کرے گا جو تم اس کے بندوں پر کرتے ہو۔ اس نے تمہیں جس چیز کا مکلّف

۱۔ سورۂ السجدہ آیت ۱۶۔

۲۔ غرر الحکم۔

بنایا ہے اس میں اُس کی اطاعت کرو، جو چیز تمہاری اصلاح کرتی ہے اُس کے بارے میں خدا کی نافرمانی نہ کرو۔ اُس کے بعد تم خدا سے نہ ڈرو کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور کبھی بھی کسی کو استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیتا۔ البتہ برے انجام سے ضرور ڈرو کہ وہی تغیر اور تبدل پیدا کرتا ہے، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خداوند متعال تمہیں برے انجام سے محفوظ رکھے تو تمہیں اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ جو بھی اچھا کام بجالاتے ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہوتا ہے اور جو برائی تم انجام دیتے ہو وہ تمہیں اللہ کی طرف سے مہلت اور ڈھیل اور تمہارے ساتھ اس کے حلم اور عفو و درگزر کرنے کی وجہ سے ہے۔(۱)

خوف و رجاء کی حالت میں زندگی کے لمحات گزار لینے چاہئیں، کیونکہ پروردگار عالم کی مقدس ذات پر امید و رجاء حقیقت میں خوف الٰہی کے برابر ہے، سب سے نیک لوگ وہی ہیں جو خدا سے زیادہ خوف رکھتے ہیں۔ جس کسی کی امید و رجاء بڑھ جائے تو اسی حساب سے اس کے خوف میں اضافہ ہوگا، پروردگار عالم کی مرضی کے خلاف کوئی کام انجام نہیں دے گا، اس سوچ کے ساتھ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو جائے۔

ابن ابی الحدید نے اس مقام پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اس فرمان کو نقل کیا ہے اگر خداوند متعال کسی کتاب کو نازل کرے اور اس میں یہ تحریر ہو کہ کسی ایک کو عذاب میں گرفتار کروں گا تو میں گمان رکھوں گا کہ وہ میں ہوں۔ یا اس کتاب میں یہ تحریر ہو کہ کسی ایک کو بخش دوں گا تو مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں۔ اگر مجھے عذاب نازل کرے تو پھر بھی میں اپنی کوششوں کو جاری و ساری رکھوں گا تا کہ ایسا نہ ہو کہ اپنی ذات کی طرف متوجہ ہونے کے بعد میرا نفس مجھے ملامت کرے۔(۲)

۱۔ ترجمہ فیض الاسلام حاج سیّد علی نقی) ۲۔ بحار الانوار ج ۷۰ ص ۳۹۲۔

حسن ظن

وَأَنْ یَحْسُنَ ظَنُّكُمْ بِهِ فَاجْمَعُوا بَيْنَهُمَا

اور اس سے اچھی امید بھی رکھو اور ان دونوں باتوں کو اپنے اندر جمع کر لو .... (عہدنامہ)

قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ (۱)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ اَفْضَلِ السَّجَايَا وَاَجْزَلِ الْعَطَايَا ، حسن ظن افضل ترین عبادت اور اللہ کا عظیم ترین عطیہ ہے۔ امیر کائنات علیہ السلام کا اس سلسلے میں دوسرا فرمان ملاحظہ ہو، حُسْنَ الظَّنِّ رَاحَةُ الْقَلْبِ وَسَلاَمَةُ الدِّيْنِ حسن ظن دل کی راحت اور دین کی سلامتی ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں ہر حوالے سے امن و امان بحال ہو جائے، نہ صرف عملی طور پر لوگ ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہوں بلکہ اس سے بھی بالاتر زبان اور سوچ و فکر میں بھی امنیت پوشیدہ ہو، ہر کوئی یہ احساس کرے کہ دوسرے شخص کی سوچ کی حدود سے تہمت کے تیروں کے ذریعے اس کی شخصیت کو نشانہ نہیں بنایا جا رہا ہے، اور یہ وہ امن کا فارمولا ہے جو صرف اور صرف ایک مذہبی اور ایمانی معاشرے میں ہی ممکن ہے۔

سرزمین عجم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: آپؐ کے پاس تو دعاؤں کا ذخیرہ ہے، مجھے انتہائی مختصر اور جامع دعا کی تعلیم دیں تاکہ میں تمام دعاؤں کو پڑھنے کا ثواب حاصل کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: کہو
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي وَاَنَا عَبْدُكَ ، تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا عبد (بندہ) ہوں، عجمی شخص چلا

۱۔ سورۂ فصلت آیت ۲۳۔

گیا، چونکہ اس نے صحیح طریقے سے دعا نہیں سیکھی تھی، بنا برایں وہ بالکل برعکس دعا کرنے لگا: خدایا! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ ایک دن جبرئیل امینؑ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے: آپؐ نے جس عجمی شخص کو دعا کی تعلیم دی تھی وہ تو بالکل غلط طریقے سے پڑھ رہا ہے، جس سے کفر کے شعلے بلند ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو طلب کیا اور اس کی حالت کے بارے میں پوچھا اس نے عرض کیا میں اس دعا کو پڑھ کر بہت خوشحال ہوا ہوں ہمیشہ سے میرا ورد یہی ہے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ، ''خدایا تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔'' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آئندہ اس طرح سے نہیں پڑھنا، ورنہ کافر ہو جاؤ گے، وہ شخص بہت پریشان ہوا اور عرض کیا: میں نے ایک مدّت تک اپنی سوچ کے مطابق عین ایمان سمجھ کر پڑھا ہے، لیکن اب کیا کروں؟ اس وقت جبرئیل امین کا نزول ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے زبان سے غلط کہا ہے لیکن میں اس کے دل کی کیفیت سے واقف ہوں، ہم نے اس کے جملوں کو ثواب میں لکھ دیا ہے اور ہم اسے اس کے مقاصد تک پہنچائیں گے(۱)۔

۱ یکصد موضوع پانصد داستان ص ۲۳۵، مؤلف علی اکبر صداقت۔

نفس کی مخالفت

فَاَنْتَ مَحْقُوقٌ اَنْ تُخَالِفَ عَلٰی نَفْسِکَ.....

پس اب تم اپنے نفس کی مخالفت اور خلاف ورزی کر سکتے ہو........(عہد نامہ)

نفس امارہ انسان کو گناہوں کی طرف دعوت دیتا ہے اس مرحلے میں ایمان اور عقل تکامل کے منازل کو طے نہ کرنے کی وجہ سے نفس امارہ کو لگام نہیں دے سکتے ہیں بلکہ مختلف موارد میں،اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔اگر مقابلہ بھی کرلیں تو نفس امارہ انہیں شکست دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔یہ وہی حقیقت ہے جب عزیز مصر کی بیوی نے اپنے ناپاک مقصد کے نتیجے کو مشاہدہ کرنے کے بعد کہا:أَنـا رَاوَدتُّـهُ عَن نَّفْسِـه (۱) میں نے خود اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی تمنا کی تھی۔پروردگار عالم نے حضرت یوسفؑ کے گفتگو کو بھی بیان فرمایا:وَمَـا أُبَرِّیءُ نَفْسِیْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ إِنَّ رَبِّیْ غَفُورٌ رَّحِیْـم (۲) اور یوں تو میں بھی اپنے نفس کو (گناہ سے) بےلوث نہیں کہتا ہوں کیونکہ (میں بھی بشر ہوں اور) نفس برابر برائی کی طرف ابھارتا ہی رہتا ہے،مگر جس پر میرا پروردگار رحم فرمائے (اور گناہ سے بچائے) اس میں شک نہیں کہ میرا پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:اَشْقَی النَّاسِ مَنْ غَلَبَ هَوَاهُ فَمَلِکَتْهُ دُنْیَاهُ وَ اَفْسَدَ آخِرَتَهُ(۳) لوگوں میں سب سے بد بخت انسان وہ ہے جس پر اس کا نفس امارہ غالب آجائے۔اس کی دنیا پر قابض ہوکر اس کی آخرت کو تباہ کرے۔گرمی کے موسم میں معاویہ اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھ کر ہواؤں کے تند جھونکوں سے لطف اندوز ہونے میں مشغول تھا اتنے میں اس نے ایک عربی کو دیکھا جو پا پیادہ پھٹے پرانے لباس کو زیب تن کرکے آرہا تھا۔اتنے میں عربی

....

۱۔سورۂ یوسف آیت ۵۱۔ ۲۔سورۂ یوسف آیت ۵۳۔ ۳۔غرر الحکم ج ۲ ص ۵۹۲۔

نے معاویہ کے دروازے پر دستک دی۔ معاویہ نے کہا: کیا اس گرمی میں تمہیں مجھ سے کوئی کام تو نہیں؟ جواب دیا: میرا تعلق خاندان بنی تمیم سے ہے، میری شادی اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی تھی اتفاق زمانہ سے میرا تمام مال وثروت ختم ہو گیا، چچا میری تنگدستی کو دیکھنے کے بعد بیٹی کو گھر لے گئے، میں آپ کے گورنر مروان کے پاس جا کر اپنے تمام واقعات کو بیان کر چکا، انہوں نے میری زوجہ اور چچا کو بلایا جب وہ دونوں آ گئے تو مروان کی نگاہ میری زوجہ پر پڑی اور اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا۔ مروان نے میرے چچا کو ایک ہزار سرخ دینار دیے اور مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا، میں نے انکار کیا تو تازیانوں سے مارنا شروع کر دیا۔ پھر بھی میں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ میری رضایت کے بغیر بزورِ بازو میری بیوی کو طلاق دلوائی اور عدت ختم ہونے تک مجھے زندان میں بند رکھا۔ لہٰذا اب حصول انصاف کے لیے تمہارے دروازے پر آیا ہوں۔

معاویہ نے مروان کے نام ایک خط لکھا اور اس سے مطالبہ کیا وہ جلد از جلد اس عورت کو شام روانہ کر دے۔ کچھ عرصے کے بعد وہ عورت شام میں معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئی، معاویہ جو خواہش پرستوں کا سردار تھا اس عورت کو دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا۔ معاویہ نے کہا میں تمہاری بیوی کے بجائے تین خوبصورت کنیزوں کو تمہارے حوالے کر دیتا ہوں اور تمہارے تمام تر اخراجات بھی دے دیتا ہوں، تم اپنی بیوی سے دستبرداری کا اعلان کر دو۔ عربی نے کہا: میں تو مروان کی شکایت لے کر تمہارے در پہ آیا تھا۔ اب یہاں سے میں کہاں جاؤں؟ معاویہ نے اس وقت عورت سے مخاطب ہو کر کہا: میں مروان اور تمہارے شوہر میں سے کس کا انتخاب کرتی ہو؟ عورت نے جواب دیا: اپنے شوہر کا انتخاب کرتی ہوں، معاویہ نے مجبور ہو کر بیوی کو شوہر کے حوالے کر دیا۔[۱]

۱۔ پند تاریخ ج ۲ ص ۲۱۸، اعلام الناس ص ۱۲، یکصد موضوع پانصد داستان ص ۵۲۷۔

دین کی حفاظت

وَاَنْ تُنَافِحَ عَنْ دِیْنِکَ......

اوراپنے دین کے لیے سینہ سپر رہنا ۔ (عہدنامہ)

قرآن مجید میں ارشادرب ذوالجلال ہے:

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفاً (۱)

خداوندمتعال مال وثروت کودوست اوردشمن دونوں کوعطا کرتا ہے،لیکن دین کوصرف دوستوں کے لیےعطا کرتا ہے۔

حضرت امیرکائنات علیہ السلام کافرمان ملاحظہ ہو:

اِذَا حَضَرَتْ بَلِیَّۃٌ فَاجْعَلُوْا اَمْوَالَکُمْ دُوْنَ اَنْفُسِکُمْ وَاِذَا اُنْزِلَتْ نَازِلَۃٌ فَاجْعَلُوْا اَنْفُسَکُمْ دُوْنَ دِیْنِکُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْھَالِکَ مَنْ یُھْلِکُ دِیْنَہٗ وَالْحَرِیْبُ مَنْ حَرَبَ دِیْنَہٗ(۲)

جب کسی آزمائش کا سامنا ہوتو اپنی جانوں کواپنے مال کے ذریعے بچاؤ جب کوئی مصیبت نازل ہوتواپنے دین کواپنی جانوں کے ذریعے بچاؤ،جان لوتباہ ہے وہ شخص جس کا دین تباہ ہے،اورسلب شدہ ہے وہ شخص جس کادین سلب ہوگیا۔

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام مصیبت کے وقت فرمایا کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ مُصِیْبَتِیْ فِیْ دِیْنِیْ

خداکاشکرکہ اُس نے میری مصیبت کومیرے دین میں قرارنہیں دیا۔

حضرت علی علیہ السلام کسی جگہ سے گزرر ہے تھے،چند بچوں کودیکھا،جوکھیلنے میں مشغول

۱۔سورۂ روم آیت ۳۰۔ ۲۔وسائل الشیعہ ج ۱،ص ۴۵۱۔

تھے ،لیکن ایک بچہ افسردگی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔امیر کائناتؑ نے اس بچے سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ بچے نے جواب دیا: میرا نام مات الدین (یعنی دین مرگیا) ہے۔مولائے کائناتؑ نے فرمایا: اس بچے کا باپ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اس کے باپ کا انتقال ہوگیا ہے، جبکہ ماں حیات ہے، آپؑ نے ماں کو بلانے کے بعد فرمایا: اس بچے کا نام مات الدین کیوں رکھا ہے؟ ماں نے جواب دیا جب یہ بچہ میرے شکم میں تھا تو اس کا باپ سفر میں تھا، کچھ عرصے کے بعد اس کے ساتھ سفر کرنے والے واپس آ گئے اور انہوں نے کہا کہ تمہارا شوہر سفر میں بیمار ہوا اور انتقال کر گیا۔انہوں نے وصیت میں یہ کہا کہ اگر میرے ہاں بچہ ہو جائے تو اس کا نام مات الدین رکھ دینا۔امامؑ سمجھ گئے کہ انہوں نے اس نام کا انتخاب کیوں کیا ہے۔آپؑ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم سب کے سب مسجد میں جمع ہو جاؤ۔پھر آپؑ نے ان لوگوں کو بھی بلایا جو بچے کے باپ کے ساتھ سفر میں گئے تھے۔وہ لوگ چار تھے، ان میں سے ہر ایک سے جداگانہ طور پر سوال کیا، پھر آپؑ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: جب میں نعرۂ تکبیر بلند کروں تو اس کے جواب میں آپ لوگ بھی نعرۂ تکبیر بلند کریں۔پہلے شخص سے پوچھا بچے کے باپ کا کیسے انتقال ہوا۔اس نے اضطرابی کیفیت میں جواب دیا: میں نے تو صرف رسی کو لایا تھا، امام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، جس کے جواب میں لوگوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔دوسرے شخص سے پوچھا تو اس نے جواب دیا میں نے رسی کو گلے سے باندھا تھا، تیسرے شخص نے کہا میں چاقو لایا تھا، چوتھے شخص نے علی الاعلان اور برملا کہا ہم اس کے مال و ثروت پر قابض ہونے کے لیے اجتماعی طور پر اس کو قتل کر چکے ہیں اس کے قتل میں ہم سب ملوث ہیں۔امامؑ نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا، لوگوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔امیر کائناتؑ نے ان کے قبضے سے مال و ثروت کو نکال کر بچے کی ماں کو دے دیا اور قاتلوں کو سخت سزائیں دیں۔پھر آپؑ نے ماں سے مخاطب ہو کر فرمایا ''آج کے بعد اس بچے کا نام عاش الدین (یعنی دین زندہ ہے) رکھ دینا۔''

رضائے الٰہی

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے: وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ (۱)

عدن کے باغوں میں عمدہ مکانات اور اللہ کی رضا و خوشنودی ان سب سے برتر ہے

دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے: أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (۲)

بھلا جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کا پابند ہو گیا وہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو خدا کے غضب میں گرفتار ہوا اور جس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کا فرمان ہے:

ثَلَاثٌ يَبْلُغْنَ بِالْعَبْدِ رِضْوَانَ اللّٰهِ: كَثْرَةُ الْاِسْتِغْفَارِ، وَخَفْضُ الْجَانِبِ. وَكَثْرَةُ الصَّدَقَةِ

تین چیزیں بندے کو اللہ ربّ العزّت کی خوشنودی تک پہنچاتی ہیں۔ کثرت سے استغفار، انکساری اور کثرت سے صدقہ دینا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ طَلَبَ رِضَاةَ النَّاسِ بِمَا يَسْخَطُ اللّٰهَ كَانَ حَامِدُهُ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا وَمَنْ آثَارِ طَاعَةِ اللّٰهِ بِغَضَبِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ عَدَاوَةَ كُلِّ عَدُوٍّ وَ حَسَدَ كُلِّ حَاسِدٍ وَ بَغْيَ كُلِّ بَاغٍ وَكَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ نَاصِرًا وَ ظَهِيرًا

جو شخص اللہ کی ناراضی میں لوگوں کی رضایت کو تلاش کرتا ہے، اس کی تعریف کرنے

۱۔ سورۂ توبہ آیت ۷۲ ۲۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۶۲۔

والے لوگ بھی اس کی مذمت کرنے لگ جاتے ہیں۔اور جو شخص مخلوق کی ناراضی پر اللہ ربّ العزت کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے تو خداوند عالم اسے ہر دشمن کی دشمنی، ہر حاسد کے حسد اور ہر سرکش کی سرکشی سے محفوظ رکھتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا مددگار اور پشت پناہ ہوتا ہے۔(۱) کسی نبیؑ کے زمانے میں ایک شخص رہتا تھا، اس کی شریک حیات بہت ہی عقل مند تھی۔ شب و روز شوہر کی خدمت میں مشغول رہتی تھی۔شوہر نے یہ سوچا کہ اس کی بیوی کس حد تک اس سے محبت کرتی ہے؟ ایک دن اُس نے بیوی سے پوچھا: میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں تم بالکل صحیح جواب دو۔ بیوی نے کہا سوال نہیں کرنا۔آخر وہ بار بار اصرار کر رہا تھا۔میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ بیوی نے کہا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔شوہر نے کہا: کیا تم مجھ سے بڑھ کر کسی کو چاہتی ہو؟ بیوی نے کہا میں نے تم سے کہا تھا کہ سوال نہیں کرنا۔لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے تم سے کوئی چاہت نہیں ہے اور تمہارے ساتھ زندگی کے لمحات گزارنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔شوہر نے کہا: پس تم اس حد تک میری خدمت کیوں کرتی ہو؟ بیوی نے کہا: قانون الٰہی کے سامنے سرِتسلیم خم کرتے ہوئے اس کی رضایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر زندگی طولانی ہو جاتی تو پھر بھی میں اس راز کو فاش نہ کرتی۔لیکن جب تم نے بہت اصرار کیا تو میں نے جھوٹ نہیں بولا۔شوہر نے اس گفتگو کو سننے کے بعد بیوی کو طلاق دی، مہر بھی ادا کیا۔خداوند متعال نے وقت کے نبی کو حکم دیا۔ہم نے دونوں کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔بیوی کو اس لیے کہ وہ رضایتِ الٰہی پر راضی تھی اور شوہر کو بیوی سے جدائی پر داغ مفارقت کی وجہ سے ...... (۲)

۱۔میزان الحکمت جلد ۴، صفحہ ۲۸۳، یکصد موضوع پانصد داستان صفحہ ۲۹۳۔

۲۔جوامع الحکایات صفحہ ۳۳۶۔

نماز کی پابندی

صَلِّ الصَّلاۃَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا

نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا............(عہدنامہ)

قرآن مجید میں ارشاد قدرت ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلَی صَلَوَاتِهِمْ یُحَافِظُونَ أُولَئِکَ هُمُ الْوَارِثُونَ (۱)

اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کیا کرتے ہیں، وہی لوگ (سچے) وارث ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (۲)

پس ان نمازیوں کی تباہی ہے، جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

روایت میں ہے فَضْلُ الْوَقْتِ الْاَوَّلِ عَلیٰ الْاٰخِیرِ کَفَضْلِ الآخِرَةِ عَلیٰ الدُّنْیَا

اوّل وقت کو آخر وقت پر وہی فضیلت حاصل ہے جو آخرت کو دنیا پر حاصل ہے (۳)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے:

الصَّلوٰتُ الْمَفْرُوْضَاتُ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِهَا اِذَا رَاَیْتَهُمْ حُدُوْدُهَا الطَّیِّبُ رِیْحاً مِنْ قَضِیْبِ الآسِ حِیْنَ یُوْخَذُ مِنْ شَجَرَةٍ فِیْ طِیْبِهِ وَ رِیْحِهِ وَ طَرَاوَتِهِ فَعَلَیْکُمْ بِالْوَقْتِ الْاَوَّلِ. (۴)

فریضہ نمازوں کو جب ان کے اوّل وقت میں حدود کو قائم رکھتے ہوئے ادا کیا

....

۱۔سورۂ المومنون آیات ۹، ۱۰۔ ۲۔سورۂ الماعون آیات ۴، ۵۔

۳۔بحار الانوار ج ۲ ص ۵۹۔ ۴۔میزان الحکمت ج ۵، ص ۲۰۸۔

جائے تو اُن کی خوشبو ریحان کی شاخ کی خوشبو سے زیادہ معطر ہوتی ہے، جب اسے خوشبودار اور تر و تازہ حالت میں اس کے درخت سے جدا کیا جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمان سپاہیوں کے ہمراہ اہل کتاب میں سے چند لوگوں کو جنہوں نے مالیات دینے سے انکار کیا تھا، ان کی سرکوبی کے لیے تشریف لے گئے، مسلمانوں کے لشکر میں ایک دلہن بھی اسیر ہو کر آئی۔ سفر سے واپسی پر وسط راہ میں سب سو گئے اس رات عمار یاسرؓ اور عباد بن بشرؓ پہرہ دینے میں مشغول تھے۔ انہوں نے رات کو پہرہ دینے کے اوقات کو اپنے درمیان تقسیم کر لیا۔ آدھی رات تک عباد بن بشرؓ اور رات کے آخری حصے میں عمار یاسرؓ پہرہ دینا قرار پایا۔ عمار یاسرؓ سو گئے اور عباد بن بشر وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے نماز میں مشغول ہو گئے۔ دوسری طرف سے دولہا دلہن کو ان کی قید سے چھڑانے کے لیے آیا۔ عباد بن بشرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مشغول تھے، ایک یہودی آیا اور وہ سوچنے لگا کہ محافظین سوئے ہیں انہوں نے دور سے جب عباد بن بشرؓ کو دیکھا تو دل میں شک ہوا جو کھڑا ہے وہ انسان ہے یا لکڑی وغیرہ، بہر حال اطمینان حاصل کرنے کی خاطر اس نے تیر اندازی کی۔ تیر عباد بن بشرؓ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ دوسرا اور تیسرا تیر بھی عبادؓ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انہوں نے نماز کو مکمل کرنے کے بعد عمار یاسرؓ کو بیدار کیا، عمار یاسرؓ نے پوچھا کیا معاملہ ہے انہوں نے تفصیل سے بیان کیا، عمار یاسرؓ نے کہا: پہلی تیر اندازی پر ہی مجھے بیدار کرتے، عبادؓ نے کہا: میں سورۂ کہف کی تلاوت میں مشغول تھا اور میں نہیں چاہ رہا تھا کہ سورے کو نامکمل چھوڑ دوں۔ اگر مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کا خوف نہ ہوتا تو کبھی بھی میں نماز کو جلدی ادا نہ کرتا، اگر چہ میری جان چلی جاتی۔(۱)

۱۔ یکصد موضوع پانصد داستان ص ۵۰۴)

امامت ورہبری

(وَمِنْهُ)فَاِنَّهُ لاَ سَوَآءَ اِمَامُ الْهُدَىٰ وَاِمَامُ الرَّدَىٰ وَوَلِيُّ النَّبِيِّ وَ عَدُوُّ النَّبِيِّ

اس عہد نامے کا ایک حصہ یہ ہے 'ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا، پیغمبرؐ کا دوست اور پیغمبرؐ کا دشمن برابر نہیں ہوسکتے .. ..(عہد نامہ)

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً (۱)

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے (اس) دینِ اسلام کو پسند کیا۔

قرآن مجید میں امامت و رہبری کی ضرورت کو اس طرح بیان کیا ہے:

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (۲)

(اے رسولؐ!) تم تو صرف (خدا سے) ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔

امامت و رہبری کی اہمیت کو جاننے کے لیے امیر کائناتؑ کا یہ فرمان ملاحظہ ہو:

مَكَانُ الْقَيِّمِ مِنَ الْاَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَ يَضُمُّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَ ذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ اَبَداً

امر اُمّت کو سنبھالنے والے کا وہی مقام ہوتا ہے جو موتیوں کی لڑی میں دھاگے کا ہوتا ہے کہ وہ ان موتیوں کو ایک لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ اگر وہ ٹوٹ جائے تو تمام موتی بکھر جائیں

۱۔سورۂ مائدہ آیت ۳۔ ۲۔سورۂ الرعد آیت ۷۔

اور پھر کسی طرح اکٹھا ہونے میں نہ آئیں۔

سرکارِ خراسان حضرت امام علی الرضا علیہ السلام نے امامت و رہبری کی عظمت کو یوں بیان فرمایا ہے: اِنَّ الْاِمَامَۃَ زِمَامُ الدِّیْنِ وَ نِظَامُ الْمُسْلِمِیْنَ وَ صَلَاحُ الدُّنْیَا وَ عِزُّ الْمُؤْمِنِیْنَ امامت دین کی باگ ڈور، مسلمانوں کا نظام، دنیا کی بہتری اور مومنین کی عزت ہے۔

ایک سیاہ پوست غلام کو چوری کے الزام میں امیر کائناتؑ کے پاس لایا گیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تم نے چوری کی ہے؟ عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! میں چوری کی ہے۔ آپؑ نے دوبارہ پوچھا اگر تم نے اعتراف کرلیا تو تیرے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دی جائیں گی۔ اُس نے اعترافِ جرم کرلیا، اُس وقت امیر المومنینؑ کے حکم سے اس کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کاٹی گئیں۔ سیاہ پوست غلام نے کٹی ہوئی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ میں اٹھائی اور چلا گیا، جبکہ اُس کے ہاتھ سے خون ٹپک رہا تھا۔ عبداللہ بن کوا جو منافقین میں سے تھا، جب اُس نے اس منظر کو دیکھا تو غلام سے پوچھا تمہاری انگلیاں کس نے کاٹیں؟ اُس نے جواب دیا شاہِ ولایت امیر المومنینؑ، پیشوائے عالمین جانشینِ رسولؐ نے ابن کوا نے کہا اے غلام! اُس نے تمہاری انگلیاں کاٹی ہے اور تم اُن کی تعریف و تمجید کر رہے ہو؟ غلام نے جواب دیا میں کیسے اُن کی تعریف نہ کروں جبکہ میرے رگ و پے میں اُن کی محبت موجزن ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: ہمارے ایسے چاہنے والے بھی ہیں اگر اُن کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تو اُن کے دلوں میں ہماری محبت مزید بڑھے گی، اور ہمارے ایسے دشمن بھی ہیں، اگر ان کے منہ میں شہد بھی رکھیں تو ان کے دلوں میں ہماری دشمنی مزید بڑھے گی۔ پھر آپ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا جا کر غلام کو لے کر آو۔ امام حسنؑ ان کو لے کر آ گئے۔ آپؑ نے فرمایا اے غلام! میں نے تمہاری انگلیاں کاٹی ہے اور تم میری تعریف و توصیف کر رہے ہو؟ غلام نے کہا آپؑ کی تعریف و توصیف کو ربّ ذو الجلال نے بیان کیا ہے، میری کیا

حیثیت ہے!!امیر المومنین علیہ السلام نے کٹی ہوئی انگلیوں کو اُسی مقام پر رکھا۔اپنی ردا کو اس کے اوپر ڈال دیا اور کچھ دُعائیں پڑھیں۔اسی وقت اُن کا ہاتھ ٹھیک ہوا، گویا کبھی نہ کٹا ہو۔(۱)

۱۔ میزان الحکمۃ جلد ۱، ص ۲۵۲۔ مؤلف: محمدی ری شہری۔

منافقت

وَاُحَذِّرُکُمْ اَهْلَ النِّفَاقِ

اور میں تمہیں منافقین سے ہوشیار اور خبردار کرتا ہوں ......(عہدنامہ)

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ (۱) منافقین کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ یہ لوگ صلح کے نام پر فساد پھیلانے والے ہیں جیسا کہ ارشاد ربّ العزّت ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ (۲)

امیر کائنات علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں منافقین کے اوصاف کو یوں بیان کیا ہے اُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ اُحَذِّرُكُمْ اَهْلَ النِّفَاقِ، بندگان خدا میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں منافقین سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کن بھی۔ منحرف بھی ہیں اور منحرف ساز بھی۔ یہ مسلسل رنگ بدلتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے اٹھاتے رہتے ہیں ہر مکر وفریب کے ذریعے تمہارا ہی قصد کرتے ہیں اور ہر گھات میں تمہاری ہی تاک میں بیٹھتے ہیں۔

ان کے دل بیمار ہیں اور ان کے چہرے پاک وصاف۔ اندر ہی اندر چال چلتے ہیں اور نقصانات کی خاطر رینگتے ہوئے قدم بڑھاتے ہیں۔ ان کا طریقہ دوا جیسا اور ان کا کلام شفا جیسا ہے، لیکن ان کا کردار نا قابل علاج مرض ہے۔ یہ راحتوں میں حسد کرنے والے، مصیبتوں میں مبتلا کر دینے والے اور امیدوں کو نا امید بنا دینے والے ہیں، جس راہ پر دیکھو ان کا مارا ہوا پڑا ہے اور جس کو دیکھو وہاں تک پہنچنے کا ایک سفارشی ڈھونڈ رکھا ہے اور ہر رنج وغم کے لیے آنسو تیار رکھے

۱۔ سورۂ منافقون آیت نمبر ۴۔ ۲۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۱۔

ہوئے ہیں۔ایک دوسرے کی تعریف میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے بدلے کے منتظر رہتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں تو چپک جاتے ہیں اور برائی کرتے ہیں تو رسوا کر کے ہی چھوڑتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں تو حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ ہر حق کے لیے ایک باطل تیار کر رکھا ہے اور ہر سیدھے کے لیے ایک کجی کا انتظام کر رکھا ہے، ہر زندہ کے لیے ایک قاتل موجود ہے۔ ہر دروازہ کے لیے ایک کنجی بنا کر رکھی ہے۔ ہر رات کے لیے ایک چراغ مہیا کر رکھا ہے۔طمع کے لیے ناموس کو ذریعہ بناتے ہیں تاکہ اپنے بازار کو رواج دے سکیں اور اپنے مال کو رائج کر سکیں۔ جب بات کرتے ہیں تو مشتبہ قسم کی اور جب تعریف کرتے ہیں تو باطل کو حق کا رنگ دے کر۔ انہوں نے اپنے لیے راستے کو آسان بنالیا ہے اور دوسروں کے لیے تنگی پیدا کر دی ہے۔ یہ شیطان کے گروہ ہیں۔ اور جہنم کے شعلے، یہی حزب الشیطان کے مصداق ہیں اور حزب الشیطان کا مقدمہ سوائے خسارے کے کچھ نہیں ہے۔

امیر کائنات علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ساری دنیا کے جرائم کی فہرست تیار کی جائے تو اس میں سرفہرست نفاق ہی کا تذکرہ ہوگا، جس میں ہر طرح کی برائی اور ہر طرح کا عیب پایا جاتا ہے۔نفاق اندر سے کفر و شرک کی خباثت رکھتا ہے اور باہر سے جھوٹ و غلط بیانی کی کثافت رکھتا ہے اور ان دونوں سے بدتر دنیا کا کوئی جرم اور کوئی عیب نہیں ہے۔

دور حاضر کا دقیق ترین جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس دور میں عالمی سطح پر نفاق کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہ گیا ہے۔ ہر شخص جو کچھ کہہ رہا ہے اس کا باطن اس کے خلاف ہے، اور ہر حکومت جس بات کا دعویٰ کر رہی ہے اس میں کوئی واقعیت نہیں ہے۔تہذیب کے نام پر فساد، مواصلات کے نام پر تباہ کاری، امن عالم کے نام پر اسلحوں کی دوڑ، تعلیم کے نام پر بد اخلاقی اور مذہب کے نام پر لامذہبیت ہی اس دور کا طرۂ امتیاز ہے۔اور اسی کو زبان شریعت میں ''نفاق'' کہا جاتا ہے۔حقیقت امر یہی ہے کہ منافقین کا کوئی عمل قابل اعتبار نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی

سراپا غلط بیانی ہوتی ہے۔تعریف کرنے پر آجاتے ہیں تو زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور برائی کرنے پر تل جاتے ہیں تو آدمی کو عالمی سطح پر ذلیل کر کے چھوڑتے ہیں اس لیے کہ ان کا نہ کوئی ضمیر ہوتا ہے اور نہ کوئی معیار، انہیں صرف موقع پرستی سے کام لینا ہے اور اسی کے اعتبار سے زبان کھولنی ہے۔

خطبے کے عنوان سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ سماج کے چند افراد کا ایک گروہ ہے جس کے کردار کو واضح کیا جارہا ہے تا کہ لوگ اس کردار سے ہوشیار رہیں اور اپنی زندگی کو ''نفاق'' سے بچا کر ایمان اور تقویٰ کے راستے پر لگادیں۔لیکن تفصیلات کو دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ پورے سماج کا نقشہ ہے اور سارا عالم انسانیت اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں ''نفاق'' کی حکمرانی نہ ہو، اور انسان کے کردار کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جس میں واقعیت اور حقیقت پائی جاتی ہو اور جسے نفاق سے پاک و پاکیزہ قرار دیا جا سکے۔

ایسے حالات میں تو ہر شخص کو اپنے نفس کا جائزہ لینا چاہیے اور منافقین کے بارے میں بیان کی گئی صفات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، مبادا انسان کا شمار منافقین میں ہو جائے اور اس کی آخری منزل جہنم قرار پائے (۱)

۱۔نہج البلاغہ، سید ذیشان حید جوادی صفحہ ۴۰۴، ناشر محفوظ بک ایجنسی، مارٹن روڈ کراچی

گمراہ کنندگان

وَلٰكِنِّیْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ عَالِمِ اللِّسَانِ يَقُوْلُ مَا تَعْرِفُوْنَ وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُوْنَ.........

بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے خوف کا اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے، کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔ .... (عہد نامہ)

قرآن مجید میں ارشاد ربّ العزّت ہے وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۞ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا(۱)

اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تو انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کر دیا۔ پروردگارا! ان لوگوں پر دوہرا عذاب نازل فرما اور ان پر بڑی سے بڑی لعنت ہو۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا فرمان ہے: اَنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ اِمَامٌ جَائِرٌ ضَلَّ وَ ضَلَّ بِهِ فَامَاتَ سُنَّةً مَاخُوْذَةً دَاعِيًا بِدْعَةً مَتْرُوْكَةً(۲)

اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں سے بدتر وہ ظالم حکمران ہے جو گمراہی میں پڑا رہے، دوسرے بھی اس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں، اور حضرت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کرے۔

۱۔ سورۃ الاحزاب آیات ۶۷۔۶۸۔

۲۔ نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۶۴۔

امیر کائناتؑ کا دوسرا فرمان ملاحظہ ہو: ضَلالُ الدَّلِیْلِ ھِلاکُ الْمُسْتَدِلِّ (۱)

''راہنما کی گمراہی، راہنمائی حاصل کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔''

بخت النصر نمرود کی طرح ایک ستم گر بادشاہ تھا، جس کا پیشہ ہی ظلم وتشدد پر منحصر تھا۔ انہوں نے اس قدر یہودیوں کا قتل عام کیا کہ بیت المقدس میں سوائے ایک بڑھیا کے سب کو موت کی آغوش میں دھکیل دیا۔ آخر الامر اس ضعیفہ کو بھی موت سے ہم آغوش کر دیا۔ حکومتی عہدیداروں کے حاسدانہ رویے کی بنا پر انہوں نے حضرت دانیال کو ایک کنویں میں بند کر دیا تقریباً بیس سال تک اس کنویں میں بند رکھا۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے جسم میں سے سر کا حصہ لوہے میں، پیروں کا حصہ فولاد میں اور سینے کا حصہ سونے میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ پس انہوں نے نجومیوں کو طلب کیا اور کہا: میں نے ایسا ایک خواب دیکھا ہے، تم لوگ اس کی تعبیر سے آگاہ کرو۔ جب وہ جواب دینے سے عاجز آئے تو ان کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ ایک حکومتی عہدیدار نے کہا میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو تمہیں خواب کی تعبیر سے آگاہ کرے گا۔ پس اس نے کہا اس کو لے کر آؤ۔ پس حضرت دانیالؑ لائے گئے، بخت النصر کے خواب کو بیان کیا گیا، اور انہوں نے سوال کیا اس کی تعبیر کیا ہے؟ حضرت دانیال نے جواب دیا: تمہاری بادشاہت اختتام کو پہنچی ہے، تین دن کے بعد تم ایک ایرانی کے ہاتھوں مارے جاؤ گے، انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ میری چاروں طرف میرے محافظین کھڑے ہیں۔ ایسے حالات میں کون مجھ پر تلوار سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔ پس حضرت دانیالؑ کو انہوں نے اپنے پاس رکھا، تیسرے دن ایک غلام جس کا تعلق ایران سے تھا اور بادشاہ اسے اپنا فرزند کہتا تھا۔

۱۔ غرر الحکم نقل از کتاب میزان الحکمۃ جلد ۵ صفحہ ۲۴۷، مؤلف محمدی ری شہری، ناشر مصباح الہدیٰ پبلکیشنز لاہور۔

بادشاہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کا تعلق ایران سے ہے، جب کمرے سے باہر آیا تو تلوار کو غلام کے حوالے کرتے ہوئے کہا آج جس کسی کو بھی دیکھو اُسے قتل کردو، اگرچہ وہ میں بادشاہ ہی کیوں نہ ہوں، پس غلام نے تلوار اٹھائی اور ایک دم سے اس پر وار کیا، وہ واصل جہنم ہوا اور زمین اس ناپاک وجود سے پاک ہوگئی۔

قرآن وحدیث کے آئینے میں منافقین کا چہرہ

۱) جھوٹ بولنا:

وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُون (۱)

اللہ گواہی دیتا ہے، بتحقیق منافقین جھوٹے ہیں۔

۲) اپنی قسموں کو سپر قرار دینا:

اتَّخَذُوا أَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً (۲)

انہوں نے اپنی قسموں کو سپر قرار دے دیا۔

۳) حقیقت کو درک کرنے سے قاصر ہیں:

فَطُبِعَ عَلَی قُلُوبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُونَ (۳)

ان کے دلوں پر (گویا) مہر لگادی گئی ہے تو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔

۴) ظاہری خوبصورتی:

وَإِذَا رَأَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ أَجْسَامُھُمْ (۴)

اور جب تم ان کو دیکھو گے تو (تناسب اعضاء کی وجہ سے) ان کا قدو قامت تمہیں بہت اچھا معلوم ہوگا۔

....

۱۔ سورۂ منافقون آیت ۱۔ ۲۔ سورۂ منافقون آیت ۲۔

۳۔ سورۂ منافقون آیت ۳۔ ۴۔ سورۂ منافقون آیت ۴

۵) حق کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ ہونا:

كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ (۱)

گویا دیواروں سے لگائی ہوئی بیکار لکڑیاں ہیں۔

۶) ہر حادثے سے ڈرنا:

يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِم (۲)

ہر چیخ کی آواز کو سمجھتے ہیں کہ ان ہی پر آپڑی۔

۷) خود محوری:

لَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ (۳)

وہ لوگ اپنے سر پھیر لیتے ہیں

۸) گناہ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۴)

تحقیق اللہ بدکاروں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

۹) عہد و پیمان شکنی:

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَى مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنفَضُّوا (۵)

یہ وہی لوگ تو ہیں جو (انصار سے) کہتے ہیں کہ جو (مہاجرین) رسول خداؐ کے پاس رہتے ہیں ان پر خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ یہ لوگ خود تتر بتر ہو جائیں گے۔

۱۔ سورۂ منافقون آیت ۴ ۔۲۔ سورۂ منافقون آیت ۴ ۔۳۔ سورۂ منافقون آیت ۵
۴۔ سورۂ منافقون آیت ۶ ۔ ۵۔ سورۂ منافقون آیت ۷

۱۰) خود کو عزیز اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا:

لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَل (۱)

ضرور بہ ضرور عزت دار لوگ (خود) ذلیل کو نکال باہر کریں گے۔

۱۱) سخت زبان کا انتخاب:

فَإِذَا جَاء الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ. (۲)

پھر جب خوف کا (موقع) جاتا رہا (اور ایمان داروں کو فتح نصیب ہوئی) تو مال غنیمت پر گرتے پڑتے فوراً تم پر اپنی تیز زبانوں سے طعنہ کرنے لگے۔

۱۲) فرصت طلبی:

وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ الله لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزاً عَظِيماً (۳)

اور اگر تم پر خدا نے فضل کیا (اور دشمن پر غالب آئے) تو اس طرح اجنبی بن کے کہ گویا تم میں اور اس میں کبھی کوئی محبت ہی نہ تھی یوں کہنے لگے کہ

۱۔ سورۂ منافقون آیت ۸۔

۲۔ سورۂ احزاب آیت ۱۹۔

۳۔ سورۂ نساء آیت ۷۲۔

اے کاش! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو میں بھی بڑی کامیابی حاصل کر لیتا

۱۳) مکّار:

یُخَادِعُونَ اللّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا(۱)

اللہ اور صاحبانِ ایمان کو دھوکا دیتے ہیں۔

۱۴) دل کی بیماری میں مبتلا ہیں:

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ (۲)

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

۱۵) صلح کے نام پر فساد پھیلانا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ قَالُواْ إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ(۳)

اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں فساد مت پھیلاؤ (تو) کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں۔

۱۶) نادان لوگ:

أَلاَ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاء (۴)

خبردار ہو جاؤ یہی لوگ بے وقوف ہیں۔

۱۔ سورۂ بقرہ آیت ۹۔ ۲۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۰۔

۳۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۱۔ ۴۔ سورہ بقرہ آیت ۱۳۔

۱۷) صاحبان ایمان سے تمسخر کرنا:

وَإِذَا خَلَوْاْ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُواْ إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ (۱)

اور جب خلوت میں شیطانوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف صاحبان ایمان کو مورد استہزاء قرار دیتے ہیں۔

۱۸) خفیہ طور پر ملاقاتیں کرنا:

فَإِذَا بَرَزُواْ مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ وَاللّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ وَكَفَى بِاللّهِ وَكِيلاً (۲)

یہ لوگ تمہارے سامنے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم (آپ کے) فرمانبردار ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے باہر نکلے تو ان میں سے کچھ لوگ جو کچھ (تم سے) کہہ چکے تھے اس کے برخلاف راتوں کو مشورہ کرتے ہیں حالانکہ (یہ نہیں سمجھتے) یہ لوگ راتوں کو جو کچھ بھی مشورہ کرتے ہیں اسے خدا لکھتا جاتا ہے تو ان لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کرو اور خدا پر بھروسا رکھو اور خدا کارسازی کے لیے کافی ہے۔

۱۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۴۔

۲۔ سورۂ نساء آیت ۸۱۔

۱۹)شک وتردّد کی حالت میں رہنا:

وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ (۱)

ان کے قلوب شک وتردّد کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک اور تردّد میں سرگرداں ہیں

سبیل سکینہ
حیدرآباد، سندھ، پاکستان

۲۰)فتنہ وفساد ایجاد کرنا:

ولأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ (۲)

تمہارے درمیان فتنہ وفساد پیدا کرانے کے لیے جلدی کرتے تھے۔

۲۱)رسول خداؐ پر کوئی مصیبت آجاتی تھی تو خوشحال ہوجاتے تھے:

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُونَ (۳)

اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچا تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آپڑی تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اسی وجہ سے) ہم نے اپنا کام پہلے ٹھیک کرلیا تھا اور (یہ کہہ کر) خوش خوش تمہارے پاس سے اٹھ کر واپس لوٹتے ہیں۔

۱۔سورۂ توبہ آیت ۴۵۔

۲۔سورۂ توبہ آیت ۴۷۔

۳۔سورۂ توبہ آیت ۵۰۔

۲۲) خدااور رسولؐ کا منکر:

إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ(۱)

مگر یہی کہ ان لوگوں نے خدااور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔

۲۳) سستی کے ساتھ نماز کی ادائیگی:

وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى(۲)

نماز کوادا نہیں کرتے ہیں، مگر سستی کے ساتھ۔

۲۴) نہ چاہتے ہوئے انفاق کرنا:

وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ(۳)

اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے بھی ہیں تو بددلی سے۔

۲۵) ڈر اور خوف کے مواقع پر مختلف پناہ گاہوں کی طرف رخ کرنا:

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا۟ إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ(۴)

اگر کہیں یہ لوگ پناہ کی جگہ (قلعہ) یا چھپنے کے لیے غار یا گھس بیٹھنے کی کوئی اور جگہ پا جائیں تو اسی طرف رسیاں توڑتے ہوئے بھاگ جائیں

۲۶) عیب جوئی کرنا:

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ(۵)

۱۔ سورۂ توبہ آیت ۵۴۔ ۲۔ سورۂ توبہ آیت ۵۴۔ ۳۔ سورۂ توبہ آیت ۵۴۔

۴۔ سورۂ توبہ آیت ۵۷۔ ۵۔ سورۂ توبہ آیت ۷۹

وہ لوگ جو اطاعت گزار مومنین کے صدقات وخیرات میں عیب جوئی

کرتے ہیں۔

۲۷)رسول خدا کو اذیت دینا:

وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِيَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ(۱)

اوران میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو(ہمارے)رسول کو ستاتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بس کان ہی(کان) ہیں۔

۲۸)راز فاش ہونے کے سلسلے میں خائف رہنا:

يَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ تُنَبِّئُهُمۡ بِمَا فِيۡ

قُلُوۡبِهِمۡ قُلِ اسۡتَهۡزِءُوۡا اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡن(۲)

منافقین اس بات سے ڈرتے ہیں کہ(کہیں ایسا نہ ہو)ان مسلمانوں

پر(رسول کی معرفت)کوئی سورہ نازل ہو جائے جو ان کو جو کچھ ان

منافقین کے دل میں ہے بتا دے(اے رسول!)تم کہہ دو کہ(اچھا)

تم مسخرہ پن کیے جاؤ جس سے تم ڈرتے ہو خدا اسے ضرور ظاہر کرے

گا۔

۲۹)باطل میں محو رہنا:

اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ(۳)

ہم تو یونہی بات چیت(دل لگی)کر رہے تھے۔

....

۱۔سورۂ توبہ آیت ۶۱۔ ۲۔سورۂ توبہ آیت ۶۴۔ ۳۔سورۂ توبہ ۶۵۔

۳۰)برائی کی دعوت اور نیکی سے روکنا:

يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوف(۱)

یہ لوگ برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور نیکیوں سے روکتے ہیں۔

۳۱)خدا کو بھول جانا:

نَسُواْ اللّهَ فَنَسِيَهُمْ(۲)

یہ لوگ خدا کو بھول بیٹھے تو خدا نے بھی (گویا) بھلا دیا۔

۳۲)کنجوسی کرنا:

فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُواْ بِهِ وَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعْرِضُون(۳)

جب خدا نے اپنے فضل و کرم سے انہیں عطا فرمایا تو اس میں کنجوسی کرنے اور کترا کے منہ پھیرنے لگے۔

۳۳)محاذ جنگ پر نہ جانے کی وجہ سے خوشی کا اظہار کرنا:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّهِ (۴)

(جنگ تبوک) میں رسول خداؑ کے پیچھے رہ جانے والے اپنی جگہ بیٹھے رہے اور نہ جانے سے خوش ہوئے۔

۳۴)ذمے داریوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے بہانہ جوئی:

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً(۵)

۱۔سورۂ توبہ آیت ۶۷ ۲۔سورۂ توبہ آیت ۶۷ ۳۔سورۂ توبہ آیت ۶۷۔

۴۔سورۂ توبہ آیت ۸۱۔ ۵۔سورۂ توبہ آیت ۸۱۔

(اے رسولؐ!) تم کہہ دو کہ جہنم کی آگ (جس میں تم جلو گے) اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔

۳۵) میدان جنگ میں جانے سے ڈرنا:

فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَى لَهُمْ (۱)

جب کوئی صاف صریح معنوں کا سورہ نازل ہوا اور اس میں جہاد کا بیان ہو تو جن لوگوں کے دل میں (نفاق کا مرض ہے) تم ان کو دیکھو گے کہ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی (چھائی ہو) کہ اس کی آنکھیں پتھرا جائیں تو ان پر وائے ہو۔

۳۶) ریاکاری:

يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلاَ يَذْكُرُونَ اللّهَ إِلاَّ قَلِيلاً (۲)

لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتے ہیں اور خدا کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔

۳۷) مخفیانہ سازشیں:

لاَّ خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلاَّ مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلاَحٍ بَيْنَ النَّاسِ (۳)

۱۔ سورۂ محمد آیت ۲۰۔ ۲۔ سورۂ نساء آیت ۱۴۲۔ ۳۔ سورۂ نساء آیت ۱۱۴۔

۳۸) پروپیگنڈے کرنا:

وَإِذَا جَاء هُمْ أَمْرٌ مِّنَ الأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُواْ بِهِ (۱)

جب انہیں فتح یا شکست کی خبر پہنچتی ہے تو وہ بغیر کسی تحقیق کے اسے عام کرتے ہیں۔

۳۹) ان کی نگاہ میں مقصد کا نہ ہونا:

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لاَ إِلَى هَـؤُلاء وَلاَ إِلَى هَـؤُلاء (۲)

اس (کفروایمان) کے درمیان میں پڑے جھول رہے ہیں نہ ان مسلمانوں کی طرف نہ ان کافروں کی طرف۔

۴۰) کافروں سے دوستی:

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (۳)

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مومنین کی جگہ پر کافروں کو دوستی کے لیے منتخب کر رکھا ہے۔

۴۱) مسلمانوں کو جہاد میں جانے سے روکنے کے لیے تشویق دلانا:

الَّذِينَ قَالُواْ لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُواْ لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا (۴)

۱۔ سورۂ نساء آیت ۸۳۔

۲۔ سورۂ نساء آیت ۱۴۳۔

۳۔ سورۂ نساء آیت ۳۹۔

۴۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۶۸۔

یہ لوگ اپنے شہید بھائیوں کے بارے میں کہنے لگے، کاش ہماری پیروی
کرتے تو نہ مارے جاتے۔

۴۲) مومنین سے دشمنی:

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ (۱)

یہ لوگ (تمہارے) دشمن ہیں، تم ان سے بچے رہو۔

۴۳) وسط راہ کے ہم سفر:

سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ (۲)

ہم بعض کاموں میں تمہاری پیروی کریں گے۔

۴۴) مسلمان کے کافر ہونے کی آرزو و تمنا رکھتے ہیں:

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً (۳)

ان لوگوں کی خواہش تو یہ ہے کہ جس طرح وہ کافر ہو گئے تم بھی کافر ہو جا
تا کہ تم ان کے برابر ہو جاؤ۔

۴۵) فائدے کی تلاش میں رہتے ہیں:

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ
يَسْخَطُونَ (۴)

اگر مال غنیمت میں سے کچھ ان کو دے دیں تو خوشحال ہوتے ہیں، اگر نہ

۱۔ سورۂ منافقون آیت ۴۔ ۲۔ سورۂ محمد آیت ۲۶۔

۳۔ سورۂ نساء آیت ۸۹۔ ۴۔ سورۂ توبہ آیت ۵۸۔

دیں تو ناراض ہو جاتے ہیں۔

۴۶) آخری ٹھکانہ جہنم ہے:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (۱)

جہنم کے آخری طبقے میں منافقین ہوں گے۔

۱۔ سورۂ نساء آیت ۱۴۵۔

روایات

۱) منافق کی نشانیاں:

❁ قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلامِ: اَرْبَعٌ مِنْ عَلامَاتِ النِّفَاقِ فَسَادُ الْقَلْبِ وَجُمُوْدُ الْعَیْنِ وَالْاِصْرَارُ عَلیٰ الذَّنْبِ وَالْحِرْصُ عَلیٰ الدُّنْیَا.

چار چیزیں منافقت کی نشانی ہیں۔ دل کی سختی، خشکی چشم، گناہوں پر اصرار، دنیا کی لالچ۔

❁ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ: ثَلاثٌ مَنْ کُنَّ فِیہِ کَانَ مُنَافِقاً وَاِنْ صَامَ وَ صَلّٰی وَ زَعَمَ اَنَّہُ مُسْلِمٌ مَنْ اِذَاأْتُمِنَ خَانَ وَ اِذَا حَدَثَ کَذِبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ

اگر تین چیزیں کسی کے وجود میں ہوں تو وہ منافق ہے اگر چہ وہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس میں خیانت کرے۔ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو وفا نہ کرے۔

❁ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَالَفَ سَرِیْرَتُہُ عَلانِیَتَہُ فَھُوَ مُنَافِقٌ

جس کا باطن اس کے ظاہر کے موافق نہ ہو، پس وہ منافق ہے۔

۲) نفاق کی جڑیں:

❁ قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلامُ: اَلنِّفَاقُ عَلیٰ اَرْبَعِ دَعَائِمَ عَلَیٰ الْھَوَیٰ وَلْھَوَیْنَا وَالْحَفِیْظَۃِ وَالطَّمَعِ

نفاق کی چار جڑیں ہیں۔ نفس پرستی، دین کے کاموں میں سازشیں کرنا، غصہ اور لالچ۔

۳) منافقت کی بیماری دور ہونے کے لیے نسخہ:

❁ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّلاةُ عَلَيَّ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِيْ تُذْهِبُ النِّفَاقَ

رسول خداؐ نے فرمایا: مجھ پر اور میرے اہلِ بیتؑ پر دُرود بھیجنے سے منافقت کا خاتمہ ہوگا۔

فصل ششم

نکتۂ جہاں بانی جلد اول

''عہد نامۂ امیر المومنین علیہ السلام بنام مالک اشترؓ '' کی

تقریبِ رونمائی (مورخہ: دسمبر ۲۰۰۸ء)

- تلاوت کلام مجید: مولانا سجاد عرفانی
- نظامت: خطیبِ حسینیت سیّد محمد نقی نقوی
- سپاسنامہ: پروفیسر آصف پاشا صدیقی
- جسٹس آف ہائی کورٹ جناب سیّد علی اسلم جعفری (صدر تقریب)
- جسٹس آف سپریم کورٹ جناب سیّد زوار حسین جعفری (مہمان خصوصی)
- جناب مولانا سیّد محمد عون نقوی
- جنابِ مولانا سیّد باقر حسین زیدی
- جناب پروفیسر اقرار حسین جعفری
- جناب فیروز ناطق خسرو (نثری تاثرات)
- جناب فیروز ناطق خسرو (منظوم تاثرات)
- جناب سیّد قمر حسنین (منظوم تاثرات)
- جناب سیّد عابد حسین ہاتف الوری (منظوم تاثرات)
- جناب شجاع عباس رضوی (منقبت)

ڭ

سپاسنامہ:

پروفیسر آصف پاشا صدیقی

سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تشریف لائے ،سلام پیش کرتا ہوں حضرت ابو طالبؑ جیسی عظیم ہستی کو جن کی اولاد کا آج اثر ہے۔سلام ہو حضرت فاطمہ زہراؑ بی بی پر اور ان کے ہمسرو شوہر حضرت علی علیہ السلام پر۔شکریہ ادا کرتا ہوں جناب جسٹس سیّد زوار حسین جعفری صاحب کا جنہیں آج اس وقت اسلام آباد میں ہونا تھا، مگر انہوں نے اس پروگرام کے لیے اپنے سفر کو موخر کیا۔میرے ان سے گھریلو تعلقات ہیں، میرے بڑے بھائی حسنین پاشا صدیقی اور ان کے والد کی دوستی تھی۔میں ان کے گھر میں رہا بھی ہوں۔شکریہ ادا کرتا ہوں صدر تقریب جناب جسٹس علی اسلم جعفری کا۔یہ اور میں بچپن کے دوست ہیں۔یاد ہوگا اہالیان خیر پور کو کہ میں پنج گلہ چوک پر اور چھتری پر اور کبھی بھر گڑی لقمان چوہدری ساجد صاحب کے امام بارگاہ میں اور دیگر جگہوں پر مجالس پڑھا کرتے تھے۔شکریہ ادا کرتا ہوں حجۃ الاسلام مولانا سید محمد عون نقوی کا،شکریہ ادا کرتا ہوں حجۃ الاسلام والمسلمین سیّد شہنشاہ حسین نقوی کا۔شکریہ ادا کرتا ہوں خطیب حسینیت علامہ سید محمد نقی نقوی کا۔یہ نظامت کا فریضہ قسمت والوں کو ملتا ہے۔شکریہ ادا کرتا ہوں جناب علامہ باقر حسین صاحب کا۔آپ مجلس سے خطاب کر کے یہاں تشریف لائے۔میرے ذہن میں مدتوں سے خیال تھا کہ نوجوانوں کے لیے کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو معاشرے کے کام آئے۔تو ایک روز حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی کے پاس آیا، اور ان سے اس موضوع پر مشورہ کیا تو نہج البلاغہ موضوع گفتگو قرار پائی اور اس میں بھی حضرت مالک اشترؓ اور حضرت محمد بن ابی بکرؓ سے متعلق وہ خطوط اور اقوال امیر المومنینؑ تھے جنہیں لکھنے کا خیال شکل پانے لگا۔مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی نے کہا کہ اچھا کام ہو جائے گا اگر آپ ان دو موضوعات پر کتاب لکھیں اور باب العلم دار التحقیق آپ کو مدد فراہم کرے گا۔لیکن پہلے حضرت

مالک اشتر پر کتاب تیار ہونی چاہیے، اور پھر ثالثِ حسنینؑ حضرت محمد بن ابی بکرؓ پر، جن کی اولاد میں سے میرا تعلق ہے اور اسی نسبت سے صدیقی لکھا۔ اس عہد نامے پر اگر لوگ عمل کر لیں تو معاشرہ افراتفری سے نجات پا جائے گا۔ مولانا باقر حسین زیدی صاحب نے فرمایا کہ علامہ رشید ترابی مرحوم کی خدمات اس خط کے حوالے سے بہت زیادہ ہیں۔ مگر میں اس کیں ایک اضافہ کروں گا کہ گورنر سندھ ایس ایم عباسی نے ایک سرکولر جاری کیا تھا کہ تمام سرکاری ادارے عہد نامہ مالک اشتر کو اپنا اصول ادارہ قرار دیں۔ کتنے ممالک ہیں دنیا میں....! جن کے دستورات میں اس خط کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں: پہلا مالک اشترؒ کی زندگانی پر اور دوسرا عہد نامہ اور اس کی شرح۔ شکر گزار ہوں جناب مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی کا کہ جنہوں نے حج کے سفر میں بھی اس پر کام کیا، اس کتاب پر جتنا بھی خرچ ہوا وہ میں نے برداشت کیا، لیکن اس کو وقف کر دیا ہے مولانا کے زیر نگرانی چلنے والے اداروں کے نام۔ کیوں کہ ادارے بڑی مشکل سے چلائے جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ حضرات دو نوٹ خرچ کریں گے تو دو کام ہوں گے۔ ایک علم دوستی کا اظہار اور دوسرا ادارے کی تقویت۔ میں اس فروغِ ایمان ٹرسٹ باب العلم کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس ادارے کے قیام میں مولانا کے ساتھ دیا۔ دار التحقیق نے بیرون ممالک سے کتابیں منگوائیں تا کہ یہ جامع کتاب قرار پا سکے۔

خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں یہ دو چراغ روشن ہوئے: محمد عون اور شہنشاہ حسین۔ ان کے والد ہاتف الوری صاحب، ان کی والدہ، ان کی نانی، ان کے دادا ابرار حسین نقوی مرحوم آج ان کی روحیں خوش ہو رہی ہوں گی۔ اب ہم انشاء اللہ حضرت محمد بن ابی بکرؓ پر کتاب لکھیں گے۔ کیوں کہ افسوس ہوتا ہے کہ ایسے جاں نثاروں پر جامع کتابیں موجود نہیں۔ اس کتاب کا انتساب اللہ، رسولؐ اور چہاردہ معصومین علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کے نام کیا ہے۔ اس کتاب کو لائبریری کی زینت نہیں بلکہ اپنے من میں اتارنے کے لیے ضرور حاصل کیجیے گا۔ آخر

میں اس شعر پر ختم کرتا ہوں:

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں

والسلام

خطاب (اقتباس)

عالی جناب جسٹس سید علی اسلم جعفری

کتاب نکتۂ جہاں بانی عہد نامہ مالک اشتر کی وہ شرح ہے، جو میرے بچپن کے دوست پروفیسر آصف پاشا صدیقی نے ترتیب دی۔ یہ اور میں تختی ہاتھ میں لے کر سلطان المدارس پڑھنے جاتے تھے، اور مجالس وتقاریر بھی ایک ساتھ کرتے تھے۔ میرا ان کا بچپن سے کھیل کود اور پڑھنے لکھنے میں دوستانہ مقابلہ رہا ہے۔ اکثر یہ مجھ سے آگے نکل جاتے تھے اور اس کتاب کی ترتیب میں بھی یہ مجھ پر بازی لے گئے۔ اس کتاب سے استفادے کی توفیق کی دعا کے ساتھ

والسلام

خطاب (اقتباس)

عالی جناب جسٹس سید زوار حسین جعفری

آج کی تقریب حضرت مالک اشتر کے نام ہے۔ کیوں کہ پروفیسر آصف پاشا صدیقی نے آں جنابؓ کی زندگانی پر کتاب لکھی۔ ایسی عظیم ہستی میدان جہاد میں حضرت علیؑ کے شانہ بہ شانہ جو ہر شجاعت دکھاتی رہی۔ ایک جنگ میں ضربت لگی تو آنکھ کی پلکیں الٹ گئیں، ایسی شکل والے کو عربی میں ''اشتر'' کہتے ہیں۔ ایک ایسا سپاہی جس پہ اللہ، رسولؐ اور علیؑ فخر کرتے ہیں۔ یمن کا رہنے والا، دنیا میں اتنا بڑا مجاہد کہلایا کہ جس کی مثال نہیں۔ پروفیسر صاحب نے ان کی زندگی پر کتاب لکھ کر ایک مثال قائم کی ہے جو اُردو ادب میں نمایاں حیثیت رکھے گی۔ اگر چہ ہمارے ہاں پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جبکہ علم باعث نجات ہے۔ میری خواہش ہوگی کہ ہر مومن حضرت مالک اشتر اور حجر بن عدی جیسے باکردار لوگوں کے کردار کو اپنائے۔ کائنات میں مالک اشتر کے نام سے حکمرانی قائم رہے گی۔ کیوں کہ وہ اصول حکمرانی جو سب کی ضرورت ہے وہ ان کے نام لکھے گئے ہیں۔ پروفیسر آصف پاشا صدیقی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایسی عظیم کتاب پیش کر دی۔

آخر میں آپ کے شکریے کے ساتھ

سہیل سکینر
حیدرآباد، سندھ، پاکستان

والسلام

خطاب (اقتباس)

از عالی جناب مولانا محمد عون نقوی

تمام شرکاءِ تقریب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میں پروفیسر آصف پاشا صدیقی صاحب کا جو میرے والد کے بچپن کے دوست ہیں۔ بڑا ادب کرتا ہوں، اس کتاب کے مقدمے میں مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی صاحب نے جو نکات کتاب کے اہداف و مقاصد کو پیشِ رکھتے ہوئے لکھے ہیں انہی کو اپنی تقریر کا محور قرار دیتا ہوں:

(۱) مومنینِ کرام خصوصاً نوجوانوں کو ''نہج البلاغہ'' کی جانب متوجہ کرنا۔

(۲) حضرت مالکِ اشترؒ کی شجاعت اور معاملہ فہمی کو اُجاگر کرنا۔

(۳) حضرت علیؑ کا مالکِ اشترؒ پر اعتماد۔

(۴) حضرت مالکِ اشترؒ کے حالاتِ زندگی سے آگاہی۔

(۵) رعایا پر حقیقی حکمرانی کا تصور۔

(۶) عوام الناس کی بہبود اور خوش حالی کے لیے اقدامات۔

(۷) سپاہِ اسلام کی بہبود اور اُن کے خاندانوں کا خیال۔

(۸) خراج وصول کرنے اور خراج میں آسانی کو مدِ نظر رکھنے کے اُصول۔

(۹) دُور اندیشی سے کام لینے کی اہمیت۔

(۱۰) اعلیٰ عہدیداروں کا انتخاب اور اس کے لیے وضع کردہ اُصول۔

(۱۱) کائنات کے اَسرار و رموز، نیکی و بدی، سماجی پہلو، سیاسی بصیرت، دنیاوی مسائل اور اُن کے حل۔

(۱۲) انسانی کج روی اور خود غرضی و خود پسندی سے اجتناب کی ہدایت۔

(۱۳) دشمنانِ اسلام سے معاملات نمٹانے کا طریقہ۔

(۱۴) مالیاتی اداروں پر کڑی نظر رکھنے کا حکم۔

(۱۵) حکومتی کاموں کی نگرانی۔

(۱۶) قضاوت (عدل وانصاف) کے لیے بہترین انسان کا انتخاب کرنے کا حکم۔

(۱۷) یتیم، فقیر، محتاج لوگوں کا خیال رکھنے کا حکم۔

(۱۸) سیاسی، اَخلاقی، اقتصادی، نظامی، سماجی، عبادی اہمیت کے حامل مکتوب کو لوگوں لئے نقشِ راہ بنانا۔

(۱۹) حضرت علیؑ کے اس مکتوب کو اسناد کے ساتھ پیش کرنا۔

(۲۰) معرفتِ الٰہی، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، دینِ اِسلام، اعلیٰ اَخلاق اور اتحادِ اُمّت کے لیے کوششیں۔

(۲۱) حضرت علیؑ کی عوام الناس کی بہتری کے لیے اقدامات کے مضمرات۔

والسلام

خطاب (اقتباس)

جناب مولانا سیّد باقر حسین زیدی

حمد وثنائے پروردگار کے بعد محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود وسلام، اس کتاب کا پہلا حرف زندگی کو کتاب بنانے کے لیے کافی ہے۔ کیوں کہ اگر نکتہ سمجھ میں آجائے تو پھر کتاب سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ خط امیر المومنین علیہ السلام کا وہ شہرۂ آفاق خط ہے جسے ہر معصومؑ نے اپنے عہد میں دہرایا ہے۔ جس پر عمل کرنے کے لیے امام زمانہؑ حکمِ الٰہی کے منتظر ہیں۔ کتنے عظیم کام کو پروفیسر آصف پاشا صدیقی صاحب نے انجام دیا، کیوں کہ یہ کام انتخاب معصومؑ ہے اور یہ کاوش ہمشیہ سلامت اور باقی رہے گی۔

۱۹۴۷ء میں قائد اعظم محمد علی جناح نے حیدر آباد دکن سے علامہ رشید ترابی اعلیٰ اللہ مقامہ کو بلایا، اور نظام حکومت مرتب کرنے کے لیے مشورہ طلب کیا۔ علامہ مرحوم نے عہد نامہ مالک اشتر کو انگریزی ترجمے کے ساتھ پیش کر دیا، جس کی تقریب رونمائی کراچی کلب میں منعقد ہوئی، اور قائد اعظم نے مکمل تقریر میں اس خط کی عظمت کو بیان کیا۔ جس کا ایک جملہ یہ تھا ''یہ خط ہماری آئندہ حکومت کے آئین کی بنیاد ہوگا.....''

۱۹۶۷ء محرم الحرام میں جناب مراتب علی شاہ نے لاہور سے اس کا متن پہلی مرتبہ پاکستان میں شائع کروایا۔ اس کتاب ''نکتۂ جہاں بانی'' میں مؤلف نے موضوعات کو علیحدہ علیحدہ کر کے پیش کیا ہے اور یہ کام پہلی مرتبہ علامہ رشید ترابی نے ۱۹۶۷ء میں اپنی تقریر میں کیا تھا۔

۱۹۷۰ء کے بعد منبر ہو یا تحریر، ایک خاموشی سی ہے کہ اس عہد نامے کو میں نے نہ کہیں دیکھا، نہ پڑھا۔ مگر ۲۰۰۸ء کے اختتام پر پروفیسر آصف پاشا صدیقی نے اسے جس انداز سے پیش کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ تاریخ میں تادیر یاد رکھا جائے گا۔ دو سو ساٹھ صفحات پر مشتمل یہ کتاب جس [illegible] اس لیے ضروری تھا کہ اگر وہ بیان نہ ہوتا تو مکتوب کی اہمیت اجاگر

نہیں ہوتی۔ پھر عظیم اور مستند کتابوں کے حوالے بھی ایک یادگار کارنامہ ہے، جسے یاد رکھنے کے لیے ایک کھلے دل کی ضرورت ہے۔ تنقید سے تو کوئی عہد خالی نہیں ہے مگر تنقید برائے تعمیر ہونا چاہیے۔ باب العلم ٹرسٹ مبارک باد کا مستحق ہے۔ میں حجۃ الاسلام المسلمین مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایسے ناپید موضوعات کا انتخاب کیا ہے اور درخواست گزار ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کی ضرور زحمت کریں تاکہ اجتماعی اور انفرادی اصلاح میں استفادہ ہو سکے۔

والسلام

خطاب (اقتباس)

پروفیسر اقرار حسین جعفری

نکتۂ جہاں بانی عہد نامہ مالکِ اشتر کی شرح جسے پروفیسر آصف پاشا صدیقی صاحب نے انتہائی محنت اور عرق ریزی سے ترجمہ بمع متن کو پیش کیا ہے، جو آپ کے دینی لگاؤ، مذہب کی طرف رغبت اور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرنے کے عظیم ہدف کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کتاب میں معاشرے کے تمام طبقات پر حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات کو مختلف عنوانات کے تحت لاکر اہلِ مطالعہ کے لیے امر کو آسان کر دیا ہے۔ اس کتاب پر عمل کیا جائے تو معاشرتی برائیوں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

تبصرہ

از قلم: عالی جناب فیروز ناطق خسرو

زیرِ تبصرہ کتاب امیر المومنین، امام المتقین حضرت علی بن ابی طالبؑ کے مجموعۂ خطبات "نہج البلاغہ" کی روشنی میں مرتّب کی گئی ہے۔ درِ شہرِ علوم کی شجاعت اور علمی معاملات میں دسترس اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کا حل نہ صرف دنیائے اسلام میں بلکہ تمام عالم میں تسلیم کیا گیا ہے۔

اپنے ظاہری دورِ خلافت میں حکومت کے اہل کاروں، صوبوں کے گورنروں اور عوام النّاس کو وقتاً فوقتاً جو ہدایت نامے اور رہنما اصول مکتوبات و ارشادات عالیہ کے ذریعے منتقل کرتے رہے، وہ آج بھی ہر حکومت کے اربابِ حل وعقد کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

پروفیسر آصف پاشا صدیقی ایک علمی و ادبی گھرانے کے روشن چراغ ہیں۔ آپ نے وقت کی اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مولائے کائنات حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کا شہرہ آفاق مکتوب بنام حضرت مالک اشترؒ کو آسان پیرائے میں عام لوگوں کے لیے زیرِ تبصرہ کتاب میں تحریر کیا ہے۔

اس ضمن میں یہ بات یقیناً اہم ہے کہ مختلف سربراہانِ حکومت نے اپنے اپنے دور میں اس مکتوب کو سرکلر کی شکل میں تمام سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسران کو ارسال کیا۔

۲۶۱ صفحات کی اس کتاب میں جو دو حصوں پر مشتمل ہے، حضرت مالک اشترؒ کے بارے میں تفصیل اور مکتوب کے حوالے سے سیر حاصل معلومات یکجا کی گئی ہیں۔ تمام عبارت جامع، مدلّل اور مستند حوالوں سے مزیّن ہے۔

ادارہ باب العلم دار التحقیق سے متعلق افراد و علمائے کرام اس علمی و تحقیقی کاوش کو اپنی مخلصانہ کوششوں سے منظرِ عام پر لانے کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

مؤلف نے اس کتاب سے بہ شکل ہدیہ ہونے والی تمام آمدنی کو باب العلم دارالتحقیق کی نذر کرکے ایک احسن قدم اٹھایا ہے۔ایسے ادارے یقیناً ہمارے علمی تعاون کے مستحق ہیں۔

اُمید ہے کہ پروفیسر آصف پاشا صدیقی (جو خود بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں) کی تالیف کردہ کتاب نکتۂ جہاں بانی اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرے گی۔

دلی دُعا گو،

فیروز خسرو

فیروز ناطق خسرو

نکتۂ جہاں بانی

(تقریب رونمائی ''نکتۂ جہاں بانی'' مؤلف: پروفیسر آصف پاشا صدیقی)

(۲۴ دسمبر ۲۰۰۸ء)

شہرِ علم و دانش کی
خاک جس نے چھانی ہے
مِل گئی اُسے منزل

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اک کھلی حقیقت ہے، زندہ اک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

آپ کے لیے مولاؔ
علم مثلِ پانی ہے
آپ نے جو فرمایا

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

موجِ خوش بیانی ہے
بحر کی روانی ہے
عالموں کا کہنا ہے

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

آؤ حوضِ کوثر ہے
تشنگی مٹانی ہے
ہے سبیل پیاسوں کیا

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

یہ رموزِ حکمت ہے
طرزِ حکمرانی ہے
عہد نامۂ اشترؓ!

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

مال و دولتِ دنیا
چیز آنی جانی ہے
اصل جو اثاثہ ہے

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

کام سے ترے ظاہر
زورِ نوجوانی ہے
آصفِ جواں ہمت

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

تُو بھی جاوداں ہوگا
یہ بھی جاوداں ہوگی
عرش سے صدا آئی

سبیل سکینہ
حیدرآباد، سندھ، پاکستان

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں بانی

مانگتا ہے خسرو بھی
پڑھ کے اسمِ ربّانی
ایک حرفِ دانائی

یہ کوئی فسانہ ہے اور نہ یہ کہانی ہے!
اِک کھلی حقیقت ہے، زندہ اِک نشانی ہے
نکتۂ جہاں بانی، نکتۂ جہاں مانی

منقبت (مالک اشترؓ)

شاعر اہل بیتؑ جناب سیّد عابد حسین ہاتف الوری

یہ محفل یہ مجلس بڑی معتبر ہے
یقیناً امام زمانؑ کا گزر ہے
لکھی ہے آصف کتاب پئے جہاں بانی
یہ بنت نبیؐ کی دُعا کا اثر ہے

❁❁❁❁❁

خدا کی حمد کروں نعت، مصطفیٰؐ کی پڑھوں
پھر اس کے بعد ثناء آل مصطفیٰؐ کی کروں

علیؑ ولی کی ولاء کے جو جام پیتے ہیں
فنا کبھی نہیں ہوتے ہمیشہ جیتے ہیں

وفا شعار و طرف دار و عاشق حیدرؑ
جری، خلیق، سمجھدار، مالک اشتر

جو باب علم کی چوکھٹ پہ سر جھکاتا ہے
وہی تو دونوں جہانوں میں فیض پاتا ہے

لکھا ہے تم نے جو یہ نکتہ جہاں بانی
مبارک آپ کو آصف یہ کارِ عرفانی

جناب مالک اشتر کی زندگی کی مثال
تھی ایسی جیسی نبیؐ کے لئے علیؑ کی مثال

لکھی ہے آصف پاشا نے لاجواب کتاب
کیا ہے ہاتفؔ کم علم کو شریکِ ثواب

❀❀❀❀❀

منقبت (حضرت مالک اشترؒ)

منقبت خواں: عالی جناب سید شجاع عباس رضوی

خُلوص و عزم کے پیکر تھے مالکِ اشترؒ
مثالِ فاتحِ خیبرؑ تھے مالکِ اشترؒ

نہ ایک سانس بھی گُزری بغیرِ عشقِ علیؑ
سراپا نوکرِ حیدرؑ تھے مالکِ اشترؒ

غُرور و کُفر کے خیبر کو پاش پاش کیا
جلالِ حیدرِ صفدرؑ تھے مالکِ اشترؒ

کسی محاذ پہ تنہا نہ چھوڑا حیدرؑ کو
قرارِ قلبِ پیمبرؐ تھے مالکِ اشترؒ

وہ دبدبہ ہے کہ قصرِ نفاق لرزاں ہے
وجودِ کُفر پہ نشتر تھے مالکِ اشترؒ

گواہ بو ذرؓ و سلمانؓ بھی ہیں قنبرؓ بھی
خود اپنی ذات میں لشکر تھے مالکِ اشترؒ

مجھے خبر نہیں، ایسا بھی ہوگا اُن کے سِوا
کمالِ عشق کا محور تھے مالکِ اشترؒ

ادب سے چوم لے عاصؔی قدم تُو اشترؒ کے
درِ علوم کے نوکر تھے مالکِ اشترؒ

از نتیجۂ فِکر: مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی (عاصؔی قمی)

❀❀❀❀❀

کتابیات

کتاب	مولف	ناشر
۱۔قرآن مجید		
۲۔الاصابہ	ابن حجر عسقلانی	احیاء تراث بیروت
۳۔الاستیعاب	ابن عبدالبر	مطبوعہ حیدر آباد دکن
۴۔الامامۃ والسیاسۃ	ابن قتیبہ دینوری	
۵۔الاختصاص	شیخ مفیدؒ	
۶۔اسدالغابہ	عزّ الدّین، ابوالحسن علی بن محمد جزری	دارالکتب علمیہ بیروت
۷۔امالی	شیخ طوسیؒ	
۸۔اصحاب امام علیؑ	سیّد اصغر ناظم زادہ قمی	بوستان کتاب دفتر تبلیغات اسلامی قم
۹۔امہات المعصومینؑ	آیۃ اللہ سیّد محمد شیرازی	مطبوعہ منہاج الحسین لاہور پاکستان
۱۰۔الصفین	نصر ابن مزاحم	
۱۱۔بحارالانوار	علامہ محمد باقر مجلسیؒ	
۱۲۔بشارۃ المصطفیٰ	محبّ الدین طبری	جامعہ مدرسین قم
۱۳۔پند تاریخ	موسیٰ خسروی	
۱۴۔تاریخ بنی حمید	مولوی محمد انشاء اللہ حمیدی	امیر اقبال پریس بدایوں
۱۵۔تحف العقول	حسین بن علی حرانی	

۱۶۔تذکرۂ محمدیہ مولانا اعجاز حسن محمدی بدایونی مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن کراچی

۱۷۔تفسیر المیزان علامہ طباطبائیؒ

۱۸۔تفسیر نمونہ آیۃ اللہ مکارم شیرازی

۱۹۔جامع السعادات ملا احمد نراقی

۲۰۔جامع الاحادیث زیر سرپرستی آقائے بروجردی

۲۱۔الریاض النضرہ طبری

۲۲۔سوانح عمری حضرت محمد بن ابی بکرؓ سید علی حیدر مطبع کھجوا ہندوستان

۲۳۔عہد نامہ مالک اشتر پروفیسر آصف پاشا صدیقی باب العلم دار التحقیق کراچی

۲۴۔الغارات نصر ابن مزاحم منقری

۲۵۔ناسخ التواریخ سپہر کاشانی

۲۶۔نہج البلاغہ علامہ ذیشان حیدر جوادی محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

۲۷۔نہج البلاغہ ترجمہ فیض الاسلام چاپ خانہ سپہر تہران

۲۸۔نہج البلاغہ ترجمہ فیض الاسلام انتشارات فقیہ تہران

۲۹۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

۳۰۔شرح نہج البلاغہ آیۃ اللہ مکارم شیرازی ناشر مطبوعاتی ہدف قم

۳۱۔شرح نہج البلاغہ مفتی جعفر حسین مرحوم امامیہ پبلیکیشنز لاہور

۳۲۔شرح نہج البلاغہ سیّد رئیس احمد جعفری (ندوی) ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۳۳۔شرح نہج البلاغہ سیّد سبط الحسن الہنسوی ناشر دار النشر للمعارف الاسلامیہ لکھنؤ

۳۴۔شرح نہج البلاغہ محمد تقی جعفری دفتر نشر فرہنگ اسلامی تہران

۳۵۔شرح نہج البلاغہ منظوم محمد علی انصاری کتابفروشی محمد علی علمی تہران

سبیل سکینہ حیدرآباد سندھ، پاکستان

۳۶۔خلاصۃ الاقوال المعروف رجال کشی شیخ طوسیؒ

۳۷۔صواعق محرقہ ابن حجر مکی دارالکتب علمی بیروت

۳۸۔الغدیر علامہ امینیؒ

۳۹۔حلیۃ الاولیاء ابوالفرج اصفہانی

۴۰۔منتہی الآمال شیخ عباس قمی

۴۱۔محمد بن ابی بکرؓ میرزا محمد عالم مکتبہ امامیہ اُردو بازار لاہور

۴۲۔مجالس المومنین شہید ثالث قاضی نوراللہ شوستری جیوانی ٹرسٹ کراچی پاکستان

۴۳۔کتاب المجالس شیخ مفیدؒ

۴۴۔حیوٰۃ الحیوان دمیری انتشارات ذوی القربیٰ قم

۴۵۔مصابیح السنۃ محقق بغوی دارالفکر بیروت

۴۶۔منہاج الدموع شیخ علی قرنی گلپائگانی دارالعلم قم ایران

۴۷۔معجم البلدان یاقوت حموی

۴۸۔راویان نور باقر بید ہندی انتشارات دارالحدیث قم۔

۴۹۔مقتل الحسین مقرم عبدالرزاق مقرم نجفی انتشارات رضوی قم

۵۰۔روضۃ الصفا محمد ابن خاوندشاہ ابن محمود انتشارات اساطیر تہران

۵۱ یکصد موضوع اخلاقی در قرآن وحدیث آقائے مکارم شیرازی دارالکتب الاسلامیہ تہران

۵۲۔یاران باوفائے علیؑ علی اکبر جلائی فر کتابفروشی اسلامیہ تہران

۵۳۔وقائع الایام شیخ عباس قمی

۵۴۔مراقد المعارف آیۃ اللہ محمد حرز الدین مطبوعۃ الادب النجف الاشرف

۵۵۔میزان الحکمۃ محمدی ری شہری مصباح الہدیٰ لاہور

دُعائیہ کلمات

شہدائے ولایت،

علمائے کرام، دانشور،

ڈاکٹرز، شعراءوادیب،

اہل قلم، سوزخوان وخطباء،

مومنین ومومنات

اور تعلیمی، فلاحی، مذہبی اور عزائی اداروں کے بانیان کے لیے

دُعا کرتے ہیں کہ:

''اللہ ہر ایک کو اُس کے مقام ومنزلت کے مطابق بہترین اجروثواب عطا فرمائے''

مسؤلین واراکین باب العلم دارالتحقیق

یادداشت